خطباتِ کینیڈا
زینت القراقاری غلام رسول دامت برکاتہم العالیہ
صدارتی و عالمی ایوارڈ یافتہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۔ پاکستان

زینت القراء مولانا قاری غلام رسول دامت برکاتہم عالیہ

صدارتی و عالمی ایوارڈ یافتہ

بانی دار القرآن پاکستان و کینیڈا

زیر اہتمام

عالمی انجمن فروغ تجوید و قرأت

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب خطبات کینیڈا 85067

مصنف زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول

صدارتی و عالمی ایوارڈ یافتہ

بانی دارالقرآن پاکستان و کینیڈا

زیر اہتمام عالمی انجمن فروغ تجوید و قرأت

تاریخ اشاعت مارچ 2008ء

ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تعداد ایک ہزار

کمپیوٹر کوڈ KM13

قیمت -/ روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست

انتساب

اس کتاب (خطبات کینیڈا) کو اپنے بیٹوں حافظ و قاری مبشر رسول اور مدثر رسول کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے دار القرآن کینیڈا کی جگہ دیکھی اور پھر خریدی اور اب تعمیری کاموں میں مصروف کار ہیں۔ اور نا موافق و نا مساعد حالات کے باوجود بھی انکے پائے اثبات مین لغزش نہیں آئی اور محنت شاقہ سے تعمیری و تعلیمی سلسلے میں سرگرم عمل ہیں۔ دار القرآن کے محل وقوع کے لحاظ سے بہت ہی یکسوئی کا موقع ملا جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چند سطور رقم کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جبکہ پاکستان میں رہتے ہوئے جلسے جلسوسوں، مدرسوں اور دیگر مصروفیات کے باعث ایک لمحہ بھی فرصت نہیں ملتی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بیٹے قاری محمد مبشر رسول صاحب، ان کے اہل خانہ اور بچوں کو دار القرآن کے صدقے جس کی وہ بے لوث خدمت کرتے رہتے ہیں دین و دنیا میں سربلندی عطا فرمائے۔ آمین

قاری غلام رسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

زیرنظر کتاب ''خطبات کینیڈا'' زینت القرآء، شیخ العرب والعجم فی التجوید والقرأت باوقار اسلاف حضرت علامہ قاری غلام رسول صاحب مدظلہ کے ان خطابات کا مجموعہ ہے جو آپ نے کینیڈا کی سرزمین پر جہاں آپ نے تجوید قرآن کے فروغ کے لئے عظیم ادارہ قائم فرمایا، مختلف تقریبات اور جمعۃ المبارک کے موقعہ پر ارشاد فرمائے۔

کوئی بھی تحریر یا خطبہ ووعظ، محرر وخطیب کی شخصیت اس کے تجربات اور اس کے فکر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ حضرت قاری غلام رسول صاحب مدظلہ العالی جہاں فن تجوید میں ایک مقام کے حامل ہیں وہاں آپ ایک جید عالم دین بھی ہیں۔ اور اس روز کے فیض یافتہ ہیں جب تقویٰ، دیانت خلوص اور لگن کسی بھی طالب علم کا طرۂ امتیاز ہوتا تھا اور اس کے علاوہ آپ دنیا کے کونے کونے میں کلام الٰہی کی تلاوت کے لئے تشریف لے جاتے اور وہاں کے حالات وواقعات ملاحظہ فرماتے ہیں۔

اور آپ اس بات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں کہ اس وقت بیرونی دنیا میں مسلمان کن مسائل سے دوچار ہیں اور دور حاضر میں تبلیغ دین کے

تقاضے کیا ہیں انداز تبلیغ میں کس قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اس لئے حضرت استاذ القراُ والمجد دین علامہ قاری غلام رسول زید مجدہ کے یہ خطبات نہایت قیمتی اور قارئین کی راہنمائی کا اہم ذریعہ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت زینت القراُ تحریر کے میدان کے شاہسوار نہیں لیکن تحریر میں ادبی رنگ کافی نہیں ہوتا۔ بنیادی چیز تو ادا اور لکھاری کی شوخ اور مقصد تحریر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے یہ کتاب مستطاب نہایت مفید ہے۔ اور امت مسلمہ کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خوب قاری صاحب مدظلہ العالی کی عمر، صحت اور خدمات دینیہ میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کے افادہ و استفادہ کو عام فرمائے۔ آمین۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

جامعہ نظامیہ رضویہ ہجویریہ 18-06-2007

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طلوع

پاکستان کے عوام محترم قاری غلام رسول صاحب کو ایک خوش الحان قاری کے طور پر جانتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی عطا کیا ہے اور جو قرآن مجید کی تلاوت اس انداز میں کرتے ہیں جیسے کلام الٰہی اس وقت نازل ہو رہا ہو۔ تاہم پاکستان سے باہر ان کی حیثیت ایک مبلغ اسلام اور شعلہ نوا خطیب کی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا پیغام اپنے شیریں اور دل نشیں انداز میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں میں پہنچاتے اور تبلیغ کا فرض ادا کرتے ہیں۔

دنیا کے مختلف حصوں کی طرح کینیڈا بھی قاری صاحب کی فتوحات میں شامل ہے جہاں قاری صاحب کے خطبات کی دھوم مچی ہے اور انہیں خطیب اسلام کے طور پر خصوصی شہرت مل چکی ہے۔ قاری صاحب عام اور سادہ انداز میں قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ اور صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے فرمودات کو پیش کر کے اپنے سامعین کا دل موہ لیتے ہیں۔ قاری صاحب کے ان خطابات کو کتابی شکل میں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ان میں کس قدر ربط ہے اور وہ تقریر سے

زیادہ تحریر کا عمدہ نمونہ نظر آتے ہیں۔ عام طور پر خطبات وسیع الاثر ہونے کے باوجود ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہیں اور صرف انہیں سننے والے مستفید ہوتے ہیں مگر ان کی کتابی شکل میں تدوین سے اگلی نسلیں بھی مستفید ہوتی ہیں۔ قاری صاحب کے خطبات کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ قابلِ تحسین ہے۔ ان خطبات کو ایک انفرادیت جگہ جگہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ آرائی ہے۔ جس نعمت سے اللہ تعالیٰ نے قاری صاحب کو بہرہ ور فرمایا ہے وہ اپنے سامعین، ناظرین اور قارئین کو بھی اس نعمت سے بے بہا سے بہرہ ور کرنے کے لئے کوشاں ہیں کیونکہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے محروم کوئی شخص قرآن مجید کے فیض و برکات سے مستفید نہیں ہو سکتا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے میں بھی کامیابی ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو تادیر سلامت رکھے تاکہ دنیا ان کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے علاوہ لحن داؤدی سے استفادہ کرتی رہے اور فیض کا سرچشمہ جاری رہے۔ آمین۔

ارشاد احمد عارف

ڈپٹی ایڈیٹر

روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ 10-08-2007

بسم الله الرحمن الرحیم

اظہارِ عقیدت

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔اما بعد

امام المجودین رئیس المقرئین، سفیر قرآن افتخار پاکستان، آفتاب اہلسنت سرمایۂ ملت قاری العصر زینت القرأ حضرت علامہ الحاج مولانا قاری غلام رسول صاحب (دامت برکاتہم القدسیہ) بانی دارالقرآن پاکستان وکینیڈا (حامل عالمی وصدارتی ایوارڈ) کی ذات محتاج تعارف نہیں، آپ کی دینی، ملی، مذہبی، مسلکی اور بالخصوص قرآنی خدمات ملت اسلامیہ کے لئے قیمتی اثاثہ ہیں، زینت القرأ کی خوبصورت قرأت، عشق میں ڈوبی ہوئی نعت قرآن وسنت سے مزین خطابات سے پوری دنیا آشنا ہے اور لطف اندوز ہورہی ہے۔ آپ کے حسن صوت کو لحنِ داؤدی سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔آپ کی وجد آور تلاوتِ قرآن سامعین کے دلوں میں اترتی جاتی ہے اور یوں لگتا ہے جیسے قرآن مقدس نازل ہورہا ہے اور آپ کا انداز نعت، بھی دیگر نعت خوانوں سے مختلف ہے۔ایک منفرد انداز ہے جو سامع پر وجد آور ہوتا ہے۔

محبت رسول میں اس قدر ڈوب کر نعت پڑھتے ہیں جیسے حضور جلوہ گر

ہیں اور سماعت فرما رہے ہیں۔ بریں بنا سننے والوں پر رقت طاری ہوتی ہے اور انداز خطاب کا کیا کہنا جو خوبصورت ولاجواب نہایت فصیح و بلیغ کاملین کے اقوال و واقعات سے مرصع قرآن وحدیث کی روشنی میں حقائق پر مبنی ہوتا ہے۔ جو گمراہوں کے لئے صراط مستقیم، گنہ گاروں کے لئے بخشش کا خزانہ اور غمزدہ لوگوں کے لئے باعث تسکین قلب وجاں ہوتا ہے اس وقت آپ کے وہ خطابات وخطبات جو کہ کینیڈا و دیگر مختلف ممالک و مقامات میں ہوئے انہیں احاطہ تحریر میں لا کر (خطبات کینیڈا) کے نام سے موسوم کر کے جو کہ مثالی کتاب شائع ہوئی ہے۔ یہ امت مسلمہ کے لئے انمول تحفہ ہے اس میں انداز بیاں انتہائی حسین وجمیل سہل و سادہ ہے۔ جس سے عام انسان راہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔

ان خطبات سے نظریۂ حقیقتِ توحید، عشق رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مودّت اہلبیت اطہار، محبت صحابہ کبار واولیاء کاملین اس قدر عیاں ہے کہ جس سے آپ کی حسنِ عقیدت ومحبت اظہر من الشمس ہے جو آپ کا صحیح معنوں میں طرۂ امتیاز ہے۔ مسلم امہ اس سے رہبری ورہنمائی حاصل کر کے دنیا وآخرت میں سرخروئی حاصل کرسکتی ہے۔

ملک پاکستان میں علم تجوید وقرأۃ کا اولین منظم ادارہ، انجمن فروغ تجوید قرأت، کا قیام بھی آپ کا مرہون منت ہے۔ جس کے آپ بانی ہیں اسی انجمن کے تحت آپ نے وہ قرآنی خدمات انجام دی ہیں جو وطن عزیز سے لے کر لندن، امریکہ، ودیگر ممالک اور خاص کر کینیڈا میں دارالقرآن کی شکل میں اعلیٰ تعلیمی خدمات کو فروغ دے رہی ہیں۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم اپنے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق و توسل سے ان دینی خدمات وخطبات کو نافع و شافع بنائے۔ اور آپ کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ آپ اس دینی اصلاحی مشن کو فروغ دیتے رہیں اور دنیا بھر میں تعلیمات قرآن کے جھنڈے لہرائیں اور خاص کر دار القرآن پاکستان وکینیڈا دینِ متین کا عظیم مرکز بنیں جن کی شعاعوں سے امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب و اذہان منور و روشن ہوں اور تا قیامت دین حقہ کی تعلیم و اشاعت کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔

آمین۔ ثم آمین۔

طالب دعا

احقر الناس، علامہ مولانا قاری سید زوار حسین شاہ بخاری

چیف آرگنائزر عالمی انجمن فروغ تجوید و قرأت

چیئرمین تحریک سوادِ اعظم پاکستان

اظہارِ تشکر و دعائے مغفرت

بندہ کوئی مصنف یا مؤلف نہیں صرف بیرون ممالک کے حالات و واقعات اور مشاہدات اور بالخصوص کینیڈا جہاں زیادہ تر قیام کرنے کا موقع میسر آیا تو معلوم ہوا کہ یہاں کافی تعداد میں مسلمان مدتوں سے آباد ہیں۔ جو کہ اسلامی اقدار اور روایات و کلچر کو کافی حد تک بھول چکے ہیں۔ اور مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگے جا رہے ہیں۔ اور نئے آنے والے مسلمانوں کو اسی رنگ میں رنگے جانے کا خدشہ ہے، اس کے پیش نظر قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تاریخ اور تاریخی واقعات کو سادہ انداز میں جمع کرنے کی سعی شروع کی تاکہ دین اسلام کا پیغام عام ہو اور اسلامی یاد تازہ رہے۔ اس ضمن میں (خطبات کینیڈا) کے نام سے شائع ہو کر کتاب منظر عام پر آ چکی ہے اور کینیڈا میں دس کنال رقبہ پر محیط ادارہ (دار القرآن) بھی وجود میں آ چکا ہے۔ جہاں شب و روز درس و تدریس کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ان تمام مذہبی اور دینی معلومات کو جمع کرنے اور فروغ دینے میں زیادہ عمل دخل مخدومہ قرأ و قاریات محسنہ حفاظ و حافظات حاجن صغریٰ بیگم مرحومہ مغفورہ ناچیز کی اہلیہ کی ہیں جو تمام حالات میں انتہائی صبر و شکر کا دامن تھامے رہی اور ہر آڑے وقت میں اور میرے دینی و مذہبی قرآنی سفر میں ان کی خاص معاونت رہی اور کبھی بھی

طلب دنیا جاہ وحشمت کی خواہش نہ کی اور نہ ہی ان کی راہ میں حائل ہوئی سالہا سال میری شریکہ حیات رہتے ہوئے کسی ایسی خواہش کا اظہار نہ کیا جس سے میرا مشن متاثر ہو۔

وہ اپنی زندگی کے شب و روز دارالقرآن میں حتی الامکان مالی جانی خدمات کے ساتھ بھی گزارنے کے لئے پرعظم تھیں کہ زندگی نے وفا نہ کی اور سترہ رمضان کو شوق قرآن کو سینے سے لگائے۔راہی ملک عدم ہوگئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

قاری غلام رسول

دارالقرآن کینیڈا کے زیر اہتمام نماز سنانے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے

اسلامی معاشرہ کے قیام کیلئے بچوں کی تربیت اسلامی خطوط پر کی جانی چاہیے

تاریخ:30-01-2003

دارالقرآن کینیڈا کے زیر اہتمام عثمان غوثی مسجد سکاربرو میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس مین ان تمام بچوں نے اپنے والدین کے ہمراہ شرکت کی جنہوں نے ریڈیو گھر آنگن میں حضرت مولانا قاری غلام رسول کو اپنی نماز سنائی تھی۔ ان بچوں کو مختلف انعامات دیئے گئے۔ اس موقع پر بچوں کی بڑی تعداد موجود تھی اور لوگ دور دراز کے علاقوں سے آئے تھے۔ کئی بچوں نے نماز کے علاوہ نعت رسول مقبول بھی پیش کی۔ مولانا قاری غلام رسول صاحب نے اس موقع پر کہا کہ ایسی تقریب کا مقصد بچوں میں نماز کا شوق پیدا کرنا اوران کی اصلاح ہے۔ قاری محمد مبشر رسول نے فضائل قرآن اور اسلامی معاشرے کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔ چغتائی نے نعتیں سنائیں جبکہ اظہر طیبی، قاری محمد مبشر رسول، ریاض احمد، محمد اعظم، افتخار اور محمد اسلم نے بچوں میں انعامات تقسیم کیے۔

شرکاء مجلس اور دیگر احباب نے قاری غلام رسول صاحب کو ایسے دینی

پروگرام جاری رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ تقریب کے انعقاد میں ''اردو ٹائمز''، ریڈیو پنجند، ریڈیو نکھار، ریڈیو گھر آنگن، ریڈیو کاروان، ریڈیو سن شائن، ریڈیو ساز و آواز کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر پریشان لوگوں کی خوشحالی کیلئے دعا کرائی گئی۔

بچوں میں پہلا انعام سعدیہ عمر، دوسرا انعام محمد انیس رسول، تیسرا انعام ولید احمد خان جبکہ باقی انعامات محسن معصوم، ذیشان جاوید، ماہا کمال، صبا رفاقت، محمد زین رسول، ثوبیہ جاوید، سیماں شمسی، محمد سہیل، منزہ رسول، سیماں حسین، شمائلہ اعظم، جواد ارشد، دانش اعظم، حنیف علی، سمیع خاں، زہرہ علی چوکسی، محمد بشیر، محمد عمر، تحریم خان، فاطمہ عارف، طیب، محمد عظیم، ماہین اعظم، حمیرہ اعظم، شان اعظم اور عبدالقادر کو دیئے گئے۔ چوکسی کی جانب سے طعام فراہم کیا گیا۔

مولانا قاری غلام رسول صاحب کا
عثمان غوثی مسجد میں خطبہ جمعہ

تاریخ: 04-02-2003

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت اُس وقت ہوئی جب وقت کے بادشاہ نمرود نے اپنے درباری نجومیوں سے سنا کہ عنقریب تمہارے گھر میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو نہ صرف تیرے نظام سلطنت کو بدل کر رکھ دے گا بلکہ تمہاری بادشاہ کی تباہی کا پیغام ہوگا اس پر نمرود نے سیخ پا ہو کر قانون جاری کر دیا کہ آج کے بعد کوئی مرد اپنی بیوی کے پاس نہ جائے اور جو بچہ پیدا ہو اسکو قتل کر دیا جائے اور جو ماں کے پیٹ میں ہے ماں سمیت اس کو ختم کر دیا جائے۔ حق وصداقت پر اس سے زیادہ نازک وقت بھی کبھی آیا ہو گا۔ مگر یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ حق وصداقت اس کو ماننے والوں کی تذلیل ہو رہی ہے۔
ان حالات پر یہ صادق آتا ہے اذا جاء الحق و زهق الباطل جب حق آ گیا تو باطل فرار ہو گیا۔ اسی حقیقت کو واضح کرنے کیلئے حفیظ جالندھری نے فرمایا کہ۔

اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر طرف پھیلایا
تو ابراہیم کو اللہ نے مبعوث فرمایا

نمرود کے کالے قانون کے باوجود ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی جنگل میں معجزانہ طور پر اللہ نے ان کی پرورش کی آپ جوان ہو کر آبادی میں آئے۔ کوئی نبی دنیا میں آ کر نبی نہیں بنتا اللہ تعالیٰ ان کو نبوت کا تاج پہنا کر ہی دنیا میں بھیجتا ہے۔
آپ نے جب کہ آپ تن تنہا تھے۔ بت پرست، ستارہ پرست، چاند پرست اور

آتش پرست قوم کو للکارا کہ اللہ وحدہ لا شریک کی بجائے اس کی مخلوق کو پوج رہے ہو۔ایک موقعہ پر آپ نے قوم کے بت کدے میں جا کر بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔باطل کی طرف سے آپ پر کونسی سختی ہو سکتی ہے جو روا نہ رکھی گئی۔وطن سے نکال دیا۔آگ میں ڈال دیا۔اس موقع پر یہ تو نہیں کہیں گے کہ اللہ کے نبی اور ان کے چند افراد ماننے والوں کو نعوذ باللہ ذلت وخواری اٹھانی پڑ رہی ہے یہاں سے تو حق پرستوں کو یہ سبق ملتا ہے۔

آج بھی ہو جو براہیم کا یماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کے سمیت اعلان حق کی پاداش میں ہجرت فرمانا پڑی اور مدتوں جنگلوں میں ہزار ہا مصائب اور قدم قدم پر تکالیف اٹھائیں تو لوگوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ نعوذ باللہ آپ کو ہر قدم ذلیل وخوار ہونا پڑا ،نہیں یہاں تو یہ سبق ملے گا۔

تندئ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ترین مخلوق انبیاء کرام کی جماعت ہے کسی نبی کو دل دہلا دینے والی آزمائشوں سے گزرنا نہیں پڑھا۔خود امام الانبیاء کو قل ھو اللہ احد کہہ دو وہ اللہ ایک ہے۔اس سچے اعلان کے بدلے کئی سال شعب ابی طالب میں محصور رہنا پڑا پھر اس اللہ کے نبی مکرم کو جس کو صادق،امین اور عدیل جانتے تھے ختم کرنے کے درپے ہو گئے اذن الٰہی سے آپ نے وطن مالوف کو چھوڑا۔اللہ کے گھر کی جدائی قبول فرمائی اور پھر بھی باطل پرستوں نے ساری زندگی چین نہیں لینے دیا،اور بظاہر کلمہ گو لوگوں کے ہاتھوں حضرت عمر فاروق،حضرت عثمان غنی،حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی شہادت اور غیروں کی پھیلائی

غلط فہمیوں سے مسلمانوں کا آپس میں دست وگریبان ہونا اور پھر جس منظر کو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہوگا، جو میدان کربلا میں رونما ہوا۔ بہر حال مسلمانوں پر ایسی آزمائشوں کو دیکھ کر جن کے متعلق اللہ نے خود قرآن میں اعلان کیا کہ۔

قرآن ترجمہ "اے میرے صاحب ایمان لوگو! میں تمہیں سخت سے سخت امتحان سے آزماؤں گا"۔

بعض علمی پست قد اور علمی بجونگڑے قرآن وسنت اور تاریخ سے نا آشنا خود تو اپنے ملکوں میں آکر یورپ، امریکہ، اور کینیڈا کے نرم وگرم گدوں پر آرام کریں، گرمی میں سردی اور سردی میں گرمی کے مزے اڑائیں۔ جیسا کہ علامہ نے فرمایا۔

لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

اور قوم سے ارشاد فرمائیں گئے کہ آج مسلمان ہر جگہ ذلیل ہو رہا ہے۔ تو پھر مکہ شریف سے لے کر کربلا تک کے واقعات کی روشنی میں ان کم فہم لوگوں کا نظریہ تو یہی ہوگا کہ معاذ اللہ مسلمان ہمیشہ پستے آئے اور ذلت ورسوائی اٹھاتے رہے۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔

اسلام کی ترقی اور عروج کا عمل مسلسل جاری ہے۔ مسلمانوں نے آگ اور پانی کی بجائے خون کے دریاؤں کو پھلانگ کر اسلام کے نام پر پاکستان کی صورت میں ایک اسلامی ملک کو دنیا کے نقشے میں اسلامی دنیا کا اضافہ کیا۔

اسلام کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے لچک دی ہے۔ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے۔

اللہ کا وہ سچا پیغام جو "اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا" اور اک نسخہ کیمیاء ساتھ لایا۔

آج قرآن کی شکل میں اس کا نور بلا مبالغہ پوری دنیا کے کونے کونے میں چمک رہا ہے۔ پورے یورپ، چین، جاپان، روس، افریقہ، امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا میں مسلمانوں نے اپنے خون پسینے کی کمائی سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسجدیں تعمیر کی ہیں

جس سے ہر کمیونٹی اور مذہب کے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی ترقی اور عروج ہے یا کہ تذلیل ہے۔ اس کے مقابلے میں ہمارے ملکوں میں دوسرے مذاہب کے کتنے نئے معبد خانے تعمیر ہوئے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال نے اپنے تعلیم کے زمانے میں یورپ میں اکا دُکا مساجد دیکھ کر کہا تھا کہ......

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اور اگر آج علامہ ہوتے تو مسلمان کے کارنامہ ہائے نمایاں پر مبارک دیتے کہ تم نے محبت رسول میں مگن اتنا اسلامی وقار پیدا کیا ہے اور علم اسلام کو نیچا نہیں ہونے دیا۔ کسی بھی مذہب کو لے لیں ان کے مذہب کی آواز ان کے گھر میں یا ان کے معبد خانے تک محدود ہے مگر ''اسلام'' بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کی کوشش سے پوری دنیا میں بلا مبالغہ ہر لمحہ اسلام کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ آپ پانچ وقت کی اذان کو ہی دیکھ لیں اور پھر مکے اور مدینے شریف کی اذان، جماعت، نماز تراویح دنیا کے کسی بھی کونے میں چلے جائیں سن رہے ہیں۔ یہ مسلمان کی معاذ اللہ ذلت ہے یا عزت ہے۔

کل کی بات ہے میں اپنا مشاہدہ عرض کر رہا ہوں میں امریکہ، کینیڈا میں پہلی مرتبہ 1988ء میں آیا، نیو یارک، نیو جرسی میں دور دور فاصلے پر چند مساجد تھیں جو رہائشی مکانوں میں بنائی گئی تھیں اسی طرح شکاگو میں بڑی مسجد ایک ناچ گھر شراب خانے کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا تھا باقی مسلمان جمعہ مبارک یا ہفتہ اتوار کو چرچ یا سکولوں میں ہال کرایہ پر لے کر دینی اجتماع ہونے دین کا شوق وافر تھا شکاگو میں پہنچتے ہی مسلمانوں نے کمیونٹی پروڈیکشن کے زیر اہتمام ناچیز کی آواز میں مکمل قرآن ریکارڈ کیا اور ہاں دنیا میں مکمل قرآن ویڈیو میں یہ پہلا قرآن تھا الحمد اللہ علی احسانہ۔ اور

کینیڈا کے شہر لنڈن انٹاریو میں ایک مسجد اور ہملٹن میں ایک پرانے چرچ میں ایک مسجد اور ایک شہر کے اندر، اسی طرح ٹورانٹو میں چند ایک مساجد تھیں آج صرف 14 سال کے عرصے میں سینکڑوں مساجد تعمیر ہو گئی ہیں یا ہو رہی ہیں۔ ایک ریڈیو صدائے پاکستان تھا اور اب درجنوں ریڈیو اور ٹی وی پروگرام صرف پاکستانیوں کے باقی اسلامی ملکوں کے اس کے علاوہ ہیں جن میں اذانوں سے لے کر تلاوت کلام پاک دینی، اسلامی، سیاسی، سماجی نشریات ہو رہی ہیں۔ ایک آدھی ہفتہ وار اخبار تھی اور آج درجنوں رسالے، اخبارات شائع ہو رہے ہیں۔ لاتعداد دکانیں، کاروبار فیکٹریاں اور مختلف دفاتر ہیں۔ لاہور کی خبر تھی کہ بسنت کی تیاریوں میں بیرون ملک سے مسلمان ان میں شامل ہونے کیلئے جا رہے ہیں۔ مگر ایک مسلمان ملک عراق کے حق میں حکومت کی طرف سے جلوس یا مظاہرہ کرنے کی اجازت نہیں جبکہ امریکہ سے لے کر دنیا کے ہر ملک میں خصوصاً کینیڈا میں ہر طرح سے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ جہاں یہ اسلام کی سربلندی کی علامت ہے وہاں ان ملکوں کی عوام اور حکومتوں کا ہمارے ساتھ حسن سلوک، تعاون اور ہمدردی ہے جسے کسی صورت بھلایا نہیں جا سکتا اس سے زیادہ اور کیا کہا جائے کہ دنیا کے تمام ممالک میں خصوصاً یورپ، کینیڈا اور امریکہ میں ملکی سیاست میں حصے لینے کے سب راستے کھلے ہیں دور نہ جائیں ٹورانٹو میں کبھی ایک پاکستانی کونسلر تھا آج درجن بھر اپنے کاغذات جمع کرا چکے ہیں۔ تو یہ تمام حالات مسلمانوں کی عزت افزائی ہے نہ کہ پسپائی۔ باقی آج ہم گجرات انڈیا کے مسلمان ہوں یا مقبوضہ کشمیر کے ہوں یا افغانستان کے ہوں اور یا پھر حالات سے پیدا شدہ امریکہ کے بلکہ چیچنیا، بوزنیہ وغیرہ۔

جہاں کہیں بھی مسلمان آزمائشوں سے دوچار ہیں۔ ہر مسلمان کی دلی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں اور اگر دیکھا جائے کہ اگر امریکہ سے کسی کو اللہ نہ کرے اپنے یا کسی دوسرے ملک میں ہجرت کرنا پڑے گی تو ان کی ہجرت اللہ کے آخری نبی ﷺ اور باقی

انبیاء کرامکی ہجرتوں سے بڑی ہجرت تو نہیں اور اگر کوئی تکلیف، مصیبت اور آزمائش کی زنجیروں میں پا یہ جولاں ہیں تو کربلا کی آزمائش کی گھڑیوں سے زیادہ نہیں ہوگی جہاں آل رسول ﷺ کے خون سے کربلا کی تپتی ریت کو ٹھنڈا کیا گیا۔

آج خود ایک گھر میں چار بھائی آپس میں ٹکرا جاتے ہیں۔ایک محلے اور ایک شہر کے لوگ دو بدو ہو جاتے ہیں مسلمان مسلمان کو لوٹتا ہے۔مسلمان مسلمان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرتا ہے۔ساری دنیا تو کتنے مذہبوں، کتنی زبانوں اور کئی کئی رنگ و نسل پر مشتمل وہاں تو اختلاف و فساد کا ہونا ایک فطری امر ہے۔

ایسے حالات میں مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کرنا کہ مسلمان ہر جگہ ذلیل ہو رہا ہے۔ مارا جا رہا ہے۔معلومات عامہ اور اسلامی فلسفے سے ناآشنائی کی وجہ ہے۔ورنہ مسلمان کی ترجمانی یہ ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے دریا و صحرا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
دو عالم سے کرتا ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

یا پھر

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

عثمان غوثی مسجد سکاربرو میں مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ، عثمان غوثی کی جانب سے دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور پاکستان کیلئے عرس مبارک کے موقع پر چادر پیش کی جائے گی

تاریخ: 2003-03

عثمان غوثی مسجد میں دوران تقریر مولانا قاری غلام رسول صاحب نے بتلایا کہ میں پونے تین سال یا تین سال کی عمر سے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری کی سعادت حاصل کرر ہا ہوں۔ اتنی کم عمر میں اپنے والدین اور پھوپھو اور والدہ صاحبہ کے ساتھ حاضر ہوتا تھا۔ جس کی ہلکی سی یادیں میرے ذہن میں ہیں پھر زمانہ طالب علمی میں ہر جمعرات اور عرس پر حاضری ہوتی۔ نعت اور ابتدائی تقاریر کیلئے۔ 1952ء تا 1953ء میں درس نظامی اور فن تجوید وقرآت سے فارغ ہونے پر خاص حاضری ہوئی اور شعبہ تبلیغ دین حقہ اہلسنت و جماعت کیلئے دعا کی اور آج آپ کے وسیلہ جلیلہ سے مانگی ہوئی دعا کی قبولیت کو الحمد اللہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر ہر عرس مبارک پر دربار کے غسل مبارک میں تلاوت سورۃ یاسین۔ افتتاح عرس پر، افتتاح سبیل دودھ اور افتتاح محفل سماع پر تلاوت کلام پاک، نئی موجودہ عظیم الشان مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر جبکہ مرکزی وزیر مذہبی امور بروہی صاحب تھے اور سنگ بنیاد جنرل ضیاء الحق صاحب نے رکھا تلاوت کی سعادت

حاصل کی اور جب مسجد مکمل ہوئی تو اس کا افتتاح میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم تھے نے کیا اس موقع پر بھی تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل ہوئی۔ مدتوں سماع ہال کی ضرورت تھی اس کی تکمیل پر میاں نواز شریف کے ہاتھوں ہال کی افتتاحی تقریب میں ناچیز کو تلاوت کی سعادت ملی۔ حکومت ایران نے دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کیلئے سونے کا دروازہ دیا۔ اس کیا فتتاح کی تقریب مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے ادا کی اور تلاوت کلام پاک کی سعادت اس گنہگار کو نصیب ہوئی۔ 1959ء میں تجوید و قرأت کے فروغ کیلئے ناچیز نے انجمن فروغ تجوید و قرأت کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلا کام اس انجمن کے زیر اہتمام جامع مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش میں شبینہ شروع کیا جو رمضان المبارک کی آخری راتوں میں ہوتا تھا۔ اب اللہ کے فضل اور داتا صاحب کی کرامت ہے۔ یہ شبینہ بادشاہی مسجد پھر اسلام آباد لیاقت باغ پنڈی اب جامع مسجد الفیصل پھر کراچی، حیدر آباد، پشاور میں شروع ہوا اور ریڈیو سے نشر ہوتا اب داتا صاحب کی کرامت سے پورے پاکستان کی تاریخی مساجد سے ریڈیو، ٹی وی سے آخری رمضان کی راتوں میں قومی محافل شبینہ کے نام سے نشر ہوتا ہے۔

دو سال قبل بزم شاہِ جیلاں کی طرف سے دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں ناچیز کو تاج پوشی کے شرف سے نوازہ گیا۔ الحمد اللہ علی احسنانہ۔

چنانچہ یہ گنہگار دنیا کے کسی بھی ملک میں ہو 9 محرم تا 21 صفر عرس مبارک میں حاضری کی سعادت کیلئے پاکستان جانا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے دوران دربار حضرت سلطان باھو، شجاح آباد میں دربار حضرت باباشاہ جمال، دربار حضرت میاں میر ملتان، کراچی پنجاب اسمبلی میں تلاوت، سیالکوٹ، اسلام آباد، ریڈیو ٹی وی اور دبئی میں محافل قرأت و محافل میلاد کے علاوہ اپنے چاروں مدارس دارالقرآن نیو گارڈن ٹاؤن، جامعہ تجوید القرآن لاہور چھاؤنی، مدرسہ تعلیم القرآن سلامت پورہ اور مدرسہ

تجوید القرآن اسلام آباد کی سالانہ تقسیم اسناد کانفرنسوں کے انتظامات کے لئے شرکت بھی ضروری ہوتی ہے۔

انشاء اللہ العزیز اس سال ان مدارس سے 150 بچوں کو قرأت اور 50 بچوں کو حفظ و قرأت کی اسناد سے نوازا جائے گا۔ ناظرہ خواں بچے، بچیاں اور بالغ اس کے علاوہ ہوں گے۔

عثمان غوثی مسجد سے دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور دربار غازی محمد اسحاق شہید جو ناچیز کے حقیقی بڑے بھائی تھے جن کی شہادت مسجد شہید گنج لاہور میں ہوئی تھی کے لئے چادروں کا تحفہ جناب اظہر طیبی ریڈیو نور اسلام اور بھائی محمد عطاء اللہ جو سمن آباد لاہور کے ہیں کی طرف سے لے کر انشاء اللہ مارچ کے پہلے ہفتے میں روانہ ہوگا۔

عثمان غوثی مسجد میں مولانا قاری غلام صاحب کا خطاب

تاریخ:13-08-2003

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے حلقہ بگوش سلام ہوئے آپ کے دورِ خلافت میں سلام دور دور تک پھیل گیا۔

حضور نبی آخر الزماں امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خواتین میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مساعی جمیلہ سے مکے کی عظیم ہستیوں میں جنہوں نے دین اسلام کو قبول کرلیا چند ایک نام یہ ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ خلفاءِ راشدین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں۔ قبول اسلام کے بعد اہل مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر آپ نے مکہ سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے پھر ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

آپ کے زمانہ خلافت میں قبرص، اصطخر، خوزفارس کا آخری حصہ طبرستان، کرمان، سجستان اور سابورو غیرہ اسلامی ریاستوں میں تبدیل ہوئے اور اسلام

اپنی حقانیت کی وجہ سے مذکورہ ممالک سے بھی دور دور تک پھیلتا چلا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کو یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں دیا۔ اس لئے آپ ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہیں۔

آپ کا چہرہ بہت خوبصورت، جلد ریشم کی طرح نرم، گھنی داڑھی اور گندم گوں رنگ تھا۔ آپ کے اسلام لانے پر آپ کا چچا غصے میں آگ بگولا ہو گیا اور اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو طرح طرح سے ستانا اور مارنا پیٹنا اور انتہائی بدتمیزی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ آپ کے چچا کے ظلم وستم کا یہ عالم تھا کہ جانور کے کچے بدبودار چمڑے میں آپ کو لپیٹ کر دھوپ میں ڈال دیتا۔ نیچے گرم ریت اور اوپر سے عرب کے سورج کی آتشیں کرنیں اور کچے چمڑے کی بدبو اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

مگر عشاق اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے
اور زبان حال و وقال سے گویا ہوتے ہیں
توڑ دو گر ہڈیاں میری سبھی
دامن احمد نہ چھوڑوں کا کبھی

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا نظام ہے کہ اپنے ماننے والوں کو ہر دور میں آزماتا رہا اور آزماتا رہے گا۔ آپ نے دوسری مرتبہ حبشہ سے مدینہ پاک ہجرت فرمائی اور مدینہ پاک میں سکونت اختیار کی اور تجارت کو اپنا لیا۔ مدینہ پاک کے کامیاب تاجروں میں آپ کا اعلیٰ مقام تھا نہایت کامیاب تاجر تھے۔ چنانچہ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی خوشحالی کیلئے آپ نے اپنا مال و دولت پانی کی طرح بہا دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کیلئے دس ہزار مجاہدین کے لئے سواری کے

جانور، اسلحہ اور دیگر ضروریات جہاد مہیا کیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی حضرت حزیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ ان کی آستین میں دس ہزار دینار تھے وہ آپ نے سرکار کی جھولی میں ڈال دیئے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دیناروں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور ساتھ میں دعا فرمارہے تھے کہ اے اللہ عثمان سے راضی ہو جا۔ میں اس سے راضی ہوں پھر انہیں دعا دی اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے اُس دولت پر جو تم نے مخفی رکھی اور جس کا تو نے اعلان کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ عثمان کو کوئی پرواہ نہیں۔ کہ آج کے دن کے بعد وہ کوئی عمل کرے۔

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ سے چلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے آرہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کچھ گنتے جا رہے ہیں دعوت طعام کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پوچھا کہ آپ میرے پیچھے پیچھے کچھ گنتے آرہے تھے! آپ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آج میرے گھر میں آپ تشریف لائے جس سے مجھے خوشی تھی کہ بیان نہیں کرسکتا اسی خوشی میں میں نے آپ کے قدم گننا شروع کر دیئے کہ جتنے قدم آپ اپنے گھر سے چل کر میرے گھر تک پہنچے آج میں اُتنے غلام آزاد کرا دوں گا۔

سبحان الله

آپ کے دور خلافت میں اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور انتہائی تیزی سے فتوحات کا جو سلسلہ جاری تھی وہ دشمنان اسلام کو کیونکر بھا سکتا تھا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم محبت و بھائی چارہ، اخلاق حسنہ، غریب پروری، سماجی و معاشی خوش حالی پر مبنی ہے تاہم انسانی معاشرے کو سبوتاژ کرنے والے فتنہ پرور کچھ منافق خصلت لوگ ہر زمانے میں

رہے ہیں ایسے ہی لوگ حضرت عثمان غنیؓ کے بڑھتے ہوئے قدم، عزت و وقار اور اسلام کی بڑھتی ہوئی رونق کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ آخر ذی الحجہ کی 18 تاریخ جمعہ کے روز باغیوں نے کئی دن کے آپ کے گھر کے محاصرے کے بعد آپ کو نہایت بے دردی سے شہید کردیا۔ آپ نے مزید خون ریزی کے پھیلنے کو روکنے کیلئے حکومتی ذرائع کو کسی بھی اقدام سے روکے رہنے کی تلقین ہی کی۔

اس وقت آپ قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھے وہ قرآن جس کے آپ نے جمع وتدوین کے بعد کئی نسخے تیار کرا کر مختلف ممالک میں اپنے گورنروں کو ارسال کئے آج بھی اور قیامت تک من وعن اسی نسخے کی نقول تیار ہو کر امت کے ہاتھوں میں ہیں اور رہیں گی۔ جو دنیا کی رشد وہدایت کا سامان پیدا کرتی رہیں گی۔

اس وقت آپ کی عمر شریف 82 برس تھی۔ آپ کی شہادت 19 ذوالحجہ 35 ہجری میں ہوئی آپ اُن دس بزرگ اور ممتاز خوش نصیب ہستیوں میں تھے جنہیں حضور اکرم ﷺ نے دنیا کی زندگی میں ہی جنت کی خوش خبری دی تھی۔ جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ دس حضور کے صحابی جن کو حضور اکرم ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارت مل چکی ہے۔

معراج النبی ﷺ کا بیان

دارالقرآن کینیڈا اور کینیڈا میں عالمی میلاد النبی ﷺ کانفرنس کے بانی مولانا قاری غلام رسول صاحب کا ریڈیو نور اسلام، ریڈیو پاکستان ٹورانٹو اور ویڈیو گھر آنگن، جامع مسجد عثمان غوثی دارالقرآن کینیڈا میں خطبہ جمعہ

تاریخ: 19-09-2003

آپ نے معراج النبی ﷺ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کی سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ النجم میں صاف صاف الفاظ میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی آخر الزماں ﷺ کو رات کے تھوڑے سے وقت میں اپنے قرب خاص اور زیارت کا شرف عطا فرمایا جو صرف آپ ہی کا خاصہ ہے۔ اس کی مزید وضاحت احادیث واقوام مشاہیر علماء اسلام میں کثرت کے ساتھ کی گئی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں تو بحر الامۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قائل ہوں جنہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا اپنے رب کو دیکھا اپنے رب کو دیکھا اور کہتے ہی گئے یہاں تک کہ ان کی سانس ختم ہو گئی۔ اس طرح حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اور قسم اٹھا کر کہا کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ کو دیکھا۔

مورخین سے لے کر مفسرین اور محدثین نے حضور اکرم ﷺ کے معراج شریف پر اتنا کچھ لکھا ہے کہ اُس کے لئے دفتروں کے دفتر بھی کم ہیں۔

البتہ اس فضل و عظمت رسول ﷺ کے معجزۂ معراج شریف کو امت کے دانشوروں، صوفیاء اور اولیاء نیز غیر مسلم مصلحین نے اپنے اپنے ذوق ایمانی سے دیکھتے ہوئے اُس سیاح لامکاں کے معجزہ معراج شریف کو فلسفیانہ انداز میں بیان کر کے معراج شریف کے معجزے کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ جو رہتی دنیا تک روشنی کے مینار ثابت ہوں گے۔

حضرت علامہ اقبال ہوں یا ابوالعصر حفیظ جالندھری، مولانا امام شاہ احمد رضا بریلوی ہوں، یا مولانا جامی، مولانا جلال الدین رومی ہوں، یا علامہ معین کاشفی، سیرت النبی ﷺ کے مصنفین ہوں یا تفسیر کبیر کے مصنف امام فخر الدین رازی، مشکوٰۃ شریف کے مترجم اور شارح محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی ہوں یا ابروارثی، رومی کشمیر عارف کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہم ہوں یا بابا نانک جی سب ہی اپنے اپنے رنگ میں عقیدت کے پھول پیش کرتے ہوئے معراج شریف کا فلسفہ یہی بتاتے ہیں کہ اگر بندہ اللہ کا ہو جائے تو ساری کائنات اسی کی ہے۔

حضرت شاعر مشرق فرماتے ہیں۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفٰے سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

علامہ دوسری جگہ اپنے نظریے کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مزید ارشاد فرماتے ہیں

ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان اوست

سبحن الذی اسریٰ بعبدہ میں لفظ عبد پر فرماتے ہیں کہ کوئی شخص عبد کو اپنے اوپر قیاس نہ کرے کیونکہ

عبد دیگر عبدہٗ چیز دگر
ایں سراپا انتظار او منتظر

یعنی ساری کائنات انسانی اللہ تعالیٰ کی انتظار میں ہے کہ وہ ہمیں ملجائے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی معراج شریف میں انتظار میں ہے۔

علامہ فرماتے ہیں

عبدہٗ از فہم تو بالا تراست
زانکہ اوہم آدم و ہم جواہرست

اے انسان ''عبدہٗ'' یعنی ذات مصطفےٰ ﷺ تیری عقل وخرد سے اوپر کی بات ہے کیونکہ وہ اولاد آدم بھی ہے اور اپنی تخلیق اول میں آدم کی اصل بھی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس کو پیدا کیا وہ نور مصطفےٰ ﷺ ہے، اسی طرح علامہ نے اس سلسلے میں بہت کچھ لکھا ہے آخر میں فرماتے ہیں

مدعا پیدا نہ گردد زیں بیت
تانہ بینی از مقام مارمیت

یعنی میرے ان چند اشعار میں میرا کہنے کا مقصد پورا اور ظاہر نہیں ہوتا جب تک حضور اکرم ﷺ کو ان کے مقام و مارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی سے سے نہ دیکھے حضور ﷺ نے جب ہجرت یا میدان بدر میں اپنی مٹھی میں سے چند کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں جس سے انہیں کچھ نظر نہ آیا یا بدر میں ان کو شکست فاش ہوئی۔ اللہ

تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اے محبوب وہ کنکریاں جو آپ نے کفار پر پھینکیں تھیں آپ نے نہیں پھینکیں وہ تو اللہ نے پھینکیں تھیں گویا معراج شریف میں۔

وہی لا مکان کے مکین ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے
یہ نبی ہیں جن کا ہے یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ابوالعصر حفیظ جالندھری معراج شریف کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے قاری کو حق و باطل کی پہلی حیرت انگیز صف آرائی کی طرف جو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان میدان بدر میں ہوئی لے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

سلا کر پہلوؤں میں سب کو سوئی بدر کی وادی
نہ تھا بیدار کوئی ہاں مگر اسلام کا ہادی
یہ پر انوار آنکھیں اشک کے موتی پروتی تھیں
خدا کے سامنے خلق خدا کے غم میں روتی تھیں

یعنی حضور سید عالم ﷺ کے مقام "عبدہ" کے متعلق ان چند اشعار سے اپنے عقیدے اور نظریے کا اظہار نہیں کرسکتا جب تک حضور کے مقام علیا کو مقام و مارمیت اور رحمت یعنی کفار پر جو کنکریاں محبوب آپ نے پھینکیں تہ آپ نے نہیں اللہ نے پھینکیں گویا حضور کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ ہیں۔

وہ جس کے گھر قبولیت مرادیں مانگنے آئے
وہی اس وقت سجدے میں پڑا تھا ہاتھ پھیلائے
الٰہی یہ تیرے بندے ہیں تیری راہ میں حاضر
ہوئے ہیں سر بہ کف ہو کر شہادت گاہ میں حاضر
اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا

قیامت تک نہ ہو گا کوئی تجھ کو پوجنے والا

الٰہی اب وہ عہد لیلۃ المعراج پورا کر

محمد سے جو وعدہ ہو چکا ہے آج پورا کر

یعنی جب قاب قوسین کا قرب نصیب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہماری طرف سے جو وحی ہمارے بندہ خاص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی۔

الٰہی اب وہ عہد لیلۃ المعراج پورا کر

محمد سے جو وعدہ ہو چکا ہے آج پورا کر

یعنی فتح وکامرانی اسلام

عاشق رسول امام احمد رضا خان بریلوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع و اعلیٰ شان و عظمت کے پیش نظر فرماتے ہیں۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یعنی آپ خاتم النبین ہیں اور امام الانبیاء ہیں

اور فرماتے ہیں۔

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰ کہ یوں

کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصر دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں

روح امین سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

کیونکہ اس عظیم معجزۂ معراج شریف کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف رکھی ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے بندۂ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ گویا بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

اسی مناسبت سے ابرو ارثی نے اپنا نظریہ معراج بطور فلسفے کے بتلایا۔

سی معراج اِک راز محبتاں دانہیں سی کسی دی سمجھ وچ اون والا

سدیا طالب نے اتے مطلوب گیا جبریل سی سدا لیون والا

بعض کہندے نے بناں دروازیاں دے کیویں گیا سی عرشاں تے جان والا۔

اے پر عقل نوں ابر کی دخل اتھے جانے جان والا یا لے جان والا۔

یعنی اللہ نے اپنی قوت کاملہ سے محبوب کو عرش وفرش کی سیر کرائی جس میں کسی اشکارل کا ہونا ممکن ہی نہیں۔

پروانہء عشق رسول ﷺ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے معراج شریف کے معجزے کو یوں بیان کر دیا۔

زسر سینہ اش جامی الم نشرح لک بر خواں
مصر جش چہ می پرسی کہ سبحن الذی اسریٰ

کہ آپ مبارک سینہ کی یہ شان کہ اللہ نے اسکا انشراح فرمایا اور ہر قسم کی خوبی اور اچھائی اور اپنی ذات کے اسرار اس میں بھر دیئے اور آپ کے معراج شریف کی بات کیا پوچھتے ہو کہ اللہ آپ اُنکو اپنے جلوں میں لے گیا اور اس میں قدرت خداوندی کا ظہور ہے۔ تو قدرت الٰہی کے لئے کیا مشکل ہے۔

رومیء کشمیر عارف کھری شریف میاں محمد بخش نے معراج شریف کے فلسفے کو محبت الٰہی کے رنگ میں بیان کیا ہے۔

ہو اسوار براقے اتے اوہ سلطان عرب دا
چائی واگ محبت والی ٹریا راہ طلب دا
سب کسے تھیں گئے اگیرے چا چا پردے نوری
قاب قوسین او ادنیٰ تائیں پایا شان حضور

مطلب یہ کہ جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے نہ کوئی قریب نہ دور نہ فکر نہ غم وہ ذات خداوندی کے رنگ میں گم ہو جاتا ہے۔

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفٰے

لوگ یہاں ایک اور بات بھی کہا کرتے ہیں کہ جب آسمانوں میں دروازے ہی نہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے گزرے ویسے تو اس سے پہلی سطور میں گزر ہی چکا ہے کہ یہ بات قدرت الٰہی کے سامنے کوئی چیز نہیں۔ البتہ ایسے خیالات کے بارے میں سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر صاحب نے خوب بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ کسی نے بابا گرونانک سے پوچھا۔

نانکا نب کو در نہیں نبی گئے کت پار

کہ باباجی جب آسمان میں دروازہ نہیں تو مسلمانوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کیسے گزر گئے انہوں نے جواب دیا۔

جیونکر چھچن اچھیر ن نبی گئے ات پار

یعنی جسطرح عینک کے شیشے سے نظر پار ہو جاتی ہے۔ (کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے نور ہیں)۔

اللہ تعالیٰ معراج شریف کی حقیقتوں کو سمجھنے اور اس سے امت کو جو سبق ملتا ہے خاص طور پر معراج شریف کا تحفہ نماز اس پر مکمل عمل کی توفیق عطا فرمائے اور بیت المقدس کو یہودیوں سے آزاد کرانے کی ہمت دے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆

حصول پاکستان اور معصوم شہدا

مسلمانوں میں دینی اہمیت نے جوش مارا اور ان میں دوقومی نظریہ بیدار ہوتو انہوں نے انگریز کی غلامی سے آزادی کے ساتھ ساتھ اپنے لئے الگ ملک کا بھی مطالبہ کر دیا۔ جس کا مطلب بنگال اور ہندوستان کا تقسیم ہونا تھا جو ہندو اور ہندو نواز مسلم اور غیر مسلم دونوں کو نا منظور تھا مگر جب قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں علماء کرام اور مشائخ عظام سب اکٹھے ہو گئے پھر تو دنیا کی کوئی بھی مخالفت اس اتحاد کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور یہ اتحاد سب کو خشک و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا اور دنیا کے نقشے پر نیا نظریاتی ملک ''پاکستان'' ابھر کر سامنے آ گیا۔

میری عمر اس وقت 14-15 برس کی تھی میں دسویں جماعت سے اٹھ کر دینی تعلیم کے حصول کیلئے لاہور کے قدیمی دارالعلوم حزب الاحناف دہلی دروازہ میں داخل ہو چکا تھا ان دنوں تحریک پاکستان میں جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ ''بنارس'' میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی جس میں علی پور شریف گولڑہ شریف حتیٰ کہ پورے ہندوستان اور بنگال کے مشائخ پیران عظام اور اولیاء کرام علامہ ابوالحسنات، سید محمد محمود احمد رضوی، مولانا محمد بشیر کوٹلوی، مولانا غلام دین، حافظ خادم حسین مزنگ لاہور گویا کہ پورے ہندوستان کے علماء جو امام احمد رضا محدث بریلوی کے دوقومی نظریہ کے پہلے داعی تھے کے ماننے والے سب شریک ہوئے اور ایک مرحلے پر کانفرنس میں یہ جوش تھا کہ اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے محمد علی جناح مطالبہ پاکستان سے دست بردار ہوتے ہیں تو ہم پھر بھی اس مطالبے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ایک لحاظ سے یہ نعرہ قائداعظم محمد علی جناح کی تائید و ہمدردی تھی۔

میں حزب الاحناف سے روزانہ رات کو اپنے گھر سلامت پورہ آجایا کرتا تھا۔
مجھے سیاست اور تحریک پاکستان سے متعلق گہری اور تفصیلی معلومات نہ تھیں البتہ مسلم لیگ، کانگرس اور علماء اہلسنت اور مشائخ کرام کے متعلق حزب الاحناف میں روزانہ یہ باتیں سننے میں آتی تھیں کہ مسلم لیگ انگیریزوں سے آزادی کے ساتھ ساتھ ہندوؤں سے بھی خلاصی چاہتی ہے اور الگ اسلامی ملک پاکستان کا مطالبہ کرتی ہے اور پورے ہندوستان کے علماء و مشائخ اہلسنت اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔ مگر دیو بند مکتبہ فکر کے علماء کانگرس کے ساتھ ہیں سوائے علامہ شبیر احمد عثمانی کے۔

اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ ہمارے گاؤں سلامت پورہ جی ٹی روڈ کے کچھ لوگ حضرت سید محمد صاحب کچھوچھوی سجادہ نشین درگاہ اشرفیہ کے مرید تھے آپ ان کی دعوت پر سلامت پورہ تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ اور امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور شریف سیالکوٹ، خواجہ نظام الدین سجادہ نشین تونسہ شریف، مخدوم محمد رضا شاہ صاحب درگاہ پیران پیر ملتان، شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین صاحب سیال شریف، حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب گولڑہ شریف، پیر سید فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور شریف یہ تمام ہستیاں نہ صرف قائداعظم کے حامی تھیں بلکہ صوبہ مسلم لیگ کے ممبر یا عہدیدار بھی تھے۔

تاریخ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی رکن صوبائی کونسل سیکرٹری پنجاب صوبائی مسلم لیگ اور صدر مسلم لیگ میانوالی تھے۔ بلکہ جب آپ کی لاہور میں حضرت قائداعظم سے ملاقات ہوئی تو تحریک پاکستان کے لئے آپ کے جذبات میں تیزی آئی اور آپ نے اسلامیہ کالج لاہور کی پروفیسری سے استعفیٰ دے دیا اور نوجوانوں کو مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں شامل کر کے قریہ بہ قریہ پاکستان کے حق میں دورے شروع کر دیئے۔

رسالہ ہفت روزہ الہام بہاولپور اپنی اشاعت 23 مارچ 1987ء یوم پاکستان صفحہ نمبر 7، ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ مارچ 1981ء، ماہنامہ ضیائے حرام لاہور اپریل 1987ء صفحہ نمبر 64، ماہنامہ رموز برمنگھم انگلستان اپریل 1988ء صفحہ نمبر 24 رقمطراز ہیں کہ جب 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس تاریخی اجلاس میں مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے، شیخ القرآن علامہ مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی، سفیر اسلام حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا ابراہیم علی چشتی، مولانا مرتضیٰ احمد خان صاحب میکش، غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات قادری خطیب مسجد وزیر خان، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی خصوصی طور پر شریک تھے۔ بلکہ علامہ ابوالحسنات تو اس اجلاس کے سرگرم کارکنوں میں سے تھے اور اس قرارداد کی تائید میں علامہ عبدالحامد صاحب بدایونی نے زبردست اثر انگریز تقریر کی۔

قرارداد پاکستان ہونے پر حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے 23 مارچ 1940ء کو حسب ذیل تہنیتی تار ارسال فرما کر قائداعظم کو اپنی تائید کا مکمل یقین دلایا۔

''فقیر مع نو کروڑ جمیع اہل اسلام ہند دل و جان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارکباد دیتا ہے اور آپ کی ترقی ءمدارج کیلئے دعا کرتا ہے''۔

حضرت مولانا پیر سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ نے دوقومی نظریہ کی حمایت میں ایک جامع فتویٰ مرتب فرما کر شائع کیا۔ جس سے کانگریس نواز علماء بڑے سیخ پا ہوئے اور پورے ہندوستان میں کھلبلی مچ گئی۔ ہندو اور کانگرسی علماء نے شدید مخالفت کی مگر آپ نے سینہ سپر ہو کر ان کا مقابلہ کیا۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے دوقومی نظریے کی تائید میں آپ کے ٹھوس دلائل سنے تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور لاہور میں تاریخی مسجد وزیر خان میں منعقد ہونے والے عظیم الشان

جلسے میں اپنی غلطی کا اعتراف کر کے دوقومی نظریے کی تائید میں اعلان کر دیا اسی طرح آپ کے تمام حلقہ احباب شاگردوں اور مریدین نے دوقومی نظریہ کا علم بلند کر دیا اور مفتی نور اللہ بصیر پوری ان کے تلامذہ میں پیر سید منظور احمد شاہ صاحب ساہیوال اسی طرح ہزاروں علماء حق کی طرح مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی اور مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ نے قرآن و سنت کی روشنی میں مسلم لیگ اور پاکستان کے متعلق فرمایا۔

"قائداعظم مسلمانوں کے لئے خدائی عطایہ ہیں۔ان کا دامن مضبوطی سے تھام لو اور ہندو کانگرس کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرو۔انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی مسلم لیگ کی ہو گی اور پاکستان بن کے رہے گا"۔

دشمن کی ایک عجیب چال

پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے محافظوں پر

مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطاب

محافظو، غازیو اور شہیدو ہم آپ کو سلام پیش کرتے ہیں

تاریخ: 20-02-2004

عراق کے مسئلے کے سلسلے میں ہر وقت تازہ ترین خبروں کا انتظار رہتا ہے چنانچہ 19 فروری بروز جمعرات گیارہ بجے حسب معمول ریڈیو پنجند لگایا تو ارشد بھٹی صاحب نے یہ دل فگار خبر سنائی کہ پاکستان کی فضائیہ کے سربراہ ائیر مارشل مصحف علی جو اپنے محکمہ کے اعلیٰ ترین 17 افسروں سمیت ایک فضائی حادثے میں شہید ہو گئے ہیں۔ ان قومی حادثے پر میں نے ارشد بھٹی صاحب کو فوراً فون کیا اور صورتحال معلوم کر کے پہلا اعلان یہ کروایا کہ انشاء اللہ دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد ان شہداء کے لئے قرآن خوانی ہو گی تمام حضرات شرکت فرمائیں اور ساتھ ہی ریڈیو گھر آنگن کی پروگرام پروڈیوسر بہن ثمینہ کا فون آ گیا۔ فون تو آ گیا مگر وہ سسکیوں سے رو رہی تھیں اور بمشکل یہ کہہ سکیں کہ یہ دلدوز حادثہ جو ہوا ہے ہمارے ملک کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ آپ آج ریڈیو گھر آنگن میں آئیں اور شہدا کی عظمت پر کچھ کہہ کر فاتحہ خوانی کروا دیں۔ اس وقت دنیا میں جہاں بھی پاکستانی یا مسلمان بس رہے ہیں سب پر غم واندوہ کی چادر تن چکی تھی بڑے حوصلے سے ریڈیو گھر آنگن سے اعلان کیا سامعین گرامی سرور کائنات ﷺ کا

ارشاد پاک ہے کہ شہید کو کفن کی ضرورت نہیں اس کو اسی لباس میں غسل کے بغیر اس کے خون میں لت پت جسم کے ساتھ اللہ کے حضور پیش کردو اللہ کی طرف سے ان جانبازوں کے لئے پہلے سے اعلان تیار ہے کہ میری راہ میں ملک وملت کی خاطر قربان ہونیوالوں کو اب مردہ نہ کہنا یہ زندہ ہیں اس کی زندگی کا تمہیں شعور نہیں۔

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمین پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں
شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
وہ خوش قسمت ہے مل جائے جسے دولت شہادت کی

اور پھر سورۃ فاتحہ اور قل شریف پڑھ کر تمام سامعین وسامعات کو ساتھ لیکر ان ملت کے جانثاروں کی روحوں کو ثواب ایصال کیا اور ان کے والدین ومتعلقین کیلئے صبر جمیل کی دعا کی اسی طرح ریڈیو کاررواں، سن شائن، ساز وآواز اور ریڈیو نکھار میں عثمان غوثی مسجد میں نماز جمعہ کے بعد شہداء پاکستان، ایران کے فضائی حادثے کے شکار ہونے والے اور بھائی محمد اسحاق انصاری کے نوجوان صاحبزادے خلیل اسحاق کے ایکسیڈنٹ میں شہید ہونے والے کیلئے قرآن خوانی کا اعلان کروادیا۔

ایک مرتبہ پھر ریڈیو ساز وآواز میں بہن عارفہ مظفر کی تعمیل حکم میں حاضر ہوا کہ یہ وہ مردان حق آگاہ ہیں کہ جب یہ فوج میں بھرتی ہوتے ہیں تو اس کا دوسرا معنی یہ ہوتا ہے

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

یہ پہاڑوں جیسے بلند اور مضبوط حوصلے رکھنے والے مجاہد خود جاگتے ہیں اور اپنے ہم وطنوں کو چین کی نیند سونے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ خود تو جنگلوں اور بیابانوں میں ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے کرتے جام شہادت نوش کرتے ہیں اور قوم کو زندگی کی توانائیاں دے جاتے ہیں۔ عارفہ بہن بھی جذبات میں اپنے شہیدوں کو آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہی تھیں اپنا بھی یہی حال تھا۔ بس یہی کہہ سکا

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

دارالقرآن کینیڈا میں پہلا جمعۃ المبارک

تاریخ:11-06-2004

سرزمین کینیڈا میں اہلسنت و جماعت کی پہلی مسجد دارالقرآن کینیڈا کیلئے مستقل طور پر حاصل کی گئی عمارت جس کے ساتھ 10 دس کنال سرسبز وشاداب وسیع رقبہ بھی ہے میں پہلی نماز جمعہ المبارک 11 جون بمطابق 22 ربیع الآخر نہایت باوقار طریقہ پر ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کی امامت کے فرائض سفیر قرآن زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب بانی دارالقرآن کینیڈا نے سرانجام دیئے۔

آپ نے انتہائی رقت آمیز انداز میں بتلایا کہ دارالقرآن کی کہانی کافی پرانی ہے۔ 1969ء میں نورانی مسجد صدر بازار لاہور چھاؤنی میں جہاں والد گرامی حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب جو تادم تحریر خطابت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں نے پاکستان میں پہلی بار قرآن کریم کو صحت تلفظ سے پڑھنے کیلئے فن عزیز ''فن تجوید و قرأت'' کے فروغ کیلئے ایک ادارے ''انجمن فروغ تجوید وقرأت'' کی بنیاد رکھی اس مبارک موقع پر حضرت قبلہ قاری صاحب کی دعوت پر حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری، حضرت مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے اور علامہ محمد شریف نوری بھی مدعو تھے اور یہ نام مولانا محمد بخش مسلم بی اے نے تجویز کیا۔ اس ''انجمن فروغ تجوید وقرأت'' کے اغراض و مقاصد میں شامل کیا گیا کہ اس انجمن کے زیر اہتمام ملکی اور عالمی محافل قرأت کے علاوہ تجوید وقرأت کے مدارس کا قیام، اس فن مبارک پر کتابوں کی تصنیف، سرکاری طور پر سکولوں کالجوں میں قراءِ کرام کی تقرری، موسم گرما کی تعطیلات میں سکولوں کے معلمین و معلمات کو صحیح قرآن خوانی کیلئے تربیتی

مراکز کا قیام، سرکاری تقریبات میں اور ریڈیو پر زیادہ سے زیادہ قراءِ کرام کی تلاوتیں نشر کرنا اور ریڈیو سے تجوید کے اسباب کا اجراء۔

چنانچہ سب سے پہلے اسی نورانی مسجد میں جامعہ تجوید القرآن کا قیام عمل میں آیا، اس کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن دربار غازی محمد اسحاق شہید و حاجی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہا سلامت پورہ کا قیام، پھر مدرسہ تجوید القرآن اسلام آباد اور ساتھ ہی تجوید و قرأت کی اعلیٰ درسگاہ دار القرآن نیو گارڈن ٹاؤن لاہور پاکستان اور انگلینڈ میں ''ادارہ صوت القرآن برطانیہ'' اور آج بفضلہ تعالیٰ ہم سات سمندر پار سرزمین کینیڈا میں ''دار القرآن کینیڈا'' کے قائم کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

1955ء میں حضرت قبلہ والد صاحب درس نظامی اور تجوید و قرأت کی تعلیم سے فارغ ہو کر ایک دن حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری کے دربار میں حاضر ہوئے اور قرآن خانہ سے قرآن پاک لیا اور کافی دیر تلاوت کی آخر میں فاتحہ شریف کے بعد حضرت داتا صاحب کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت میاں بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں دعا کی (یا اللہ)

بان چراغ عشق دا میرا روشن کر دے سیناں
دل دے دیوے دی روشنائی پہنچے وچ زمیناں

یا اللہ اپنے اس کاملولی کے صدقے سے جو تیری دی ہوئی توفیق سے علم کے چند حروف حاصل کیے ہیں یہ اپنے دربار میں قبول فرما اور انہیں دنیا تک پہنچانے کی ہمت عطا کر اور غیب سے اسباب و ذرائع مہیا فرما دے۔ اللہ کے فضل سے پہلے لاہور شہر اور پھر ملتان پھر پورے پاکستان اس کے ساتھ ہی ساتھ بذریعہ ریڈیو پاکستان اور ٹی وی اسی طرح آپ کی آواز میں ملک اور بیرون ملک مکمل قرآن کیسٹ اور ویڈیو کیسٹ میں ریکارڈ ہونے شروع ہو گئے۔ ملائیشیا میں کئی بار عالمی مقابلوں میں طلائی تمغے حاصل کیے۔ 1976ء میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مولانا رومی

علیہ رحمۃ اللہ کے عرس مبارک پر ترکی اور پھر ترکی سے ہی انگلینڈ، لیبیا، مصر، حرمین شریفین، کویت، بحرین اور دبئی میں محافل قرأت و میلاد میں حاضری کا موقع ملا، پاکستان، انگلینڈ اور امریکہ کے علاوہ قطر اور متحدہ عرب امارات میں قرآن پاک مع اردو انگلش ترجمہ کے ساتھ ریکارڈ کرنے کا مواقع ملے۔

آپ کینیڈا میں پہلی مرتبہ مئی 1988ء میں تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ میں نیویارک امریکہ سے براستہ کلیولینڈ لندن انٹاریو کی مسجد میں آیا یہاں مکمل انتظام عرب حضرات کے ہاتھ میں تھا مگر وہ جمعہ اور دوسری محافل میں ایک عجمی سے قرآن پاک ترتیل کے مطابق سن کر بہت خوش ہوئے ایک رات ہملٹن کی ایک مسجد میں ان عرب طلباء کے ساتھ آیا تو دل میں آیا کہ اس ملک میں دینی کام کرنا چاہئے۔ چنانچہ 1989ء میں آپ نے مجھے کیمرج کی نئی زیر تعمیر مسجد میں تراویح پڑھانے کیلئے پاکستان سے بھیجا اور 1991ء میں بیری میں تقریباً تین سال رہا۔

آپ نے فرمایا کہ 1993ء میں دارالقرآن کینیڈا کینیڈین قانون کے مطابق چیرٹی ایبل ادارہ رجسٹرڈ ہو گیا۔ 1997ء میں شیرا ڈن مال میں کرایہ پر ایک جگہ لے کر دارالقرآن کے زیر اہتمام بچوں کی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ باقاعدہ نماز جمعہ اور رمضان المبارک میں تراویح عیدین اور اسلامی تقریبات کے ساتھ ساتھ بچوں کا مقابلہ حسن اذان، مقابلہ نعت خوانی وغیرہ زور وشور سے منعقد کرانے شروع کر دیئے۔

یہ سلسلہ چار سال جاری رہا۔ 2000ء میں یہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا سالانہ عرس مبارک ہو رہا تھا لوگ زیادہ تھے جگہ تھوڑی تھی۔ حیرانی اور مایوسیوں کا ماحول بن چکا تھا والد صاحب فرماتے ہیں کہ اسی دوران میاں محمد بخش کھڑی شریف آزاد کشمیر کا ارشاد یاد آ گیا جس کو مجمع میں پڑھ دیا۔

جھل جھل ہار نہ ہاریں ہمت ہک دن پھرسی پاسہ

بھکھا منگن چڑے محمد اوڑک بھری کاسہ

الحمد للہ آج اللہ نے ہم منگتوں کی جھولیوں کو بھر دیا ہے ایسا بھرا ہے کہ جھولی ہی میری تنگ ہے ان کے یہاں کمی نہیں۔ آپ نے دسویں پارے کی تعمیر مساجد کی آیات پڑھی تھیں مگر اس پر بات نہ ہو سکی آپ نے فرمایا ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج پہلے جمعہ میں علم و دانش کی معتبر شخصیتیں جمعہ کے اجتماع میں تشریف فرما ہیں جن میں محترم المقام جناب ڈاکٹر شمس جیلانی کو تکلیف دوں گا کہ وہ تشریف لائیں مگر آپ سے پہلے ان کی کتاب ''گمان تعبیر'' سے ایک نظم جو انہوں نے لاہور پر لکھی ہے وہ سنانا چاہتا ہوں یہاں صرف دو شعر لکھے جاتے ہیں۔

لاہور کی بستی جنت ہے جہاں شان سے داتا سوتے ہیں
اب ان کی عطا کی بات ہی کیا بندے بھی خواجہ ہوتے ہیں
یہ شہر جو میاں۔ میر کے بھی پیار کے سوتے پھوٹیں ہیں
ہم دور یہاں وہ دور وہاں بھر آئی ہیں آنکھیں روتے ہیں

اس پر والد صاحب اور سامعین پرنم ہو گئے

پھر ڈاکٹر صاحب نے تعمیر مساجد کی اہمیت پر مختصر گفتگو کے بعد اپنی ''بصیرت افروز'' رباعیات سنائیں۔

خدا جن کو بصیرت دے وہ دیں کا کام کرتے ہیں
کئی ہیں سامنے آتے بہت گم نام کرتے ہیں
مساجد کی ضرورت ہے مسلمان روز بڑھتے ہیں
اٹھیں وہ بھی ہیں نو وارد ابھی آرام کرتے ہیں

☆ ☆ ☆

غلامان رسول

مساجد کار مومن ہے جو عاشق ہیں خدا کا گھر بناتے ہیں
صلہ جنت میں گھر ان کا جو وہ بدلے میں پاتے ہیں
غلامان رسول اللہ ﷺ کبھی خالی نہیں رہتے
جہاں یہ لوگ جاتے ہیں دیں کو آگے بڑھاتے ہیں

دارالقرآن کینیڈا ملٹن مسجد میں پہلے جمعۃ المبارک مورخہ 11 جون 2004ء جناب ناظم الدین مقبول صاحب نے اپنی لکھی ہوئی مسلمان کی دعا برائے حصول نیکی اور برائے ترک برائی شاندار دعائیہ نظم پڑھی۔ خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ کی امامت حضرت قبلہ والد صاحب مولانا قاری غلام رسول صاحب بانی دارالقرآن نے کی۔ نماز کے بعد جناب راحیل مرزا، اور ناچیز کی امامت کی گئی۔ قاری محمد مبشر رسول کی طرف سے جملہ نمازیان کرام کو کھانا دیا گیا۔

عنقریب دارالقرآن کے باقاعدہ عظیم الشان افتتاح کا اعلان کیا جائے گا۔

دارالقرآن کینیڈا میں چوتھا جمعہ کا اجتماع

تاریخ: 02-07-2004

دارالقرآن کینیڈا کے جمعہ کے اجتماع میں پاکستان سے تشریف لائے ہوئے صاحبزادہ محمد رفیق احمد صاحب نے اپنے خطاب میں قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ پیش کیا۔ ''قرآنی ترجمہ''۔

''بے شک تحقیق اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ (رسول پاک ﷺ کے صدقے) کوئی غم، یہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کی''۔

صاحبزادہ رفیق احمد صاحب نے اس آیت کے ترجمے کو اپنی تقریر کا عنوان بنایا اور کہا کہ اس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ مسلمان دنیا میں کہیں بھی ہو کسی ملک میں ہو وقت پڑنے پر اس کا مددگار اللہ، اس کا رسول ﷺ اور مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے مسلمان کو دنیا کی ظاہری چمک دمک آرائش و آرام اور دنیاوی لالچ میں آ کر غیروں کے دھوکے میں نہیں آ جانا چاہیے۔

آج اگر دنیا میں مسلمانوں پر آفت آئی ہے تو وہ اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ اپنوں کو چھوڑ کر غیروں پر تکیہ کیا۔ اللہ رسول پر بھروسہ کی بجائے دوسروں کو سہارا بنایا اور مسلمان ہی مسلمان کا دشمن بنا ہوا ہے جب تک دامن مصطفےٰ ﷺ کو نہ تھامیں گے اسی طرح ٹھوکریں کھاتے پھریں گے۔

مولانا صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ دارالقرآن کینیڈا کے بانی حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے یہی فلسفہ کامیابی حیات کا پیغام

پہنچانے کیلئے ملک اور بیرون ملک قرآن کریم کے ادارے کھولنے کا انتظام کیا ہوا ہے اور دن رات بے لوث اسی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

حالانکہ اس عمر میں آپ کے آرام سے زندگی گزارنے کے سینکڑوں اسباب و ذرائع موجود ہیں آپ کی وہ شخصیت ہے جس نے غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات، حضرت شیخ الحدیث علامہ ابوبرکات سید احمد شاہ صاحب حزب الاحناف، غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی، شیخ القرآن مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی، شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب، حضرت مولانا شاہ عارف اللہ قادری، قطب مدینۃ المنورہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی، مبلغ اسلام علامہ عبد الحامد صاحب بدایونی، مفتی اہلسنت مولانا مفتی عبدالحفیظ صاحب کراچی (صدر الا فاضل مولانا مفسر قرآن حکیم نعیم الدین صاحب مراد آبادی، حضرت شیخ الحدیث سید احمد صاحب کچھوچھوی، پیر طریقت پیر سید علی حسین صاحب علیپور شریف، پیر سید ولایت علی شاہ گجرات پاکستان، حافظ الحدیث پیر سید جلال شاہ صاحب، بھکی شریف، فقیہہ العصر مولانا محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ، پیر محمد شفیع صاحب چوراہی، مولانا غلام محمد صاحب ترنم، مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی، پیر سید علاؤ الدین صاحب، قادری بغدادی اولاد غوث اعظم، پیر اولیاء حضرت پیر بابا جی حضرت پیر میر اولیاء محمد قاسم صاحب موہڑوی، صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ صاحب حضرت مولانا محمد حسین صاحب پسروری رنگ پورہ سیالکوٹ، مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی، حضرت پیر سید علی چشتی، حضرت مولانا غلام الدین صاحب، علامہ عبدالمصطفٰے الازہری، مولانا مفتی محمد حسین صاحب، استاذ العلماء مولانا حافظ محمد عالم صاحب سیالکوٹی، اولاد غوث پاک سید یوسف الگیلانی زیب سجادہ دربار غوث اعظمؒ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے سامنے تلاوت کلام کا شرف حاصل کرنے کے علاوہ مکہ المکرمۃ، منا

شریف، عرفات شریف، روضہ رسول ﷺ مدینۃ المنورہ، دربار امام عالی مقام کربلا شریف، دربار علی المرتضیٰ دربار غوثیت بغداد شریف، دربار امام ابو حنیفہ بغداد شریف، دربار امام غزالی بغداد شریف، دربار صحابی رسول ﷺ کابل افغانستان، دربار جبہ مبارک قندھار افغانستان، دربار حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، دربار حضرت شیخ الحدیث حضرت عبداللہ انصاری ہرات شریف افغانستان، دربار مشہد مقدس شریف ایران، کم ازکم پچاس برس عرس مبارک حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور پاکستان، دربار حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ، دربار میاں میر رحمۃ اللہ علیہ پچاس برس سے دربار حضرت شاہ جمال لاہور، دربار حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ لاہور، دربار اُم المصائب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دمشق ومصر، دربار حضرت عبداللہ ابن رواحہ لیبیا، دربار حضرات صحابہ شہداء، درنا لیبیا، جامع مسجد بنغاری اور ریڈیو ٹی وی لیبیا، دربار حضرت ابو ایوب انصاری ترکی، دربار امام شافع رحمۃ اللہ علیہ مصر، بیت المقدس، دربار حضرت موسیٰ علیہ السلام عراق اردن سرحد، دربار حضرت شیث علیہ السلام، دربار حضرت جرجیش علیہ السلام ابن آدم علیہ السلام، دربار حضرت ادریس علیہ السلام موصل عراق اور ایسی ہی لاتعداد ہستیوں کے درباروں میں تلاوت کلام پاک کی سعادت کی ہو۔

شاہان عالم میں صدر محمد ایوب خان، 1965ء کی جنگ میں فوجی مورچوں میں، ذوالفقار علی بھٹو، یحییٰ خان، صدر لغاری، صدر ضیاء الحق، پاکستان کی قومی اسمبلی، سینٹ، کے علاوہ صدر وزراء، بادشاہان ملائشیا، سنگاپور، ایران، عراق، بنگلا دیش، آزاد کشمیر، برطانیہ، لیبیا اور ترکی کے شاہان وصدر کے سامنے قرآنی پیغام۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے جس روز اپنے اجلاس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اس موقع پر آپ کی تلاوت تھی ریڈیو، اٹامک انرجی اور ٹی وی پاکستان آپ کی تلاوت سے رواں دواں ہوئے۔

لندن میں پاشا صاحب کی طرف سے میلاد ڈنر میں برطانیہ کی پوری کابینہ میں آپ کی تلاوت دورایوبی میں 60 ہزار سکولوں کے معلمین و معلمات کو تجوید سے تلاوت کی ٹریننگ آپ کی نگرانی میں آپ کے شاگردو شاگردات نے سرانجام دی۔

تجوید وقرأت پر کتابیں لکھیں، آپ کی آواز میں پانچ مرتبہ مکمل قرآن مکمل ترجموں اور بغیر ترجموں کے ریکارڈ ہوئے۔ پاکستان اور برطانیہ میں تجوید وقرأت کے ادارے قائم کرنے کے علاوہ اب کینیڈا میں بھی قرآن کریم کی روشنی کو عام کرنے کیلئے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانے کیلئے یہ خوبصورت بلڈنگ جس کے ساتھ 10 کنال وسیع رقبہ ہے خرید کر کام شروع کر دیا ہے اگر چہ اس دارالقرآن کینیڈا کی رجسٹریشن 1993ء میں ہو گئی تھی مگر اس جگہ کو دیکھ کر میں تو کہوں گا کہ یہ اللہ کا ایک انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی اور قاری محمد مبشر رسول اور ساتھیوں کی انتھک کوششوں سے کینیڈا کے مسلمانوں کو دیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر و ترقی کیلئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہوگا۔

مولانا قاری غلام رسول صاحب نے صاحبزادہ محمد رفیق احمد کا تعارف کراتے ہوئے بتلایا کہ آپ حضرت مولانا سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چشم و چراغ اور ان کے جانشین ہیں جو اپنے وقت کے عظیم فاضل، مقرر، مصنف اور طریقت کے ممتاز رہنما تھے بہت جلد تھوڑی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انہوں نے ذاتی مفاد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے مخیر عقیدت مندوں کے ذریعے دین متین کی بے پناہ خدمات سر انجام دیں۔ مولانا صاحب اسی مشن کو لے کر نکلے ہیں ہمیں اس حسن اتفاق پر بے پناہ خوشی ہے کہ کینیڈا میں دارالقرآن کینیڈا کو یہ شرف ملا کہ نئی بلڈنگ میں آپ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرنے کا وقت نکال سکے۔ نماز جمعہ کے بعد حاضرین کے اعزاز میں ضیافت دی گئی جس کا اہتمام سید امیر علی صاحب نے کیا۔

درود و سلام پر محفل کا اختتام ہوا۔ دارالقرآن کینیڈا کی جلد تعمیر اور عالم اسلام کے لئے دعا کی گئی۔

دارالقرآن کینیڈا میں مولانا غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تاریخ: 25-07-2004

آپ کے دوسرے پارے میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 345 کو اپنی تقریر کا عنوان بنایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''کوئی ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو اللہ اُس کے لئے کئی گناہ بڑھا دے گا اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اس کی طرف پھر جانا ہے''۔

یعنی اللہ کیلئے ملک وملت، بیمار، ضرورت مند، دینی ادارے، مسجد وغیرہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے قرض سے تعبیر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کمال لطف وکرم ہے کہ بندہ اُس کا بنایا ہوا اور مال اُس کا عطا فرمایا ہوا اور ہر چیز کا حقیقی مالک، خالق اور بندے کو مجازی طور پر دنیا کے مال ومتاع کا مالک بنایا۔ اس کے باوجود وہ راہ خدا میں خرچ کرتے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ قرض حسنہ دینے سے تعبیر فرماتا ہے۔ اس سے یہ بات ذہن نشین کرنا مقصود ہے کہ جس طرح قرض دینے والا مطمئن ہوتا ہے کہ اُس کا مال ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ اُس کی واپسی کا مستحق ہے۔ ایسا ہی راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ اس انفاق فی سبیل اللہ کی جزا ضرور پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا۔ وہ اللہ جس کیلئے چاہے روزی تنگ کرے اور جس کیلئے چاہے وسیع کرے۔ تنگی فراخی اُس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے سے وسعت کا وعدہ کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ انفاق فی سبیل اللہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کرنے کو پیشہ وارانہ گداگری نہیں سمجھنا چاہیے۔ اور نہ ہی ملک وملت، دینی وعلمی اداروں اور

مساجد کی تعمیر و ترقی کیلئے اپیل کرنے سے تنگ دل ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ فلاحی ادارے قائم ہونا اور ان کے لئے فنڈ ریزینگ کوئی نئی بات نہیں۔ جب یہ دنیا قائم ہوئی یہ سلسلہ انبیاء کرام اور صالحین کے ذریعے جاری و ساری رہا۔ کبھی اس کا نام زکوٰۃ، کبھی فطرانہ، کبھی صدقہ، کبھی قسم کا کفارہ، کبھی قربانی اور کبھی عقیقہ وغیرہ اور اسلام ہی سے دوسری اقوام نے بھی فلاحی اداروں کے لئے ذرائع آمدن اختیار کئے۔

حضور قاری صاحب نے فرمایا کہ میں خاص طور پر جمعہ میں اُن احکام دین اور ارشادات نبوی ﷺ کو اس لئے دہراتا ہوں کہ اس دارالقرآن کو بے پناہ عوامی تعاون کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو اور مسلمانوں کیلئے خصوصی اور غیر مسلموں کے لئے ایک فلاحی، علمی اور اسلام کا عظیم مرکز بن کر دنیا کو سچائی، امن، محبت اور رواداری کا پیغام دے سکے اور یہ بیان عین سنت الٰہی اور سنت رسول ﷺ ہے کہ جس چیز کی جب ضرورت ہو اس وقت دنیا کے سامنے رکھا جائے۔ مثلاً عین جہاد بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو وحی کے ذریعے بشارت دی کہ اگر آج بدر میں آپ کے جان نثار، صبر واستقامت کا مظاہرہ کریں تو بیس جان نثار ۲۰۰ دشمنوں پر غالب ہوں گے اور ایسے ہی مخلص مسلمان اگر سو ہوں تو ہزار پر غالب ہوں گے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ (قرآنی ترجمہ) پارہ ۴ آل عمران آیت

''جب اے محبوب آپ مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔ ہاں ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر اور تقویٰ اختیار کرو اور کافر اسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہاری مدد کیلئے پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا''۔

پھر راہ خدا میں خرچ کرنے والوں کے طریقہ کار کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ سورۃ بقرہ آیت 273۔ (قرآن ترجمہ)

”وہ جو اپنے مال خرچ کرتے ہیں دن میں رات میں چھپے اور ظاہر ان کیلئے اجر ان کے رب کے پاس ہے ان کو نہ تو اندیشہ ہو نہ کچھ غم“۔

مطلب یہ ہے کہ جہاد کے وقت جہاد کے احکام اور ضرورت کے وقت راہ خدا میں خرچ کرنے کے قواعد اور حج کے وقت حج کے احکام وغیرہ۔

آج دارالقرآن کینیڈا پر ضروری خرچ کرنے کا موقع ہے لہٰذا ان قرآن وسنت کے احکامات کے پیش نظر میری مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ دارالقرآن کی تعمیر وترقی کیلئے آگے بڑھیں۔

دارالقرآن کینیڈا میں سفیر قرآن وسنت

حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تاریخ:06-08-2004

آپ نے اپنی تقریر کا آغاز چوتھے پارے کی پہلی آیات کی تلاوت کر کے کیا۔

ترجمہ قرآنی: ''تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے''۔

قرآن کریم کے لفظ البر سے مراد تقویٰ اور اطاعت ہے اور یہی سب سے بڑی بھلائی ہے۔ چنانچہ حضرت امام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے البر کے معنی بھلائی ہی کیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں خرچ کرنا عام ہے تمام صدقات واجبہ ہوں یا نافلہ سب اس میں شامل ہیں تفسیر خازن میں اس کے ساتھ ساتھ حضرت حسن کا قول بھی بیان کیا کہ جو مال مسلمانوں کو محبوب ہو اور اسے رضائے الٰہی کیلئے خرچ کرے وہ اس آیت میں داخل ہے۔ خواہ وہ ایک کھجور کیوں نہ ہو۔

مفسر قرآن حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے تفسیر مدارک کا حوالہ دیتے ہوئے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ کیا کرتے تھے ان سے کہا گیا کہ آپ اس کی قیمت ہی کیوں نہیں صدقہ کر دیتے۔ تو فرمایا کہ شکر مجھے بہت محبوب و مرغوب ہے لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ راہ خدا میں پیاری چیز خرچ کروں۔

آپ نے بخاری شریف اور مسلم شریف جو کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معتبر

ترین کتابیں ہیں کی ایک حدیث پاک اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمائی ہے کہ مدینہ منورہ میں حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ بڑے مالدار تھے اور انہیں اپنے اموال میں ''بیرحا'' (باغ) بہت پیارا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے اموال میں ''بیرحا'' سب سے پیارا ہے لہٰذا میں اس کو راہ خدا میں صدقہ کرتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے اقارب اور بنی عم میں اس باغ کو تقسیم کردیا۔

زمانہء جاہلیت میں انسانوں کو بھیڑ بکری کی طرح اپنا مال سمجھا جاتا تھا اور یہ جہالت کا دور انسانوں کو غلام اور باندی بنا کر اس کی خرید و فروخت کرتا تھا اس انسانی توہین کے رجحان کو اگر ختم کیا ہے تو اسلام نے کیا ہے۔ حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظمت انسانی کی بنیاد رکھی اور صحابہ کرام نے عمل کر کے دکھایا۔ جس کی لاتعداد عملی مثالیں تاریخ اسلام میں موجود ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میرے لئے ایک باندی خرید کر بھیجو جب وہ باندی آئی تو آپ کو بہت پسند آئی چنانچہ اسی وقت آپ نے یہ آیت پڑھ کر اللہ کیلئے اس باندی کو آزاد فرمادیا۔

دارالقرآن کینیڈا میں یوم ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' پر

حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطاب

تاریخ: 2004ء

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن پاک میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر اگرچہ کئی جگہ ان کی سیرت پاک کے لحاظ سے کیا ہے مگر دو سورتوں میں تو خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا ہے۔

(1) سورۂ توبہ میں آیت نمبر 40 میں فرمایا۔ (ترجمہ قرآنی)

''اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے فرماتے تھے غم نہ کھاؤ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

یہاں ہجرت نبوی کو بیان فرمایا گیا ہے جبکہ کفار نے دارلندوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قتل وقید وغیرہ کے بڑے بڑے مشورے کئے تھے۔ یہاں ایک مسئلہ تو صاف ہوگیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت ہوئی جو نص قطعی ہے۔ حسن بن فضل نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار نص قطعی کا انکار ہے جو کفر ہے۔

(2) دوسری سورۃ الیل ہے۔ جس میں نہایت وضاحت سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نہ صرف ذکر کیا بلکہ ساری کی

ساری سورت ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت کے سلسلے میں نازل فرمائی۔

مفسرین کرام نے اس سورۃ کا شان نزول ہی یہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں اور امیہ بن خلف کے خلاف نازل ہوئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقی اور امیہ بن خلف کو اشقی کہا گیا اتقی یعنی سب سے زیادہ پرہیز گار اور اشقی یعنی سب سے زیادہ غلط کار۔ گویا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ متقی ترین اور امیہ بن خلف غلط ترین ہیں، اس سورۃ لیل کی آیت نمبر 17 سے 22 میں ارشاد ہے کہ (ترجمہ قرآنی)

''اور بہت اس (جہنم) سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیز گار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا''۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُمیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھر اس کے سینے پر رکھے اور اس حال میں بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہے۔ آپ نے اُمیہ سے کہا اے بدنصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں۔ اس نے کہا اگر آپ کو تکلیف ہے تو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت دے کر خرید کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد فرما دیا۔ کفار مکہ حیران ہوئے کہ معمولی غلام اتنی قیمت پر، شائد کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ان پر کوئی احسان ہو اس پر آیت نازل ہوئی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کوئی احسان نہیں تھا صرف رضائے الٰہی کیلئے خرید کر آزاد کیا ہے۔

دارالقرآن کینیڈا میں مولانا غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تاریخ:2004-08-27

اوہ محبوب حبیب ربانا حامی روز حشر دا
آپ یتیم یتیماں تائیں ہتھ سرے تے دھردا

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے آپ کا اخلاق حسنہ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حضور ﷺ کے اس خلق کو قرآن پاک میں ''خلق عظیم'' سے بیان فرمایا ہے کہ آپ اے میرے محبوب ''خلق عظیم'' کے منصب پر فائز ہیں۔ جس کے خلق کو اللہ تعالیٰ خلق عظیم فرمائے اس کی عظمت پر قربان۔ حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب حضور ﷺ سے عقیدت، محبت اور اطاعت کے سلسلے میں فرمار ہے تھے کہ کوئی بھی حسن عمل، عبادت، اطاعت جو اللہ کے لئے ہو۔ پہلے حضور ﷺ ہی کی اطاعت و فرمانبرداری اور آپ ہی کو ماننا پڑتا ہے اور یقین کامل کر کے کہ آپ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں اور آپ جو فرمائیں گے جو عمل اختیار فرمائیں گے وہ اللہ ہی کا حکم اور اسی کی رضا ہوگی۔ قرآن کریم کی بھی پہلی شہادت ہے کہ اگر تمہارا دعویٰ ''محبت الٰہی'' ہے تو پہلے (میری رسول اللہ ﷺ) کی اطاعت کرو مجھ سے محبت کرو پھر اللہ خود تمہارے ساتھ محبت کرے گا۔

حضور ﷺ کے ایک مسافر، غریب، بے وطن صحابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ جن کا نام عبد العزیٰ تھا کے میں یتیم ہو گئے مگر اللہ کے در یتیم نبی ﷺ پر دل سے ایمان لا چکے تھے۔ چچا

کی کفالت میں ہونے کی وجہ سے اسلام ظاہر نہیں کرتے تھے اسلامی عبادات سے نا آشنا تھے کوئی بتانے والا نہ تھا حضور ہجرت فرما کر مدینہ پاک تشریف لا چکے تھے۔ حضور ﷺ کی جدائی دن بہ دن ستا رہی تھی سچا عشق تھا۔ سچی محبت تھی۔

عشقاں مشکاں تے دریانواں کو چھائے ڈکے
عشق پرہیز محمد بخشا کدی نہ رہن اکٹھے

چچا کو واضح کر دیا وہ مشرک تھے اونٹ، بکریاں مال سب واپس لے لیا۔ حتیٰ کہ تن کے کپڑے بھی اتروا لئے۔ والدہ کو ماجرا سنایا انہوں نے ایک کمبل دیا۔ اس کو دو کر کے آدھا تہہ بند اور آدھا اوڑھ لیا اور مدینے کے راہی ہو گئے تصور نہیں کیا جا سکتا کہ یہ عاشق رسول کس طرح مدینہ پاک پہنچا ہوگا۔ مسجد نبوی میں ایک کونے میں بیٹھے اس بے وطن مسافر پر نگاہ مصطفےٰ ﷺ پڑ گئی اور ایک عاشق نے اپنے محبوب پاک کو جی بھر کر دیکھا۔ عرض کیا حضور میرا نام عبد العزیٰ ہے مکے سے اسلام کی دولت لینے حاضر ہوا ہوں۔ حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: لیکن آج سے تم عبد اللہ ہو۔ اور ہمارے مہمان ہو۔ اصحاب صفہ میں شامل ہو کر دین سیکھنے لگے۔ قرآن سے والہانہ عقیدت تھی مزے لے لے کر بلند آواز سے قرآن پاک پڑھتے۔ کیا منظر ہوتا ہوگا۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یار ذرا آہستہ آواز سے پڑھا کرو تا کہ دوسروں کو پڑھنے میں دقت نہ ہو امام الانبیاء نے سنا تو فرمایا عمر ان کو کچھ نہ کہو اسی کیلئے تو یہ سب کچھ چھوڑ کر آئیں ہیں۔

9 ہجری لشکر اسلام تبوک کو روانہ ہوا۔ راستے میں حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ میرے لئے دعا فرما دیں کہ میں راہ خدا میں جام شہادت نوش کر لوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ درخت کی چھال اتار لاؤ۔ حضور اکرم ﷺ وہ چھال ان کو باندھتے

جاتے تھے اور فرما رہے تھے یا اللہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا خون کفار و مشرکین پر حرام کر دے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے۔ عرض کیا میں تو شہادت چاہتا ہوں آپ کی دعا اس کیا لٹ ہے فرمایا عبد اللہ جس راہ پر چل آئے ہو اس میں تم بخار سے بھی اگر انتقال کر جاؤ تو بھی شہید ہی ہو گے۔

قدرت خداوندی دیکھئے تبوک میں آپ کو بخار ہوا اور وصال کر گئے۔ دفن میں رات ہوگئی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مشعل تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کو قبر میں اتار رہے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں۔ یارو اپنے بھائی کو ادب کے ساتھ قبر میں اتارو۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے حضرت عبد اللہ کی قبر پر اینٹیں رکھیں اور ان کی مغفرت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راضی تھا تو بھی راضی ہو جا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دعا سن کر میرے دل میں آیا کہ کاش آج عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جگہ میری موت ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں یہ الفاظ فرماتے۔

آج ایک ہم ہیں کہ دعوے تو بہت کرتے ہیں کہ اسلام ہمارے بغیر معاذ اللہ دنیا میں چل نہیں سکتا۔ مگر راہ خدا میں جان تو کیا ایک ٹیڈی نکالتے بھی سو دفعہ سوچتے ہیں جبکہ لہو ولعب کی محفلوں کو خوب سجاتے بناتے اور سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور ان جیسا حسن اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ماہِ شعبان المعظم کی فضیلت

تاریخ: 24-09-2004

سورۂ دخان میں آیت نمبر ایک تا چھ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''حٰـــــمٓ O قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا O بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں O اس میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔ ہمارے حکم سے۔ بے شک ہم بھیجنے والے ہیں تمہارے رب کی طرف سے رحمت۔ بے شک وہی سنتا جانتا ہے''۔ (قرآن کریم)

شعبان المعظم پورا مہینہ ہی برکت والا ہے۔ مگر اس میں ایک رات بہت ہی برکت والی ہے۔ جسے شب برات کہا جاتا ہے۔ اسی رات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

''اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام'' (قرآن کریم)

تفسیر روح البیان میں اس ارشاد کی یوں وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں روزی رزق کا پروگرام حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد فرما دیتا ہے اور افعال و اعمال کا سلسلہ آسمان اول کے فرشتے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو سونپ دیا جاتا ہے۔ مصائب و آلام کے معاملات حضرت عزرائیل علیہ السلام کو دے دیئے جاتے ہیں۔

کتاب الترغیب والترہیب میں یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا۔ کہ شعبان المعظم میں آپ کے روزہ دار رہنے کی کیا وجہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ شعبان المعظم سے شعبان المعظم تک مرنے والوں کی اجل لکھی جاتی ہے۔ تو میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جائے تو میں روزہ دار ہوں۔

مشکوٰۃ شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

قالت کان یصوم شعبان کلہ و کان یصوم شعبان قلیلا۔

یعنی آپ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے سارے روزے رکھتے اور کبھی تھوڑے۔ کسی نے اس مبارک رات کے متعلق مسلمان بہن بھائیوں کی توجہ کیلئے خوب لکھا ہے۔

مبارک ہو مومنو آئی شب برات
رحمت خدا کی بن کے چھائی شب برات
رب قدیر بندوں سے کہتا ہے مانگ لو
ہم نے اسی لئے ہے بنائی شب برات
کرتے رہے تلاوت و عبادت تمام رات
خود مصطفٰے نے ایسے منائی شب برات
سنت رسول کی ہے زیارت قبور کی
کیجئے کچھ ان کے حق میں بھلائی شب برات

حجۃ الاسلام حضرت امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شعبان المعظم آتا تو فرمایا کرتے اس ماہ مبارک میں اپنی جانوں کو پاک کرلو اور اپنی نیتوں کو درست کرلو۔ گویا اس حدیث پاک میں اس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ آنے والے مہینے رمضان المبارک کی عبادت روزہ زیادہ تر بدنی ہے۔ لہٰذا اپنی جانوں کو بدن کو تیار کرلو پاک صاف کرلو اور چونکہ روزی ایسی عبادت ہے جس کا

علم یا روزہ دار کو ہے یا اللہ تعالیٰ کو۔ اور یہ معاملہ ہے نیت کا لہٰذا اپنی نیتوں کو پاک کرلو روزہ کا تمہاری نیت پر دارومدار ہے۔

اس ماہ مبارک کو کریم الطرفین بھی کہا گیا ہے۔ یعنی اس کے ایک طرف ماہ رجب شریف ہے اور دوسری طرف ماہ رمضان شریف۔ ان دونوں برکتوں والے مہینوں کے درمیان والا مبارک مہینہ از خود برکت والا ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں وہ واقعہ شب شعبان کی پندرہ تاریخ کا جسکو حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا تحریر کیا ہے کہ اس شب کو حضور اکرم ﷺ نے جنت البقیع شریف اور مسجد نبوی شریف میں عبادت کرنے اور گڑگڑا کر کرامت کیلئے دعائیں مانگتے گزرا۔

اور پھر قطب ربانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شعبان المعظم کی پندرہ تاریخ کو جبرائیل امین میرے پاس آئے اور عرض کیا کہ سر انور آسمان کی طرف اٹھائیں۔ میں نے کہا کہ یہ کیسی رات ہے۔ عرض کیا یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور سوائے مشرک، جادوگر، شرابی اور سود خور کے سب کو بخش دیتا ہے۔

استقبال رمضان المبارک

تاریخ:25-09-2004

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آج ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب اور عبادت و ریاضت کی مقبولیت کے مبارک مہینے ماہ رمضان المبارک کے قریب آنے کی خوشی کا اظہار کرنے کیلئے سب کو جمع ہونے کا موقع دیا۔ دعا ہے کہ اسی طرح ہمیں اس ماہ مبارک کی عبادات کو بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اصل ذکر تو قرآن، صاحب قرآن ﷺ اور عبادت روزہ کا ہے۔ مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم اور روزے کے ساتھ اس مہینے کی نسبت ہو جانے کی وجہ سے یہ ماہ بھی ماہ مبارک ہو گیا۔ اس کی ایک ایک ساعت ایک ایک گھڑی متبرک اور فضل و شان کی حامل ہو گئی۔

قرآن کریم کا اعلان ہے کہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے کہ جس مہینے میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔ وہ قرآن جو بلا تفریق ہر انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ قرآن جو ہدایت اور حق و صداقت کے دلائل سے بھرپور ہے اور سچائی اور جھوٹ کے درمیان فرق کر دینے والی کتاب ہے۔ اس کے ساتھ ہی حکم ہوا کہ جو بھی اس مبارک مہینے کو اپنی زندگی میں صحت و تندرستی میں پائے تو وہ اس ماہ مبارک کی خاص عبادت روزے رکھے۔

یہ روزے سن 2 ہجری میں فرض ہوئے اور یہ ضروریات دین میں سے ہیں۔ ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا منکر مسلمان نہیں رہتا۔ روزہ ایک با مشقت عبادت ہے۔ امت کے بوجھ محسوس کرنے کی وجہ سے پہلے ہی فرما دیا کہ اے ایمان والو! تم پر

روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ نیز اس عبادت روزہ سے انسان میں تقویٰ و پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا تم بھی اس عبادت سے متقی بن جاؤ۔ نیز یہ روزے سال بھر کے چھ ماہ کے تین ماہ کے نہیں بلکہ چند گنے چنے ہوئے دن یعنی ایک ماہ کے ہیں۔ وہ بھی اگر تم سفر میں ہو تو قضا کر کے سفر کے بعد رکھ سکتے ہو، بیمار ہو تو بیماری کے بعد رکھ سکتے ہو، بڑھاپے یا مرض الموت کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو ہر روزے کے بدلے فدیہ دے دو۔ یعنی کسی غریب، مستحق یا روزہ دار طالب علم کو روزے رکھوا دو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جب ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو تمام جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور سارا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ ایک آواز دینے والے کو حکم دیتا ہے کہ یہ آواز دو! اے بھلائی کے طلبگاروں آگے بڑھو۔ اے برائی کے طلبگارو پیچھے ہٹو۔ پھر فرماتا ہے! ہے کوئی بخشش مانگنے والا تاکہ اسے بخش دیا جائے۔ ہے کوئی مانگنے والا تاکہ اسے دے دیا جائے۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ صبح طلوع ہونے تک اسی طرح آوازیں دی جاتی ہیں اور افطار کے وقت ہر شب میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے دس لاکھ ایسے گنہگاروں کو معاف کر کے دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔

دوستو! یہ تو رمضان المبارک کی قرآن اور روزے کی نسبت کی وجہ سے ایک رات کیا اتنی فضیلت ہے تو پورے ماہ مبارک کی فضیلت کیا ہو گی۔ اور پھر قرآن کریم اور روزے کی کیا شان و مقام ہو گا۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطاب فرمایا کہ اے لوگو تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ کر رہا ہے اس میں قدر

کی رات ہے۔ جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کر دیئے اور رات کا قیام نفلی عبادت ہے۔ جس نے اس مہینے میں ایک نفلی نیکی کی گویا اس نے دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا۔ اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا گویا اس نے دوسرے مہینے میں 70 فرض ادا کیئے۔ جس نے اس ماہ مبارک میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کروایا اس کیلئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور اس کے گناہوں کی معافی ہوگی۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے ہر ایک اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس کو بھی دے گا جو کسی روزہ دار کو دودھ کا ایک گھونٹ دے یا پانی کا ایک گھونٹ دے یا ایک کھجور ہی کھلا دے اور جس نے روزہ دار کو سیر ہو کر کھلایا اس کے گناہوں کی معافی ہے۔ اور اس کو اس کا رب میرے حوض سے وہ مشروب پلائے گا کہ جس کے بعد وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔

اور یہ مہینہ ایسا ہے کہ جس کا اول حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ معافی ہے اور اس کا آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس مہینے میں چار کام کثرت سے کرو۔ دو کاموں سے تم اپنے رب کو راضی کر لو گے۔ اور دو کے بغیر چارہ نہیں۔ وہ دو کام جن کے کرنے سے اپنے رب کو راضی کر لو گے یہ ہیں۔

1۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی کلمہ شریف کی کثرت لا الہ الا اللہ سے

2۔ اس سے معافی مانگنا یعنی استغفر اللہ

3۔ اپنے رب سے جنت مانگنا

4۔ دوزخ سے پناہ مانگنا

عبادت روزہ کا یہ شرف ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ رمضان المبارک شریف میں پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں کہ جو میری امت کے سوا پہلی کسی امت کو عطا نہیں کی گئیں۔

1۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2۔ فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت و بخشش کرتے ہیں حتیٰ کہ افطار کرلیں۔

3۔ متکبر شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

4۔ اللہ تعالیٰ ہر روز جنت کو آراستہ فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے بندوں سے تکلیف و کمزوری دور ہو جائے۔

5۔ آخری رات میں انہیں بخش دیا جاتا ہے۔

عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ آخری رات لیلۃ القدر کی ہے فرمایا نہیں، بلکہ جب بندہ کام مکمل کرلے تو اس کو پوری مزدوری ملتی ہے۔

دارالقرآن کینیڈا میں سفیر قرآن حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تاریخ: 08-10-2004

ارشاد خداوندی ہے کہ عبادت روزہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں ﷺ تک ہر امت پر فرض رہی۔ مدت روزہ، کیفیات روزہ مختلف ہوا کرتی ہوں گی مگر نفس عبادت روزہ ہر نبی کی امت پر لازم رہی ہیں۔

قرآنی نص سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ روزہ دار میں تقویٰ و پرہیزگاری پیدا ہو۔

چنانچہ امام رضا احمد خان محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے **لعلکم تتقون** کا ترجمہ بھی یہ کیا ہے (کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے) اور حضرت مفسر قرآن مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے (اور تم گناہوں سے بچو کیونکہ یہ (روزہ) کسر نفس کا سبب اور متقین کا شعار ہے)۔

تفسیر خازن والوں نے تفسیر خازن میں ''تقویٰ'' کی تشریح میں متعدد اقوال و احادیث بیان فرمائی ہیں۔

1۔ نفس کو خوف کی چیز سے بچانا جیسے جان کنی کی تکلیف، عذاب قبر اور عذاب روز محشر کے خوف سے، اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی پیروی اختیار کرنا اور گناہوں سے مکمل اجتناب کرنا۔

2۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ متقی وہ ہے، جو شرک، گناہ کبیرہ اور بری خواہش

سے بچے۔

3۔ عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔

4۔ بعض نے کہا کہ متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔

5۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔

6۔ اور بعض کے نزدیک گناہوں پر اصرار نہ کرنا اور اطاعت پر غرور نہ کرنا کا نام تقویٰ ہے۔

کچھ حضرات مفسرین نے کہا کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں سے اس نے منع فرمایا ہے۔ اور ایک مفسر کا قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی پیروی کا نام ہے۔ یہ تمام معانی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مقصد و مفہوم کے لحاظ سے ان میں کوئی مخالفت نہیں۔

اور تفسیر جمل کے مطابق تقویٰ کے کئی مراتب ہیں۔ عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا ہے۔ متوسطین کا تقویٰ اوامر و نواہی کی اطاعت اور خواص کا تقویٰ ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ حضرت سلطان باہو فرماتے ہیں۔

جو دم غافل سو دم کافر سانوں دسیا مرشد کامل ہو

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تقویٰ کی سات قسمیں ہیں۔

1۔ کفر سے بچنا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔

2۔ بدمذہبی سے بچنا یہ ہر صحیح العقیدہ مسلمان کو حاصل ہے۔

3۔ ہر گناہ کبیرہ سے بچنا۔

4۔ چھوٹے گناہوں سے بچنا۔

5۔ شبہات سے بچنا۔

6۔ شہوات سے بچنا۔

7۔ غیر کی طرف التفات سے بچنا۔

یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآن عظیم ان ساتوں مرتبوں کا متقاضی ہے۔

روزے کی اس اہمیت سے قارئین کرام حضرات اندازہ فرمائیں کہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ترجمہ حدیث)

''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں''۔

روزہ بھی ہو اور رمضان المبارک میں اپنی نیک کمائی سے مساجد اور نیک کاموں میں خرچ کرنا اجر و ثواب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہوگا۔

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا میں شب قدر کا عظیم الشان پروگرام

تاریخ: 31-10-2004

دارالقرآن کینیڈا میں شب قدر کا عدیم الشال پروگرام ہوا۔

1۔ حضرت مولانا سفیر قرآن قاری غلام رسول صاحب کی نگرانی میں ''ایپل ٹرانسپوٹیشن'' کی طرف سے ایک بجے دن سے ساڑھے چار بجے تک آیت کریمہ کا ورد ہوا۔

2۔ عباس علی ورک اور احسن صاحب کی طرف سے افطاری اور ڈنر ہوا سینکڑوں خواتین و حضرات نے شرکت کی۔

3۔ نماز تراویح کے بعد بانی دارالقرآن مولانا قاری غلام رسول صاحب نے شب قدر اور صدقہ و خیرات پر زوردار خطاب کیا۔ محمد حسین نے نعت پڑھی اور مولانا قاری غلام رسول صاحب نے خود بھی نعت پڑھی۔ نماز تراویح میں جب مولانا قاری غلام رسول صاحب قرآن پاک کی آخری سورۃ والناس کی تلاوت کر رہے تھے تو ان پر مع نماز یان کرام رقت طاری ہوگئی اس طرح رورو کر یہ سورت مکمل کی ایک عجب سماں تھا۔ لیلۃ القدر کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس رات میں جاگنے والوں پر رقت طاری ہوجائے۔

قاری محمد مبشر رسول صاحب صدر دارالقرآن نے ختم شریف پڑھا حاضرین کی خدمت میں سید ذکاؤالدین، محمد افضل اور عبدالعلیم صاحب کی طرف سے مٹھائی تقسیم کی گئی۔

قاری محمد مبشر صاحب نے سید ذکاؤالدین صاحب، محمد افضل صاحب، مختار خاں صاحب، احسن صاحب، خالد محمود صاحب، عبدالعلیم سومرو صاحب، علوی صاحب، عباس علی ورک، میاں سجاد صاحب، ملک اکمل صاحب، ریاض احمد ریڈیو گھر آنگن اور حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کی دستار بندی کی۔ آخر میں ہدیہ درود سلام پڑھا گیا۔ مولانا قاری غلام رسول صاحب نے حاضرین محفل، عالم اسلام اور خاص

طور پر پاکستان اور کشمیر میں زلزلے سے متاثرین کیلئے انتہائی انکساری سے دعا کی۔ قاری صاحب نے فرمایا زلزلے سے متاثرین کیلئے جتنا کینیڈا کی ہر کمیونٹی نے تعاون کیا ہے وہ دنیا بھر میں مثالی ہے۔ جو انشاء اللہ جاری رہے گا آپ نے کہا، اس ملک میں ہمارے بچے اللہ کرے کل کے اعلیٰ پائے کے ڈاکٹر، انجینئر اور، سائنٹسٹ عالم دین اور عاشق رسول بنیں۔ آج کی محفل کے شرکاء میں حاجی مقبول احمد نسیم، اعجاز احمد ورک، حمید بابر حسن، ملک محمد اکمل، مزمل افضل، عاصم افضل، سید سجاد حیدر، آفتاب احمد، ممتاز خاں، قاسم خاں، جلال خاں، مقصود احمد چیمہ، تنویر بھٹی، افتخار علی ورک، شہزیب، ملک ریحان، بلال غنی، عمر غنی، ساجد ڈوگر، غلام حسین، ذکاؤ الدین سید، جلال الدین، محمد افضل، آصف شیرازی، زبیر شیرازی، قاری محمد مبشر رسول، افضل بیگ، محمد مزمل رسول، محمد شاہد، محمد انیس، محمد زین، محمد حسن، فاروقی ایوبی، ساجد ایوبی، طارق بھٹی، امیر مرزا، مرتضیٰ خاں، معز اویس کے علاوہ سینکڑوں خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ دار القرآن مسجد ساری رات کھلی رہی اور لوگ عبادت کرتے رہے۔

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا کے زیراہتمام نمازعیدالفطر

تاریخ:14-11-2004

بفضلہ تعالیٰ دارالقرآن کینیڈا کی طرف سے کیے گئے اعلان کے مطابق نمازعید الفطر 14 نومبر 2004ء بمطابق یکم شوال ادا کی گئی۔

☆......دارالقرآن کینیڈا 6150-Ninth Line میں 8:15 بجے ادا کی گئی۔

☆......پروگرام کے مطابق پئیرسن کنونشن سنٹر 2638 اسٹیلز ایونیو میں 8:35 پرادا کی گئی جس میں ہزاروں نمازیوں نے شرکت کی۔

☆......دوسری جماعت سوادس بجے کے قریب ادا کی گئی اس وقت اس ہال میں پانچ ہزارنمازیوں کی گنجائش تھی۔ہال نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گیااور تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔

اس موقع پر نماز سے پہلے جناب ارشد صاحب ، جناب ناظم الدین مقبول صاحب اورمولانا قاری غلام رسول صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ جناب ناظم الدین صاحب نے حاضرین سے دارالقرآن کینیڈا کی بہترین کارکردگی کے پیش نظراس کی زیادہ سے زیادہ امداد کی اپیل کی۔

مولانا قاری غلام رسول صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ عید کے مقاصد میں ایک یہ مقصد بھی ہے کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کا اظہار ہو۔ نیز کہا کہ عید کا دن مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے پورے رمضان المبارک کے روزے، تراویح اور صدقہ فطر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آدم واحترام رمضان المبارک کا خیال بھی رکھا یہ خوشی ہے اور پھر اظہار خوشی کا طریقہ اللہ کے حضور جمع ہوکر سجدہ ریز ہو گئے نہ کہ عید پر اظہار خوشی کا تصور غیر اسلامی اور غیر شرعی امور پر وقت اور دولت کو ضائع کیا جائے۔

دارالقرآن کینیڈا میں ختم درودِ تاج شریف

تاریخ:26-11-2004

دین و دنیا کی برکتوں کے حصول اور حضور نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل کرنے کیلئے درود و سلام کا ورد بہترین ذریعہ ہے۔ درود شریف پڑھے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔

دارالقرآن کینیڈا میں نماز جمعہ کے بعد ختم درود تاج شریف کے ختم شریف کے موقعہ پر مولانا قاری غلام رسول صاحب تقریر کررہے تھے۔ آپ نے کہا سورۂ احزاب کی آیت نمبر 56 کی رو سے جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

''تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے غیب بتانے والے (نبی) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور سلام خوب بھیجو۔ ہر مسلمان پر درود و سلام پڑھنا واجب ہے''۔

آپ نے بتایا کہ درود شریف کے متعدد الفاظ ہیں ان کے متعدد نام ہیں۔ مثلاً درود ابراہیمی، درود تاج جو تقریباً ڈیڑھ صفحہ ہے، درود تنجینا 1/4 صفحہ پر ہے، درود ماہی پورے صفحہ پر ہے، درود مقدس ساتھ صفحوں پر ہے، درود لکھی یہ تین سفحہ پر ہے، درود اکبر حصہ اول تقریباً 9 صفحوں پر ہے۔ اس درود شریف کے الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں۔

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله يا خير خلق الله، يا نجئی الله، يا خليل الله يا حبيب الله وغيره۔

درود اکبر حصہ دوم ساڑھے تیرا صفحوں پر ہے مثلاً اللهم صلى على محمد سيد المرسلين یعنی حضور ﷺ صفات کے ساتھ، درود اکبر حصہ سوم اس درود

کے الفاظ حضور ﷺ کی صفات کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ تقریباً 16 صفحوں پر مشتمل ہیں۔ مثلاً اللھم صل علی محمد مع الشمس اذا طلعت سبحان اللہ درود اکبر شریف حصہ چہارم یہ بھی کوئی سوا دو صفحوں پر ہے اور حضور ﷺ کے صفاتی ناموں کے ساتھ ہے مثلاً الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ وغیرہ اور درود ناریہ یہ پورے صفحے پر ہے۔

ان تمام درود شریفوں کے خواص وفوائد بے شمار ہیں اپنے اپنے موقع پر عرض کیا جائے گا۔ دارالقرآن کینیڈا میں آج چونکہ درود تاج شریف کے ختم شریف کی تقریب ہے اور اس درود شریف کے متعدد فوائد و برکات میں سے چند ایک کے ذکر سے پہلے درود کی فضیلت پر نظر ڈالنی ہے اور یہ کہ آخر درود وسلام کی اس قدر عظمت ضرور کسی خاص وجہ سے ہے۔

حجۃ السلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مکاشفۃ القلوب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ اگر تم چاہو کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جس قدر تیرا کلام تیری زبان سے قریب ہے، تیرے دل کا کھٹکا تیرے دل کے قریب ہے، تیری روح تیرے بدن کے قریب ہے، تیری آنکھ کی روشنی تیری آنکھ کے قریب ہے، تیری سماعت تیری کان کے قریب ہے۔ تو تم حضرت محمد ﷺ پر درود شریف پڑھا کرو۔

پیر کرم شاہ صاحب الازہری نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں مندرجہ ذیل عنوان کے تحت احادیث بیان فرماتے ہیں۔

نماز کے بعد دعا سے پہلے ذکر الٰہی اور درود شریف پڑھنا:۔

حضور عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ تشریف فرما تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا

تو پہلے میں اللہ کی ثنا کی اور پھر میں نے درود پاک پڑھا پھر اپنے لئے دعا مانگنے لگا۔تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اب مانگ تجھے دیا جائے گا۔ظاہر ہے کہ اس پورے عمل کا حضور ﷺ مشاہدہ بھی فرما رہے تھے اور سن بھی رہے تھے اسی طرح امام ترمذی اور ابوداؤد شریف کی احادیث کو بھی نقل کیا ہے۔

ایک دن حضور اکرم ﷺ مسجد شریف میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا۔چاہیے یہ کہ جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو اور اللہ کی حمت وثنا کرو اور مجھ پر درود پڑھو پھر دعا کرو۔

اسی طرح ایک اور صاحب آئے انہوں نے نماز پڑھی اور اللہ کی ثنا کی پھر حضور ﷺ پر درود پڑھا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔اے نمازی اب دعا مانگ قبول ہوگی۔

چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک درود شریف نہ پڑھا جائے دعا قبول نہیں ہوتی بلکہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتی ہے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد دعا سے پہلے بلند آواز سے ذکر الٰہی اور درود و سلام پڑھنا سنت رسول ﷺ ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک سن کر اور لکھ کر پڑھنا اور لکھنا ضروری ہے۔حضرت عبداللہ بن حکم فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کی زیارت کی اور میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا اور دلہن کی طرح آراستہ کر کے مجھے جنت میں بھیج دیا اور مجھ پر جنت کے پھول برسائے جس طرح دلہن پر درہم و دینار نچھاور کئے جاتے ہیں۔میں نے اللہ تعالیٰ سے اس عزت واکرام کی وجہ پوچھی تو فرمایا گیا کہ تم نے اپنی کتاب الرسالہ میں حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کے

ساتھ درود وسلام لکھا ہے یہ اس کا اجر ہے۔

عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا وہ درود شریف کیا ہے۔آپ نے فرمایا میں نے یہ درود شریف لکھا ہے۔**وصل اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ماغفل عن ذکرہ الغافلون۔**

چنانچہ میرے آنکھ کھل گئی اور کتاب ''الرسالۃ'' کو کھولا تو بعینہ اسی طرح درود شریف لکھا ہوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ اپنے والد گرامی سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور سرور عالم ﷺ تشریف لائے کہ آپ کا مبارک چہرہ خوشی سے ٹمٹما رہا تھا۔صحابہ کرام نے عرض کیا۔حضور ﷺ آج آپ بہت خوش ہیں۔فرمایا میرے پاس فرشتہ (جبرائیل امین) آیا ہے اور اس نے آ کر کہا ہے کہ اے اللہ کے پیارے نبی ﷺ اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ اس پر راضی نہیں ہیں؟ کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ سلام پڑھے گا میں اللہ اس پر دس مرتبہ درود شریف بھیجونگا۔میں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے مولیٰ کریم جل وعلیٰ کی اس نوازش پر بے حد خوش ہوں۔

چنانچہ اس نقطے کو امام شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب سمجھا اور آقائے تاجدار ﷺ کی خدمت میں کثیر تعداد میں شعروں کی صورت میں سلام پیش کیا اور عرض کیا۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہر شعر کے آخری مصرعے میں لاکھوں سلام اور لاکھوں لوگ یہ سلام دنیا میں پڑھ

رہے ہیں تو لاکھوں کروڑوں کو حدیث کے مطابق 10 سے ضرب دے لیں تو لا تعداد مرتبہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم رؤف الرحیم سید عالم ﷺ پر درود سلام پڑھنے والے پر ذبھیج رہا ہے۔ سبحان اللہ العظیم ۔ مدینے والے آقا کے صدقے میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں لٹا رہا ہے۔

حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی تفسیر کنزالایمان میں مذکورہ آیت کی تشریح فرماتے ہیں۔ نبی مکرم علیہ السلام پر ہر مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے اور سننے والے پر ایک مرتبہ درود وسلام بھیجنا واجب ہے اور زیادہ مستحب ہے اور یہی قول معتمد اور اسی پر جمہور ہیں۔ اور نماز میں قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

اور آپ کے تابع کر کے آپ کی آل پاک آپ کے اصحاب اور دوسرے مومنین پر بھی درود وسلام بھیجا جا سکتا ہے اور مستقل طور پر حضور اکرم و کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ پر آپ کی تکریم و تعظیم ہے، علمائے کرام نے اللھم صلی علی کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یا رب حضرت محمد ﷺ کو عظمت عطا فرما دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین میں ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء و مرسلین اور ملائکہ اور تمام مخلوق پر ان کی شان بلند کر کے۔

کثیر تعداد میں فضیلت درود وسلام پر احادیث، تفاسیر اور دیگر کتب دینیہ میں بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ طبرانی شریف کی ایک حدیث شریف میں حضرت ابوداؤد روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے روز کثرت سے

مجھ پر درود شریف بھیجا کرو کیونکہ وہ حاضری کا دن ہے اس روز فرشتے دوسرے دنوں کی بنسبت زیادہ حاضر ہوتے ہیں۔ میرا جو امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے چاہے وہ جہاں بھی ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت کی وجہ یہی ہے کہ اس عمل کو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور پھر ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی درود شریف بھیجیں اُس اللہ کے نبی پر اور سلام زیادہ بھیجیں ایسا حکم تو کسی فرض عبادت کے لئے بھی نہیں دیا گیا کہ اللہ بھی کرتا ہے اور فرشتے بھی ایمان والوں تم بھی کرو۔ یہ حکم صرف درود شریف کیلئے ہے۔ درود تاج کی بڑی عظمتیں اور فضیلتیں بیان کی گئی ہیں مختصر یہ کہ جس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں آرزو زیارت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ جمعرات کو نماز عشاء کے بعد ایک سو ستر 170 بار درود تاج کو پڑھ کر سو جائے اور گیارہ راتیں اس عمل درود تاج شریف کو جاری رکھے انشاء اللہ سرکار دو عالم امام الانبیاء علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

اگر کوئی جادو، آسیب، شیاطین کے دباؤ، بلاؤں، وباؤں، بیماریوں میں مبتلا ہوگا گیارہ مرتبہ درود تاج پڑھ کر دم کریں ہر بلا انشاء اللہ دور ہوگی اسی طرح کشائش رزق کے لئے نماز فجر کے بعد سات مرتبہ درود تاج شریف پڑھنے کا وظیفہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر مسلمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خلوص و محبت سے درود و سلام پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دارالقرآن کینیڈا میں میاں محمد شریف کی یاد میں منعقدہ قرآن خوانی کی محفل

تاریخ:02-12-2004

میاں محمد شریف اسم با مسمیٰ اور اپنے وقت کے حاتم طائی اور احسان فراموش لوگوں سے درگزر کرنے والی شخصیت کے مالک تھے۔

مخالفین کیلئے ان کا قلب و ذہن انتقامی جذبے سے ہمیشہ پاک رہا۔ اگر اللہ نے انہیں دولت دنیا سے مالا مال کیا تھا۔ تو انہیں دل بھی اتنا ہی سخی دیا تھا۔

وہ مضبوط اہل سنت عقیدے کے حامل تھے مگر بلا تفریق پاکستان کا کوئی ایسا دینی یا مروجہ تعلیم کا ادارہ یا مستحق آدمی نہ تھا۔ جس کو انہوں نے نہ نوازا۔ ان کا روزانہ کا یہ معمول تھا کہ نماز مغرب اتفاق ہسپتال کے سبزہ زار میں با جماعت پڑھ کر ہسپتال کے ایک کمرے میں بیٹھ جاتے اور دن میں جتنے مریضوں کو ڈاکٹر نسخہ لکھ کر دیتے اور وہ دوائیاں خریدنے کی طاقت نہ رکھتے۔ ان کو اپنے ہاتھ سے دوائیوں کی قیمتیں ادا کرتے۔

میلاد النبی ﷺ ہر ماہ گیارھویں شریف، 10 محرم، یاد امام عالی مقام اور دوسرے تہواروں کو پوری شان و اہتمام سے منانے کا بندوبست کرتے جو معمولی ترمیم کے ساتھ آج تک جاری ہے۔

1953-4 میں جب میں نے جامعہ نعیمہ چوک دالگراں لاہور میں پڑھانا شروع کیا تو اس وقت غالباً ان کا سب سے بڑا کاروبار ایک بہت بڑا برف خانہ تھا۔

اُسی میں ہر ماہ کی محفل میلاد شریف اور محفل گیارھویں شریف کے علاوہ دوسری دینی تقریبات منعقد ہوتیں، ہمیں جانے کا موقع ملتا۔ علماء اور نعت خوانوں اور طلباء دینی مدارس کی کثیر تعداد شریک ہوتی اختتام محفل پر میاں محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ، حاجی عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے دوسرے بھائی اور بڑی اولادیں مہمانوں اور خاص طور پر طلباء و علماء کو بڑے پیار، ادب اور خلوص سے کھانا کھلاتے یہ سلسلہ تادم تحریر کسی نہ کسی طرح جاری ہے۔

اُس وقت میاں نواز شریف، شہباز شریف اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد اعجاز شفیع ابھی اوائل عمروں میں تھے اور یہ سب جامعہ نعیمہ چوک دالگراں میں حفظ و ناظرہ اور تجوید کی کلاس میں میرے پاس پڑھنے آتے تھے، ماڈل ٹاؤن میں رہائش کیلئے میاں شریف کے سات بھائیوں نے سات کوٹھیاں بالکل ایک جیسی بنائیں کہ ان میں سر مو فرق نہیں تھا جو اتفاق کا منہ بولتی ثبوت تھیں۔

اب یہاں چوک دالگراں کے برف خانے سے کہیں زیادہ اچھا، کھلا اور صاف ستھرا ماحول تھا۔ لہٰذا وہ تمام دینی محافل جو چھوٹی اور تنگ جگہ میں ہوتی تھیں۔ اب یہاں 12 ربیع الاول شریف، 10 محرم شریف، ہر ماہ گیارھویں شریف، لیلۃ القدر، مثالی شان و شوکت سے منائی جانے لگیں اور اب تک کچھ تبدیلی سے یہی انداز جاری ہے۔ فرق صرف یہ ہوا ہے کہ میاں محمد شریف مرحوم کے زمانے میں ساتوں رہائش گاہوں کی ترتیب سے باری آتی تھی۔ محفل اور تمام گھروں کا کھانا ایک ہی ہوتا۔

اب ہر کوٹھی والے اپنے اپنے طور پر محفل منعقد کرتے ہیں۔ علماء کرام کی تقاریر اور بھرپور طریقہ پر قرآن خوانی اور نعت خوانی ہوتی ہے۔ جب سے میرا مشاہدہ ہے 1954ء سے تادم تحریر اس بابرکت ماحول، اللہ تعالیٰ جل و علیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت کے جذبات کا سلسلہ مسلسل قائم و دائم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میاں نواز شریف سے لے کر ان کے بچے، بھانجے بھتیجے، چچا زاد اور تایا زاد میں اکثر بہترین قاری اور نعت خواں ہیں۔ خاص طور پر حاجی عبد العزیز مرحوم کے صاحبزادے الحاج میاں قاری محمد یوسف مدنی جو میاں نواز شریف کے چچا زاد بھائی اور برادر نسبتی ہیں۔ اس قدر خوبصورت اور مضبوط منجھے ہوئے نعت خواں ہیں کہ کسی بھی اچھے سے اچھے مشہور نعت خواں سے کم نہیں۔ اور قرأت میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ابھی دو سال پہلے موصوف کی خواہش پر ناچیز نے پہلے تجوید سے انہیں قرآن کریم کی مشق کرائی پھر مکمل قرآن اپنی نگرانی میں میاں محمد یوسف کی آواز میں ریکارڈ کرایا۔ آپ نے اپنے گھر میں ایک خاص کمرہ اپنے مدینہ پاک کے دوست کیلئے تیار کرایا اور اسی میں ریکارڈنگ کی ساری مشینیں فٹ کی ہیں۔

تکمیل قرآن کی اس تقریب کو میاں محمد یوسف مدنی نے اس انداز سے ترتیب دیا۔ کہ یہ محفل کوئی آفاقی محفل معلوم ہوتی تھی۔ لاہور کے منتخب علماء اور مفتیان کرام، قرأ، اور نعت خوان حضرات کے علاوہ کثیر تعداد میں معززین شہر اور خاندان حضرات بھی تھے میاں محمد یوسف تفسیر اور حدیث پاک کا درس بھی لے رہے ہیں۔ یہ دینی اور ایمان افروز ماحول اور دور دورہ صرف اور صرف مرحوم میاں محمد شریف کی اچھی تربیت اور انکی خاندانی شرافت کا صدقہ ہے۔

میاں محمد شریف کمال درجے کے بردبار، رحم دل اور بلند حوصلے کے مالک تھے کہ ان کے سامنے بڑے بڑے شیطان خصلت، مکار، ناشکرے، احسان فراموش اور نمک حرام بھی آئے مگر انہوں نے سب کچھ کر سکنے کے باوجود درگزر کیا۔ انتقام لینے کی بجائے معاف ہی کیا۔

شہرت اور ناموری کا شوق ان کے قریب سے نہیں گزرا تھا۔ سرکاری یا دینی بڑی سے بڑی تقریبات یا کانفرنسوں میں کبھی نہیں گئے۔ دفتر، گھر یا فیکٹری۔

ناچیز سے سالہا سال کے بعد کبھی ملاقات ہوتی تو انتہائی محبت بھرے انداز میں فرماتے کہ قاری صاحب اس دفعہ تو آپ نے بیرون ملک بڑا لمبا دورا کیا۔

میں نے ایک دفعہ اپنی گھریلو تقریب کی دعوت دی اور یہ تقریب تھی دارالقرآن نیو گارڈن ٹاؤن میں۔ پروگرام میں تو ابھی کچھ دن تھے۔ میاں صاحب کے سیکرٹری کا فون آیا کہ میاں صاحب دفتر سے گھر جاتے ہوئے آج دارالقرآن سے گزرتے جائیں گے۔ چنانچہ میاں صاحب ایک منٹ کے لئے دارالقرآن آئے اور دارالقرآن کی عظیم الشان عمارت کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور فرمانے لگے آپ تو چھپے رستم نکلے اور بہت خوش ہوئے۔

اس دارالقرآن کے قیام کے سلسلے میں ایک بہت بڑا افسر کسی شر پسند کے بہکانے سے رکاوٹ بن رہا تھا۔ تو میں ہمت کر کے میاں صاحب کے پاس گیا اور صورتحال بتلائی۔ میاں صاحب نے میاں مظفر صاحب کو جو گورنر امیر محمد خان کے سیکرٹری رہ چکے تھے۔ میرے ساتھ اس افسر کے پاس بھیجا۔ تو وہ جو میرے مخالف تھے۔ میری تعریفوں کے پل باندھنا شروع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں تو بڑی خوشی ہے کہ قاری صاحب ہمارے پاس اتنی بڑی درسگاہ قائم کر رہے ہیں۔

انشاءاللہ یہ دارالقرآن میاں صاحب کیلئے قیامت تک صدقہ جاریہ ہوگا اور میاں صاحب کی یاد تازہ کرتا رہے گا۔

میاں محمد شہباز شریف لندن میں زیر علاج تھے کہ ان کے سیکرٹری محمد شہباز میرے پاس آئے اور میاں صاحب کا پیغام دیا کہ مجھے بڑی تمنا اور خوشی ہے کہ میرے بیٹے سلیمان کو آپ تجوید کے ساتھ کچھ اسباق پڑھا دیں۔ چنانچہ میں نے اپنے بیٹے محمد مزمل،

رسول کے ساتھ میاں صاحب کے بیٹے سلیمان شہباز کو چند ایک علم التجوید کے اسباق یاد کرائے۔ بیرونی دوروں کی وجہ سے یہ سلسلہ زیادہ دیر جاری نہ رہا۔

اس سارے عرصے میں کبھی کسی ذاتی غرض، سفارش اور نجی مقصد کیلئے اس خاندان کے کسی فرد کے پاس نہیں گیا اور نہ ہی کوئی مراعات لیں۔ البتہ دینی امور میں دوسرے مدارس کی طرح گاہے بہ گاہے رابطہ کرتا رہا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم میاں صاحب کے عالم برزخ کو جنت بنا دے اور روز قیامت اپنے محبوب کریم ﷺ کی شفاعت سے بہرہ بند فرمائے اور پسماندگان کو صبر و استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا میں اسلام کی درخشندہ ہستیوں کی یاد میں زیرِ نگرانی شیخ القراء سفیرِ قرآن حضرت مولانا قاری صاحب کا بیان

تاریخ:03-12-2004

سید الشہداء سیدنا حضرت امیر حمزہؓ

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

حضرت حمزہؓ نبی پاک ﷺ سے دو سال قبل اور ایک روایت میں چار سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا تھے۔ ایک نسبت سے آپ حضور اکرم ﷺ کے خالہ زاد بھائی تھے اور ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے حضرت حمزہ کو اور سید دو عالم ﷺ کو بھی دودھ پلایا تھا اس طرح آپ سید دو عالم ﷺ کے رضائی بھائی ہوئے۔

آج کی اس عظیم الشان تقریب عرس میں حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے بتلایا کہ حضرت حمزہؓ زمانہ جاہلیت و کفر میں بھی نبی پاک ﷺ سے کمال محبت اور ہمدردی رکھتے تھے۔ ابوجہل حضور اکرم ﷺ سے جتنی دشمنی اور عداوت رکھتا تھا۔ حضرت حمزہ کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی اتنی ہی

عقیدت شفقت اور قلبی انس تھا۔

ایک مرتبہ ابو جہل نے حضور نبی کریم ﷺ کو دار ارقم کے قریب دیکھا تو بدنہاد ابو جہل نے حضور اکرم ﷺ پر دست درازی کی اور بدزبانی بھی کی، یہ سارا واقعہ بنو تیم کے رئیس عبداللہ ابن جدعان کی آزاد کردہ لونڈی کوہ صفا پر اپنے گھر بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ اتفاق سے حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آتے ہوئے اس کے گھر کے پاس سے گزرے تو اس نے یہ کہہ کر کہ اے ابو عمارہ (حضرت حمزہؓ کی یہ کنیت تھی) وہ سارا واقعہ سنایا کہ کاش تھوڑی دیر پہلے اگر آپ یہاں ہوتے تو اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ عمر بن ہشام (ابو جہل) نے تمہارے یتیم بھتیجے کے ساتھ کس طرح بدسلوکی کی ہے اور کس طرح ستایا ہے مگر ابن عبداللہ (حضور نبی کریم ﷺ) نے کوئی جواب نہیں دیا۔ صبر و تحمل اور بے بسی سے واپس چلے گئے حضرت حمزہؓ نے سنا اور ہمدردی رسول مکرم ﷺ میں اس قدر جذبات میں کھو گئے کہ بجائے اپنے گھر جانے کے سیدھے خانہ کعبہ میں چلے گئے جہاں ابو جہل اپنے ساتھیوں سمیت بیٹھا ہوا لاف زنی کررہا تھا۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی مدد کیلئے کچھ اور ہی منظور تھا۔

حضرت حمزہؓ نے ابو جہل کو للکارا اور پھر اس زور سے اپنی کمان ابو جہل کے سر پر دے ماری کہ ابو جہل لہولہان ہو گیا۔ اس کے ساتھی مقابلے کیلئے اٹھے مگر ابو جہل نے روک دیا اور کہا کہ میں نے ان کے بھتیجے کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ اس لئے ان کو غصہ آ گیا ہے۔ حضرت حمزہؓ کڑک کر فرما رہے تھے کہ تو محمد ﷺ کو گالیاں دیتا ہے میں بھی انہی کے دین پر ہوں۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں میں بھی وہی کہتا ہوں۔ اگر تم میں ہمت ہے تو مجھے بھی گالیاں دے کر دیکھ۔ ساتھ ہی حضرت حمزہؓ کی قلبی کیفیت بدل چکی تھی اور آپ دولت ایمان سے مالا مال ہو چکے تھے اور اس کے بعد ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزاری۔[1]

سرکاردوعالم ﷺ کے حکم کے مطابق آپ حضور اکرم ﷺ سے پہلے مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ پاک جا چکے تھے۔ میدان بدر میں جس ہستی نے سب سے زیادہ مشرکین مکہ کو مار مار کر بھگایا اور رسوا کیا وہ حضرت حمزہؓ اسد اللہ واسد الرسول تھے۔ مکے کے ہر مشرک کے دل میں آپ سے انتقام لینے کی آگ بھڑک رہی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ میدان احد میں دوسرے شہدا کو دیکھتے ہوئے جب حضرت حمزہؓ کے جسم پاک کے قریب پہنچے تو آپ غم سے بے قرار ہو گئے اور فرمایا تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کیونکہ تم اعزہ واقارب کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔

اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے جبرائیل امین نے بشارت دی ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ ساتویں آسمانوں میں اسد اللہ اور اسد الرسول لکھے گئے ہیں اور خود حضور اکرم ﷺ نے آپ کو سید الشہدا کا خطاب عطا فرمایا۔

بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است
پس بنائے لا الہ گردیدہ است

حضرت خواجہ اویس قرنیؒ:۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی دولت سے تہی دامن تھے مگر دولت عشق رسول ﷺ سے دنیا کے امیر ترین عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ کو آقائے دو جہاں ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے محبت کی خوشبو آتی ہے۔ کیونکہ وہاں میرا دوست اویس قرنی رہتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے پیدا کرے گا۔ ان تمام فرشتوں کی شکلیں حضرت خواجہ اویس قرنی جیسی ہوں گی اور ان فرشتوں کے جلوس میں حضرت خواجہ اویس قرنی کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ ساری کائنات یہ منظر دیکھے گی مگر کوئی شخص خواجہ اویس قرنی کو پہچان نہ پائے گا۔ کہ اصل خواجہ اویس قرنی کون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کو دنیا میں لوگوں سے چھپا کر رکھا اسی طرح روز قیامت کو بھی ان کو غیروں کی نگاہ سے چھپا کر رکھے گا۔

آپ کو اسلام کی دولت خود اللہ تعالیٰ نے عنایت فرما رکھی تھی آپ ظہور اسلام سے پہلے ہی دنیا میں آ چکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ سن کر محبت رسول میں اس طرح گم ہو چکے تھے کہ جب پتہ چلا کہ احد میں حضور اکرم ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں تو شب و روز سوچتے کہ نا معلوم حضور اکرم ﷺ کے کون سے دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں اسی بے تابیٔ عشق میں ایک ایک کر کے تمام دانت شہید کر لئے۔

لوگوں کے اونٹ چرا کر گزراوقات کرتے والد گرامی بچپن میں ہی وصال فرما چکے تھے اس تھوڑی بہت اجرت سے والدہ محترمہ جو رضائے الٰہی سے نابینہ تھیں کی خدمت کرتے باقی راہ خدا میں تقسیم کر دیتے۔ آپ درود و سلام کثرت سے پڑھتے اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے۔ حضور سرکار دو عالم ﷺ نے اسی لئے مدینہ پاک آنے سے روک رکھا کہ ان کی ضعیف العمر نابینہ والدہ ہیں ان کی خدمت کرنا ضروری تھا۔ نیز آپ ہر وقت محبت رسول ﷺ کے جذبے میں رہتے۔ آپ نے فرما رکھا تھا کہ اویس آپ ہماری باطنی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضرت اویس قرنی جیسی محبت رسول ﷺ عطا فرمائے۔ آپ کی محبت رسول ﷺ کے کثیر تعداد میں واقعات ہیں۔

حضرت امام محمد ابن اسمٰعیل المعروف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام ونسب محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بدرزبہ بخاری جعفی ہے۔آپ کے پردادا مغیرہ حاکم بخاری ''امام جعفی'' کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔اور چونکہ اس زمانے کا دستور تھا کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا اس کی اس قبیلہ کی طرف نسبت کیا کرتے تھے۔ اس لئے امام بخاری کو بھی لوگ جعفی کہنے لگے۔

آپ 13 شوال 194 ہجری کو جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد پیدا ہوئے اور باسٹھ کی عمر میں عیدالفطر کی رات میں عشاء کی نماز کے وقت 256 ہجری میں وفات پائی اور ''خرتنگ'' نامی گاؤں میں جو سمرقند سے دس میل کے فاصلے پر ہے مدفون ہوئے۔

آپ بچپن ہی میں نابینا ہو گئے تھے مگر آپ کی والدہ کی دعاؤں سے خداوند تعالیٰ نے پھر آپ کو بصارت عطا فرمادی۔آپ نے بچپن ہی سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنے کا شوق تھا۔کمال کا حافظہ تھا۔یہاں تک کہ 16 برس کی عمر میں حضرت عبد اللہ بن مبارک (شاگرد امام ابوحنیفہ) کی تمام کتابیں یاد کر ڈالیں پھر اپنی والدہ ماجدہ اور بھائی احمد بن اسمٰعیل کے ہمراہ حج کے لئے گئے۔حج کے بعد والدہ محترمہ اور بھائی تو واپس وطن چلے گئے مگر آپ حجاز میں حدیث پاک پڑھنے کیلئے ٹھہر گئے اور تمام علمی درسگاؤں کا سفر کر کے ایک ہزار اسی شیوخ کی خدمات میں حاضر ہو کر علم کی پیاس بجھائی اور چھ لاکھ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم یاد کر لیں۔اس طلب حدیث میں آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ پاک، کوفہ، بصرہ، بغداد، مصر، الجزائر، شام، بلغ، بخارا، مرو، ہرات نیشاپور، وغیرہ کے علمی مراکز کا بار بار سفر کیا۔

آپ کی بہت سی تصانیف ہیں مگر ''صحیح بخاری شریف'' آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔جس کا صحاح ستہ میں سب سے بلند مقام ہے۔جس کو چھ لاکھ حدیثوں میں سے

انتخاب کر کے سولہ برس کی محنت شاقہ اٹھا کر تصنیف فرمایا۔اب بخاری شریف میں نو ہزار بیاسی احادیث ہیں جو پوری احتیاط اور تدبر کے بعد منتخب کی گئیں۔آپ کے اُن شاگردوں کی تعداد نوے ہزار ہے جنہوں نے صحیح بخاری شریف آپ کے سامنے بیٹھ کر پڑھی۔امیر بخارا خالد بن احمد ذہلی نے اس بنا پر کہ آپ ان کے بیٹیوں کو دربار میں آ کر کیوں نہیں پڑھاتے۔شہر بدر کر دیا۔آپ نیشا پور آئے وہاں کے مکتب حاکم سے بھی نہ بنی تو ایک چھوٹے گاؤں خرتنگ میں بیٹھ کر درس حدیث دیتے رہے۔اسی گاؤں میں آپ کا مزار زیارت گاہ عام وخاص ہے۔مدتوں آپ کے مزار کی مٹی سے گلاب کی خوشبو آتی رہی آپ کی خوشبو آتی رہی آپ نے عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ ہی آپ کبھی اُمراء وسلاطین کے درباروں میں گئے۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:۔

شیخ الاسلام امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محمد، ابوعبداللہ کنیت اور فخر الدین لقب تھا۔اہل ہرات آپ کو شیخ السلام کے لقب سے یاد کرتے تھے۔اس ناچیز کو 1966ء میں ہرات میں آپ کی عظیم الشان مسجد جہاں آپ درس قرآن دیتے تھے کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

آپ حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد سے تھے۔آپ کے والد گرامی کا نام عمر کنیت ابوالقاسم اور لقب ضیاء الدین تھے۔آپ وقت کے عظیم عالم، ادیب، واعظ اور انشاء پرداز تھے۔آپ نے علم کلام اور علوم وفنون میں متعدد کتابیں لکھیں۔پچیس رمضان المبارک 548 ہجری کو آپ کی ولادت ہوئی۔ہوش سنبھالنے پر اپنے والد سے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔والد کی وفات کے بعد وقت کے مشہور عالم ''کمال سمعانی'' سے علم فقہ پڑھنا شروع کیا۔علم حکمت بھی حاصل کیا اور مجید جیلی سے علم حکمت کا درس لیا۔

ممکنہ علوم حاصل کر کے مختلف مقامات کی سیاحت اختیار کی۔ چونکہ دنیاوی طور پر انتہائی تنگ دست، مفلس و نادار تھے۔ اس لئے دوران سفر بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کی زندگی کا یہ دور بڑا ہی دردناک تھا۔

علم دوست تھے، علم کی لگن تھی ہر حرکات و سکنات میں علم ہی مقصد تھا پھر یہ وہ دور تھا کہ جب ان تمام اسلامی ممالک میں جیسے ماوراء النہر، سمرقند، بخارا، خجمندہ، خوارزم، ان میں علمی مباحث کا زور دار رواج تھا علمی مناظرے ہوتے اور ایک دوسرے کو نیچا دیکھانے کیلئے کچھ بھی کر گزرتے چونکہ آپ کے پائے کا کوئی بھی صاحب علم یا مناظر نہیں تھا۔ اس لئے لوگ آپ کے حاسد ہو جاتے آخر کار آپ واپس رے اپنے وطن آ گئے اور اب قدرتی طور پر آپ کی زندگی کا دور اچانک بدلا۔ رے میں ایک دولت مند طبیب تھے ان کی دو لڑکیاں دونوں کا رشتہ ازدواج امام صاحب کے دونوں لڑکوں سے ہو گیا۔ ان کی جملہ دولت اور جائیداد آپ کے ہاتھ آ گئی۔ پھر آپ ہرات میں آ گئے یہاں آپ شاہان وقت کے بھی مقبول نظر ہو گئے چنانچہ آپ نے علمی اور تصانیف کا کام شروع کیا۔ آپ نے تفسیر کبیر لکھی اور آپ کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی ایسا علم باقی نہیں رہا جس پر آپ نے کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔ کتابوں کے صرف نام ہی اگر لکھے جائیں تو دفتر درکار ہیں۔ علم کلام کا آپ سمندر تھے۔ دشمنان اسلام کا ایسا منہ بند کیا ہے کہ قیامت تک انہیں جرأت نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے مولانا رومی نے آپ کیلئے کہا ہے کہ

گر بہ استدلال کارے دیں بدے
فخر رازی راز دار دیں بدے

ترجمہ شعر ”اگر دین کو ثابت کرنا دلائل کا محتاج ہوتا تو امام رازی دین کے راز دار ہوتے۔

امام صاحب اگر چہ ساری زندگی فلسفی، متکلم اور فقیہہ رہے۔ لیکن عمر کا ایک حصہ گزار کر تصوف کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے عظیم صوفی، بزرگ اور ولی کامل حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اس گوشہ نشینی سے باہر آ لئے تو تفسیر کبیر لکھنے کا آغاز کیا۔ اور قرآن کریم کو تمام سعادتوں کا سر چشمہ جانا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے مختلف علوم نقلیہ عقلیہ پر کتب لکھیں۔ کام کیا ہے، مگر جو سعادت دینی اور دینوی قرآن کریم کی تفسیر لکھنے سے حاصل ہوتی ہے کسی سے نہیں ہوتی۔

آپ نے ہرات میں ہی تریسٹھ سال کی عمر میں 606 ہجری میں وصال فرمایا اور وہیں اپنے گھر کے احاطے میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ اگر چہ آپ دنیاوی زندگی میں ہر لحاظ سے فارغ البال تھے مگر دشمنان اسلام نے آپ کو سخت قسم کی ذہنی پریشانیوں میں دوچار رکھا تھا۔ مگر آپ کسی بات اور خطرے کی پرواہ کئے بغیر ایک منٹ بھی دین کی خدمت سے پیچھے نہیں ہٹے۔ اسی لئے تو حضرت علامہ اقبال نے کہا تھا۔

اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تاب رازی

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ:۔

نیشاپور کے قریب ایک قصبہ ہے جس کا نام ہارون ہے اسی قصبہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک برگزیدہ ہستی ''حضرت خواجہ محمد عثمان'' جو ہارون قصبہ کی نسبت سے ہارونی ''حضرت خواجہ عثمانی ہارونی'' کہلاتے تھے۔ اگر چہ اولیاء کرام مخلوق خدا کو عبادات و ریاضت سے اللہ والا بنا دیتے ہیں۔ مگر حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو اللہ تعالیٰ نے وہ کمال

عطا کیا تھا کہ اہل اللہ کی برسوں عبادتوں کے بعد ملنے والی منزل حق نما لمحوں میں طے کرا دیتے تھے۔ یہی وہ شخصیت اور اللہ کی محبت ہستی ہیں جنہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرماتے ہی فرمایا۔

ترا بہ خدا رسانیدم ومقبول حضرت اُو گردیم

یعنی میں نے آپ کو اللہ تک پہنچا دیا اور بارگاہ خداوندی کا مقبول بنا دیا۔ پھر آپ بیس سال مرشد کامل کے ساتھ خدمت میں رہے اور پھر حضور ﷺ نے خواجہ ہارونی کے مرید کو سلطان الہند بنا کر مدینہ پاک سے ہند روانہ کر دیا۔

شیخ مصلح الدین المعروف حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:۔

حضرت شیخ مصلح الدین المعروف شیخ سعدی شیرازی کی شخصیت سے کون واقف نہیں پوری دنیا میں آپ کو علم وعرفان، آپ کی نصیحت آموز کہانیوں آپ کے زہد و تقویٰ، آپ کی بلند پایا شاعری کی وجہ سے ہر نسل، ہر قوم اور ہر ملک میں آپ کی جان پہچان ہے۔ دنیا کے ہر ملک میں آپ کی کتابیں وہیں کی زبان میں موجود ہیں۔ اور ہر لائبریری میں ملتی ہیں۔ خاص طور پر آپ کی گلستان بوستان۔

آپ 1333ء بمطابق 589 ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی عبداللہ شیرازی بہت بڑے عالم، متقی اور پرہیز گار شب بیدار بزرگ تھے۔ آپ نے اپنے والد گرامی ہی سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ والد نیک بخت کی اچھی صحبت کا ہی اثر تھا کہ آپ بچپن ہی سے صوم وصلوت کے پابند تھے خاص طور پر تلاوت کلام پاک کا بے حد شوق تھا۔

والد گرامی کی زندگی نے ساتھ نہ دیا تو باقی تعلیم وتربیت کا سلسلہ آپ کی والدہ محترمہ نے بہ احسن طریقہ سرانجام دیا۔ حضرت شیخ سعدی کی باتوں اور اقوال سے ایک لفظ بھی لیا جائے تو دفتروں کے دفتر درکار ہیں آپ نے دارالعلم شیزاز سے فراغت

حاصل کر کے نظامیہ بغداد میں داخلہ لیا اور پورے نظامیہ میں آپ کی ذہانت علمی کا ایسا شہرہ ہوا کہ آپ کی تقریر و تحریر اور جوش بیانی پر بڑے بڑے طلباء و علماء رشک کرتے تھے۔ یہ نظامیہ وہ مدرسہ ہے جہاں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عراق عبد القادر سہروردی، استاذ الائمہ ابو حامد عماد الدین موصلی بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ نے ابن جوزی سے حدیث اور تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔

اس عظیم الشان مدرسہ سے علوم کی تکمیل کے بعد آپ نے قطب ربانی شہباز الامکانی حضرت شیخ سید شاہ عبد القادر جیلانی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ سے علم تصوف، طریقت و معرفت کی منزلیں طے کیں۔ آپ فرماتے ہیں انسان کو جتنی محبت اور وابستگی دنیاوی رزق اور دولت سے ہے اگر اتنی ہی رزق دینے اور دولت دینے والے سے ہو جاتی تو اس کا مقام فرشتوں سے بھی بڑھ کر ہوتا۔

اولاد کی نیک اور اچھی تربیت کے متعلق شیخ سعدی نے فرمایا کہ جب اولاد دس برس سے زیادہ ہو جائے تو اس کو نامحرموں اور ایرے غیروں میں نہ بیٹھنے دیا جائے اولاد کے اچھے اخلاص سے والدین کا نام اچھے لفظوں میں باقی رہتا ہے۔ اولاد سے زیادہ لاڈ پیار بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔ اولاد کے دل میں استادوں کا احترام اور ان کی سختی برداشت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ بچے کی ضروریات ایسے طریقے سے پوری کرنی چاہیے کہ اس کا کسی اور طرف دھیان نہ رہے۔ آغاز تعلیم میں بچے کو شاباش دیں اور اس کی تعریف کر دینی چاہیے۔ لیکن جب وہ اس طرف راغب ہونے لگیں تو ان کی فلاح و تربیت کے لئے ان پر سختی بھی کرنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا بچوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ دستکاری بھی سکھانی چاہیے۔ تاکہ بوقت ضرورت وہ کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرے۔

آپ نے دیوان غزلیات تین جلدوں میں لکھی۔ مجموعہ قطعات رُباعیات، قصائد

عربی و فارسی، تاریخ صباسیتہ تاریخ بغداد آٹھ جلدوں میں، جزائر افریقہ چار جلدوں میں، تصوف میں مسائل۔ مگر آج بہت کم حضرات ہیں جنہیں آپ کی یہ کاوشیں یاد ہوں کیونکہ آپ کی تصنیف گلستان بوستان اور کریما، پندو نصائح۔ حمد و نعت اور محبت الٰہی اور عشق رسول ﷺ پر مبنی وہ کتابیں ہیں جن کے مقابلے میں بڑی بڑی تصانیف پردے میں چلی گئیں اور ان سب سے بھی یہ رباعی سبقت لے گئی۔

بلغ العلی بکمالہ

کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلو علیہ والہ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی ایک حجرہ بنوایا تھا اور باقی زندگی کا وقت وہیں گزارا بڑے بڑے شاہان وقت امراء اور علم و عرفان کے پیاسے آتے اور فیض یاب ہوتے 690 ہجری یا 691 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

آپ کا مزار پر انوار دامن کوہ میں ایک بڑی شاندار عمارت میں ہے اس مقام کا نام سعدیہ ہے۔ اہل شیراز ہفتہ میں ایک دن لازمی طور پر آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کیلئے حاضری دیتے ہیں۔ اسی طرح دنیا بھر سے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔

حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:۔

یہ زمانہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ جن کے علم و عرفان اور ولائت کا عام شہرہ تھا اور ایک عالم ان کے فیض سے استفادہ حاصل کر رہا تھا بادشاہوں میں التمشی دور تھا کہ حضرت امیر سیف الدین کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا والدین نے اس

کا نام ابوالحسن رکھا۔ جو امیر خسرو کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کی تاریخ ولادت 651 ہجری ہے۔

امیر سیف الدین خود طریقت کا ذوق رکھتے تھے۔ اولیاء کرام، درویشوں اور صوفیاء کے عقیدت مند تھے۔ اپنے گھر کے قریب ایک مجذوب ولی اللہ کے خدمت میں بچے کو پیش کیا۔ انہوں نے بچے کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا اس بچے کی پیشانی پر نظر آرہا ہے کہ وقت آنے پر اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑے گا۔

امیر سیف الدین اپنے بڑے بیٹے عزالدین کو لے کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے تیار ہوئے کہ خود بھی اور بیٹے کو بھی بیعت کروا دیں۔ خسرو صاحب نے بڑی ضد کی اور ساتھ ہو لئے۔ جب آستانہ محبوب الٰہی پر پہنچے تو باہر بیٹھ گئے کہ میں تو اندر نہیں جاؤں گا اگر ان میں کوئی نور ہوا تو خود ہی بلا لیں گے اور اگرچہ آپ اُس وقت کمسن تھے مگر چند شعر کہے اور دل میں رکھے جن کا مفہوم یہ تھا۔

تو ایسا بادشاہ ہے کہ اگر تیرے محل میں کوئی کبوتر آ کر بیٹھ جائے تو وہ باز بن جائے بس ایک غریب حاجت مند تیرے در پر آیا ہے تو پسند کرے تو وہ اندر آئے ورنہ واپس چلا جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت محبوب الٰہی کا ایک خادم باہر آیا اور آواز دی کہ ترک زادہ ابوالحسن ہے۔ آپ نے جواب دیا ہاں میں ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت صاحب نے حکم دیا کہ میں آپ کو چند اشعار سناؤں جن کا مطلب یہ تھا۔

حقیقت کا مرد میدان اندر چلا آئے تا کہ ہمارے ساتھ کچھ دیر ہمراز بن جائے اور اگر آنے والا ناسمجھ اور نادان ہے تو جیسے آیا ہے ویسے ہی واپس چلا جائے۔ یہ سن کر خسرو صاحب کے دل کی کیفیت دیوانگی میں بدل گئی اور حضور کے خادم خاص کے پیچھے پیچھے غلاموں کی طرح حاضر خدمت ہوئے آپ نے بلایا تو قدموں میں گر گئے آپ نے قریب کیا اور بیعت کر لیا پھر کیا تھا۔

کیا نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی نے اس اپنے مرید کو اتنا نوازا کہ آپ نے فرمایا کہ کل قیامت میں اللہ نے اگر مجھ سے فرمایا کہ محبوب الٰہی ہمارے لئے کیا لائے ہو تو عرض کروں گا ''امیر خسرو''۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے وصال کے بعد حضرت امیر خسرو آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکے اور اسی غم میں ہر وقت گریاں اور نالاں رہتے تھے۔ کہ 17 شوال 725 ہجری میں آپ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے اور آپ کو حضرت خواجہ کے قدموں میں جگہ دی گئی۔ قیامت تک ادیب، شعراء اور اہل اللہ آپ کی تعلیمات سے خوشہ چینی کرتے رہیں گے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:۔

حضرت علیؓ کا فرمان ہے جو لوگ تجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں ان سے علم حاصل کرو اور جو نادان ہوں ان کو اپنا علم سکھاؤ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی پوری زندگی حضرت علیؓ کے مذکورہ قول کی آئینہ دار ہے۔

آپ تو ویسے بھی ایسی ہستی کے چشم و چراغ تھے جو خود بھی ایک عظیم ولی اللہ اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے معتبر عالم اور دینی امور میں معتمد ہستی تھے ان کے بیٹے حضرت شاہ عبداللہ العزیز محدث دہلوی پچیس رمضان المبارک 1159 ہجری میں پیدا ہوئے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو خلفاء مولانا محمد عاشق حسین اور مولانا خواجہ امین اللہ کو اپنے بیٹے شاہ عبدالعزیز کی تعلیم و تربیت کیلئے مامور فرمایا۔ دونوں اساتذہ نے

اپنے پیرزادہ کی اس خلوص اور محبت سے علمی خدمت کی کہ آپ نے صرف دو سال میں عربی کے مختلف علوم وفنون میں کمال حاصل کرلیا۔ آپ جہاں کہیں علم کا ماحول پاتے پہنچ جاتے۔ جامع مسجد دہلی کے دروازے پر فارسی کے قصہ گو آکر اپنے مجمعے لگاتے جن کو لوگ سننے کیلئے جمع ہوتے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز یہاں بھی باقاعدہ آتے اور فارسی قصہ گوؤں کو باتیں سنتے یہاں تک کہ آپ کو فارسی کی زبردست لسانی قدرت حاصل ہوگئی۔ آپ نے اپنے والد صاحب کی ایک مرید خاتون ''لاڈلی خانم'' جو کہ فارسی قصہ گوئی میں وحید العصر تھیں ان سے بھی آپ نے فارسی زبان میں مہارت حاصل کی۔

آپ کے زمانہ میں مشہور شعراء میر تقی میر، میر درد، سودا خان آرزو اور مظہر خاں جاناں آپ نے ان سے بھی اردو زبان کا کمال حاصل کیا۔ خصوصاً آپ نے میر درد کی بڑی تعریف کی ہے۔ آپ خود اس قدر ذہین اور حافظے کے مضبوط تھے کہ جو بات ایک دفعہ سن لیتے زندگی بھر نہیں بھولے۔ آپ نے اپنے والد گرامی سے جو پڑھا سنا زندگی بھر نہ بھولے۔ آپ نے تیرہ سال کی کم عمری میں منطق، فلسفہ، اصول فقہ، صرف ونحو، علم ہیئت، ہندسہ اور ریاضی میں دسترس حاصل کرلی تھی۔

آپ کو اللہ نے جتنا علم دیا اس سے کہیں زیادہ خودداری اور ہر حال میں رضائے الٰہی پر راضی رہنے کا حوصلہ، صبر اور ہمت دی تھی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ سامنے سے شہزادہ ولی عہد کی سواری ہاتھی پر آرہی تھی۔ لوگ ہٹو بچو کی صدائیں بلند کررہے تھے کہ شہزادے کی نظر حضرت شاہ صاحب پر پڑھی وہ سواری سے اتر کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہزار کوشش کی کہ حضور ساتھ تشریف لے چلیں مگر آپ کو تو غریب طلباء سے محبت ان کو پڑھانا ان کی تربیت میں مصروف رہنے سے فرصت نہ تھی ان کی نظر میں شاہی دعوتیں، شاہی محل اور امراء وزراء کی کوئی دلچسپی نہ تھی۔

آپ دارالعلوم میں صدر مدرس کی حیثیت سے علمی فرائض سرانجام دیتے تھے۔ مشاہرہ انتہائی معمولی تھا کہ اکثر گھر میں فاقہ کشی رہتی۔ ایک دفعہ آپ کا ایک امیر دولت مند مرید حاضر ہوا اور گھر کی حالت پر اظہار افسوس کر کے کچھ نظرانہ پیش کرنے لگا۔ آپ نے پہلے تو انکار کیا پھر فرمایا میرے گھر کی حالت آپ کو کس نے بتلائی ہے۔ اس نے عرض کیا حضور ایسے ہی پتہ چلا تھا فرمایا جب تک یہ نہ بتلاؤ گے کہ کس نے آپ کو میرے گھر کی خبر دی میں تم سے کلام نہیں کروں گا۔ مجبوراً انہوں نے کہا کہ آپ کے گھر کی خادمہ سے پتہ چلا۔ آپ کو افسوس ہوا اور خادمہ کو فرمایا کہ میں تو اللہ کی رضا پر راضی ہوں دنیا کی سہولتوں کے لئے تو یہ علم نہیں پڑھتا تم آج سے میرے گھر کی خدمت سے فارغ ہو۔ کیونکہ تم نے میرے اور اللہ کے درمیان کی حالت میں دخل اندازی کی ہے اور میں میرے بچے اسی پر راضی ہیں جس پر میرا اللہ۔

آپ مسائل کو اس طرح حل کر دیتے کہ دنیا حیران رہ جاتی ایک طوائف انتقال کر گئیں۔ کچھ لوگ کہنے لگے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے بدکار تھی۔ کچھ نے کہا کہ نہیں پڑھنا چاہیے بات پورے شہر میں بدمزگی تک پہنچ گئی تھی کہ لوگ حضرت شاہ صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا کریں آپ نے فرمایا جو لوگ ان طوائفوں کے کوٹھے آباد کرتے ہیں وہ تو شریف زادے رہتے ہیں اور ان کے جنازے پڑھے جاتے ہیں تو پھر طوائف کے اندر کون سا ان سے بڑا گناہ ہے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ چنانچہ جنازے کا حکم دے دیا۔ آپ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا۔ بڑا پریشان حال تھا۔ عرض کیا حضور میں سفر میں گیا تھا اور بیوی کو کہا تھا کہ اگر میرے بعد اپنے والد کے گھر گئی میری اجازت کے بغیر تو تجھے میری طرف سے

طلاق ۔حضور اس کا والد فوت ہو گیا چنانچہ میری بیوی والد کے گھر چلی گئی ۔اب میں کیا کروں ۔میرا گھر برباد ہو جائے گا۔آپ نے فرمایا تو نے اتنی حماقت ہی کیوں کی جب وہ انتہائی شرم سار ہوا تو فرمایا جاؤ مٹھائی لاؤ۔وہ خوش ہوا آپ نے فرمایا تم نے کہا تھا کہ وہ میری اجازت کے بغیر اپنے والد کے گھر گئی تو طلاق ہے فرمایا وہ والد کے مرنے کے بعد گئی ہے جب والد فوت ہو گیا اب وہ گھر والد کا ہے ہی نہیں اب تو وہ اس کے وارثوں کا مکان ہے۔

آپ علم اور دین کی خدمت فرماتے ہوئے نواسی سال کی عمر میں شوال 1239ھ ہجری میں اللہ سے واصل ہو گئے آپ اس قدر مقبول عوام وخواص تھے کہ آپ کی نماز جنازہ پچپن مرتبہ پڑھائی گئی ۔اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتوں سے آپ کو نوازے۔آمین۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جمعہ کا خطبہ

آپ عربی النسل ہیں۔آپ کے دادا شیخ کمالالدین علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ سے قرآن و سنت اور محبت رسول ﷺ کی اشاعت و فروغ کیلئے ایران، عراق، افغانستان کے مختلف شہروں کو شریعت وطریقت سے فیض یاب فرماتے ہوئے تقریباً 525 ہجری کے لگ بھگ سرزمین قبۃ الاسلام (ملتان) تشریف فرما ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب ہاشم بن عبدالمناف (قریشی) تک جاملتا ہے۔

نبی پاک ﷺ کی محبت سے اولیاء کرام کے سینے کس طرح معمور ہوتے ہیں کہ وطن مالوف، گھربار، رشتہ داروں اور اپنے آبائی آرام وسکون کو ترک فرما کر نوراسلام سے کفر اور گمراہی کے دلدل میں پھنسی انسانیت کو نکالنے کیلئے ہزار ہا مصائب و مشکلات کو جھیلتے ہزاروں لاکھوں میلوں کی مسافت طے کر کے دور دراز ملکوں میں پہنچ جاتے۔ یہ ان مقدس ہستیوں کی ایمانی اور محبت رسول ﷺ کی طاقت تھی۔

حضرت علامہ اقبال کا ارشاد ہے کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اسلام انہیں اولیاء امت اور علماء حق کی مساعیٔ جمیلہ سے کائنات عالم میں پھیلا۔

حضرات! اولیاء کرام میں سے بنگال میں دو صحابہ کرام کابل میں ایک صحابی لیبیا کے ساحل سمندر کے شہر درنا میں 40 صحابہ کرام کے مزار، عراق، اردن، فلسطین، شام، ترکی، ایران اور ہندوستان، افریقہ تک حضور اکرم ﷺ کے عشق پہنچے۔ اور دین کی شمع کو روشن کیا۔ حضرت میراں حسین زنجانی، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت خواجہء خواجگان، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم یہ وہ بزرگ و برتر شخصیات ہیں جن کی نظر کیمیا نے نہ صرف کفار و مشرکین کو کلمہ پڑھایا۔ بلکہ بڑے بڑے اولیاء کی جماعتیں تیار کر دیں۔ جن کی صحبت اور تربیت سے لاکھوں لوگ کلمہ طیبہ پڑھ کر حق بگوش اسلام ہو گئے۔

دین اسلام اور محبت رسول کے فروغ کا اتنا مقدس اور اللہ کے نزدیک مقبول کام ہے کہ حضرت شیخ کمالالدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ مکہ شریف سے ہجرت فرما کر قبۃ السلام ہندوستان کی سرزمین ملتان شریف میں تشریف فرما ہو گئے اور دین اسلام اور عشق رسول ﷺ کی محفلیں گرم کر دیں۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی حضرت شیخکمال الدین شاہ مکی ثم ملتانی کے پوتے اور حضرت مولانا وجیہہ الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ اولیاء کرام میں سے ایک ایک کے ایسے سبق آموز اور ایمان افروز حالات زندگی ہیں کہ ہر ایک کو پڑھتے ہوئے اور لکھتے ہوئے جی نہیں بھرتا۔ یہاں صرف حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے ذکر پاک سے ایمان کو تازگی بخشنا مقصود ہے۔ لہٰذا ان کے حالات و پاکیزہ زندگی اور کرامات و علملدنی کے ذکر سے پہلے ایک دو باتیں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلی تو یہ کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی علم و عمل، دنیاوی وجاہت اور سخاوت کے لحاظ سے اتنی جامع ہے کہ آپ کے اوصاف پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کوئی آفاقی شخصیت تھی مگر آپ کی اپنی کوئی تصنیف

نہیں۔اس کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ خود اور اپنے حلقہ مریدین و معتقدین میں عشق رسول ﷺ اور دین اسلام کا عملی نمونہ بننے کا دور دورہ اور فکر رہتی تھی۔ نیز راہ حق سے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لانے کیلئے آپ ہمہ وقت مصروفیت رہتے تھے۔

مثلاً آپ کا ایک مرید جس کا نام سلیمان تھا۔ بڑا متقی پرہیزگار اور آپ کی صحبت کے اثر سے بہت ہی سچا اور نمازی تھا۔ایک روز یہ صاحب نماز پڑھ رہے تھے کہ اتفاق سے حضرت شیخ وہاں موجود تھے۔ جب اُس نے نماز پڑھ لی تو اس کو بلا کر فرمایا کہ نماز میں دونوں قدموں کا فاصلہ سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ جو آپ کا نہیں تھا۔ اس کو بتلایا اور تین مرتبہ اس کو نماز پڑھائی۔ آخر کار فرمایا کہ تم اُچ شریف چلے جاؤ جو ملتان سے جنوب مغرب میں بہاولپور اور مظفر گڑھ سے آگے ہے اور دونوں راستوں پر جایا جا سکتا ہے اور وہاں جا کر دینی علم حاصل کرو تا کہ تمہاری یہ بظاہر معمولی اور در حقیقت بڑی بڑی غلطیاں دور ہو جائیں۔ نیز آپ کا درس و تدریس کا سلسلہ اس وقت عالمی سطح کا ہو گیا تھا۔ جہاں پوری دنیا سے خصوصاً عرب کے طلباء آکر علم حاصل کرتے تھے ان کی طرف توجہ اپنی تجارت و زراعت اور تحائف آنے کی کثرت پھر جیسے ہی دولت آتی ویسے ہی مستحقین میں سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے تقسیم کرنا تو پھر تصنیف و تالیف کا وقت کہاں ملتا۔

لیکن اصل وجہ ناچیز کی رائے میں یہ تھی کہ قرآن نے اولیاء کرام کی صفات اور ان کے مقامات بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ یعنی ان کی اچھی شہرت۔ علماء فرماتے ہیں کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فاذکرونی اذکرکم

ترجمہ قرآنی ''تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا''۔

لہٰذا ان کی دنیا میں بشارت یہ ہے کہ وہ اللہ کے کا مکریں اور دنیا میں ان کا نیکی کے ساتھ شہرہ ہو اور وہ اللہ کا ذکر کرنے میں مصروف رہیں۔

اللہ ان کا دنیا میں اور آخرت میں ذکر کرتا ہے۔ مفسرین تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب بندہ میرا ذکر اکیلے اور تنہائی میں کرتا ہے تو میں بھی اسی طرح اس کا ذکر کرتا ہوں اور جب بندہ انسانوں کی محفل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر طریقہ پر فرشتوں میں ملاء الاعلیٰ میں کرتا ہوں۔

لہٰذا شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کو تالیف وتصنیف میں قدرتی طور پر توجہ نہ تھی۔ البتہ ایک قلمی نسخہ جو اوراد و وظائف پر مشتمل ہے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مجمع الاخبار کے حوالے سے آپ کے ارشادات لکھے ہیں۔

اب اس کے بعد یہ کتنی ایمان افروز بات ہے کہ آپ کا تذکرہ جو سفینۃ الاولیاء، آئین اکبری، اخبار سہروردیہ، خزینۃ الاصفیاء، تاریخ فرشتہ، انوار غوثیہ قلمی خلاصۃ العارفین، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی از قلم رئیس بدایونی اور شیخ الکبیر، پروفیسر محمد شفیع، حضرت بابا، فریدالدین گنج شکر، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی اور دیگر شہرہ آفاق بزرگان دین کے حوالے سے نیز موجودہ زمانے کی تحریروں کے حوالے سے جو ملتا ہے اس میں سرمو فرق نظر نہیں آتا۔ یہ بھی آپ کی ایک کرامت اور اعلیٰ و بلند مقام کی طرف اشارہ ہے وہ اللہ کا ذکر کرتے رہے۔ اللہ نے دنیا والون کو ان کے ذکر و بیان میں لگا دیا ہے اور یہ بشارت وخوشخبری کا حصہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔

لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔

چنانچہ جس طرح اشاعت دین کی خاطر حضرت مولانا شیخ کمال الدین علی شاہ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر ایران کے شہروں میں تشریف لائے۔ اسی طرح مولانا حسام

الدین ترمذی جو اپنے وقت کے عظیم عالم دین، مفتی اور ولی اللہ تھے اشاعت اسلام، شریعت وطریقت کے درس و تدریس میں افغانستان وایران کے علاقوں میں مصروف عمل تھے کہ تاتاریوں کے فتنے سے مجبور ہو کر سلطان محمود کے مفتوحہ علاقہ ملتان اور نواح میں آکر سکونت پذیر ہو گئے مگر شیخ کمال الدین علی شاہ آپ سے پہلے ہی ملتان کے علاقے میں آچکے تھے اور یہ بھی کتابوں سے ملتا ہے کہ اگرچہ ملتان اور اس کے گردو نواح میں کثیر تعداد میں علماء ومشائخ دین متین کی اشاعت میں وقت دے رہے تھے۔ اس کے باوجود بزرگان دین کا رجحان ملتان کی طرف تھا۔ وجہ ظاہر ہے کہ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور بعد میں حضرت سلطان محمود غزنوی کی کوششوں سے سندھ اور ملتان تک اسلام کا دور دورہ عروج پر تھا۔ انہی دنوں حضرت شیخ کمال الدین علی شاہ کے صاجبزادے حضرت مولانا وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے والد گرامی علم وعمل کا مکمل نمونہ تھے۔ شاگردوں اور مریدین کا ایک مجمع ہر وقت آپ کے حلقہ میں شریعت و طریقت کے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہتے تھے۔ اسی سلسلہ میں آپ اکثر سفر پر رہتے۔ اس زمانے میں ملتان کے مضافات میں ایک قصبہ ہامہ تھا۔ وہیں حضرت مولانا حسام الدین کی صاجبزادی بی بی فاطمہ سے نکاح ہوا کچھ عرصہ یہاں رہنے کے بعد آپ ملتان کے ایک دوسرے مضافاتی شہر کوٹ کروڑ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اور اسی جگہ کوٹ کروڑ میں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کا سن ولادت مرور زمانہ کی وجہ سے اوپر ذکر کی گئی کتابوں کے حوالے سے قدر مختلف بیان کی گئی ہیں۔ 565 ہجری یا 578 ہجری۔ مگر جائے ولادت سب نے کوٹ کروڑ ہی لکھی ہے۔

حضرت شیخ زکریا ملتانی مادرزاد ولی اللہ تھے۔ اس لئے آپ کی شہرت علم وعمل کی دنیا تک پہنچنے سے پہلے ہی زبان زدِ خلائق ہو چکی تھی۔ آپ کے والد گرامی حضرت

مولانا وجیہہ الدین محمد جب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے جو آپ کا محبوب مشغلہ تھا تو حضرت شیخ بہاز الدین زکریا جو شیر خوارگی کی عمر میں تھے۔ دودھ پینا چھوڑ کر پوری توجہ سے سننا شروع کر دیتے۔ اس کیفیت سے گھر والے سمجھ گئے کہ بچہ عام بچہ نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خاص برگزیدہ ہستی ہے۔

گذشتہ کئی سالوں سے راقم کو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے سالانہ عرس مبارک پر جو محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر اہتمام بڑی دھوم دھام سے ملتان میں آپ کے مزار مبارک پر منعقد ہوتا ہے۔ سابق گورنر مرحوم مخدوم سجاد حسین قریشی کی دعوت پر حاضر ہونے کا موقع ملتا رہا۔ (جب ناچیز پاکستان میں ہو)۔

اگرچہ اب بھی دعوت ہر سال آجاتی ہے اور مولانا قاری عبدالغفار صاحب پورا رابطہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگر پاکستان میں ہوں تو حاضری ضرور ہو جاتی ہے۔

عرس مبارک کی کئی نشستیں ہوتی ہیں ناچیز کی حاضری خاص طور پر ''محفل قرأت'' میں ہوتی۔ میں سوچتا تھا کہ حضرت صاحب کے عرس پر قوالی اور علماء کرام کے خطابات ہوتے ہیں۔ یہ محفل قرأت کس نسبت سے ہے اور دوسرے حد نگاہ تک سندھی خواتین وحضرات نے درویشانہ زمین پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔

چنانچہ جب میں نے آپ کے حالات پڑھے تو پتہ چلا کہ آپ نے پانچ سے سات سال کی عمر میں ہی مکمل قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور حفظ کے بعد آپ نے ساتوں قرأتوں میں تلاوت کلام پاک کا علم بھی حاصل کر لیا اور انتہائی خوش آوازی سے تلاوت فرماتے تھے۔ اور اسی چھوٹی عمر میں آپ ''قاری'' مشہور ہو گئے۔ چنانچہ اسی آپ کی یاد کو تازہ کرنے کیلئے محفل قرأت آپ کے عرس مبارک کا ایک حصہ ہے۔ اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے۔ پھر میں اس تجسس میں تھا کہ اس عرس مبارک پر ملتان اور سندھ کے امیر وغریب خواتین وحضرات، بچے، بوڑھے اس خاص انداز سے انتہائی

عجز وانکساری سے در بوں صفحوں کو چھوڑ کر زمین پر گرد آلود حالات میں خوش ہیں اس کی ضرور کوئی خاص بات ہوگی۔

چنانچہ آپ کے حالات زندگی سے پتہ چلا کہ یہ بھی وُپ کی زندگی کے دو حالات کی یاد تازہ کرتی ہے۔ خاص طور پر وقفے وقفے سے ایک خاص نعرہ بلند کرتے ہیں اور یہ بھی علم ہوا کہ ان میں اکثر لوگ ملاح یا دریائی کناروں پر رہنے والے حضرات ہیں۔

جب آپ ملتان سے حصول علم اور روحانیت وطریقت کی تربیت حاصل کرنے بلخ، بخارہ، مکہ شریف اور مدینہ شریف اور مدینہ پاک کی کئی سال کی حاضری وسیاحت کے بعد واپس ملتان تشریف لائے۔ ایک روز آپ تشریف فرما ہیں کہ دریائے چناب میں ایک کشتی گرداب میں پھنس گئی۔ بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی کہ حضرت شیخ نے اپنی خداداد روحانی طاقت سے کشتی کو بچا لیا۔ تو دوسری طرف ایک جہاز عدن کی بندرگاہ کی طرف آ رہا تھا کہ طوفان باد باراں میں گھر گیا۔ تمام سوار خوف زدہ دعائیں مانگ رہے ہیں۔ کچھ سلسلے والے حضرات یہ بھی پکار رہے ہیں۔

اعینو نی یا عباد اللہ

''اے اللہ کے خاص بندو میری مدد کرو''۔

بہر حال جہاز خطرے سے دوچار تھا۔

حضرت شیخ زکریا ملتانی کے ایک مرید خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی جو جواہرات کے تاجر بھی تھے۔ اسی جہاز میں سوار تھے۔ آپ نے تمام مسافروں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ اگر ہمارا جہاز بہ خیر و عافیت کنارے لگ جاتا ہے تو ہم اپنے مال واسباب کا تیسرا حصہ اللہ کے لئے پیش کر دیں گے۔ تمام مسافروں نے اس حال میں خواجہ کمال الدین کی یہ بات بہ خوشی قبول کی ادھر خواجہ کمال الدین سر سجدہ میں رکھ کر دعا کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ جہاز اگر عدن کی بندرگاہ کے بھی قریب تھا تو اس کا اور ملتان شریف

کا ہزار ہا میلوں کا فاصلہ ہے۔ جہاں حضرت شیخ تشریف فرما تھے۔ خواجہ کمال الدین اور جہاز کے تمام مسافر کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے جہاز میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کو سجدہ میں دیکھا کہ رو رو کر اللہ سے جہاز کی خیریت کی دعا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہمیں فکر و بدہواسی میں کچھ پتہ نہیں چلا کہ جہاز بخیریت ساحل پر آ گیا۔

پہلے غرق ہونے کا خوف اور اب اچانک جہاز کو کنارے پر دیکھ کر عجیب حیرانگی اور کشمکش کی حالت میں تھے۔ جب ذرا ہوش سنبھلے تو شیخ جہاز پر نظر نہیں آئے واپس تشریف لے جا چکے تھے۔

حسب وعدہ تمام تاجروں نے اپنے اپنے مال کا تیسرا حصہ حضرت خواجہ کمال الدین کی خدمت میں پیش کر دیا اور آپ نے سب کچھ ملا کر کوئی ستر لاکھ روپے کی یہ رقم حضرت خواجہ فخر الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر کے فرمایا۔ کہ جائیں ملتان میں حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کر دیں۔ جب یہ تحائف شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی خدمت میں رکھے تو آپ نے قبول فرما کر ملتان کے فقراء نادار اور بیواؤں کو بلایا اور تمام کی تمام رقم مستحقین میں تقسیم کر کے ہی اٹھے جب خواجہ فخر الدین گیلانی نے یہ ماجرا دیکھا تو نہ صرف حیران ہوئے بلکہ ان پر حضرت شیخ کی اس سخاوت کا ایسا اثر ہوا کہ آپ نے بھی اپنا سارا مال و متاع غرباء میں تقسیم کر دیا اور خود حضرت کی خدمت میں آپ کی غلامی اختیار کر کے راہ فقر و درویشی میں لیل و نہار گزارنا شروع کر دیئے۔ حضرت گیلانی صاحب نے آپ کی بیعت میں کئی سال گزار دیئے۔ اور طریقت کی منزلیں طے کیں۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا نے آپ کو حج پر جانے کی اجازت فرمائی۔ راستے میں ہی آپ رحلت فرما گئے۔

حضرت شیخ زکریا ملتانی کی کرامات

آپ کی کرامات اور سخاوت کا چرچا ملتان اور پورے علاقے میں روز روشن کی طرح

عام ہو گیا۔ آپ تشریف فرما ہیں کہ لوگ لٹی پٹی حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضور دریائے چناب میں اس قدر شدید سیلاب آ گیا ہے کہ ہر چیز کو بہا کر اپنے ساتھ لے جا رہا ہے اور یہ سیلاب بڑھتا جا رہا ہے۔ جس سے ہمارے گھر مویشی اور بال بچہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ دعا فرمائیں کہ اس طوفان سے نجات مل جائے۔ آپ سن کر زار و قطار روئے اور سجدہ ریز ہو کر اللہ سے دعا کی اور لوگوں کو اپنا کوزا (لوٹا) عنایت فرما دیا کہ اس کو جا کر دریا میں ڈال دو سارا پانی اس میں آ جائے گا۔ سبحان اللہ

اسی سے مثل مشہور ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کرنا۔ چنانچہ لوگوں نے جب آپ کا کوزا دریا میں ڈالا تو دریا کی بپھری ہوئی موجیں اور میلوں پھیلا ہوا پانی کوزے میں بند ہو گیا اور سیلاب کا نام و نشان ختم ہو گیا۔

یہ حسن اتفاق ہے کہ آپ کی کرامتوں اور دعاؤں کی مقبولیت کا اظہار پے در پے دریا کے کنارے رہنے والے ملاحوں جو سندھ تک پھیلتا چلا گیا ہے کہ مصیبتوں اور بلاؤں کو ٹالنے کیلئے ہوا۔ لہٰذا صدیوں گزر گئیں اور یہ لوگ نسلاً بعد نسل آپ کے احسانات بھولے نہیں اور ہر سال مع اپنے اہل و عیال حضرت شیخ الاسلام کے عرس مبارک پر حاضری دیتے اور اپنی عقیدت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہیں اور وہ جو نعرہ ہے وہ یہ ہے۔ دم بہاؤ الحق۔

یہ چند مذکورہ سطور میری چشم دید تھیں۔ جن کے ذکر سے یقیناً میری سعادت ہے۔ بات ہو رہی تھی کہ ملتان کے مضافات میں قصبہ کوٹ کروڑ میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی ولادت ہوئی اور آپ شیر خوارگی کی حالت میں تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا وجیہ الدین محمد قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آپ دودھ پینا چھوڑ کر پوری توجہ سے قرآن پاک کی تلاوت سنتے اور گھر والے حیران بھی ہوتے اور اپنے بیٹے کی سعادت مندی پر خوش بھی ہوتے۔

جب آپ ابتدائی تعلیم کیلئے مکتب میں جاتے تو آپ سے عجیب وغریب خرق عادت باتیں ظہور میں آتیں چنانچہ ایک موقع پر کسی کے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا۔ کہ جب عالم ارواح میں اللہ نے روحوں سے کہا کہ "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ارواح نے جو ماننے والی تھیں نے کہا۔ "بلی" ہاں یعنی تو ہمارا رب ہے۔ یہ سب کچھ میرے سامنے ہوا اور میں جانتا ہوں جیسے کہ عرض کیا گیا کہ سات سال کی عمر میں آپ نے مکمل قرآن حفظ کیا اور ساتوں قرأتوں کے علم کو سیکھا۔ اسی لئے آپ "قاری" مشہور ہو گئے اور خوب خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ بالکل ابتدائی زمانہ ہے۔ ابھی آپ بارہ سال کے ہوئے تو والد گرامی حضرت مولانا وجیہ الدین محمد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ ادھر آپ کا حافظہ جو خداداد تھا۔ اور اسی لئے تھا کہ آپ مخلوق خدا میں کوئی عام آدمی نہ تھے۔ جو بات، واقعہ یا کوئی علمی نقطہ سامنے آتا۔ آپ ذہن میں ہمیشہ کیلئے اس کو محفوظ کر لیتے۔ لہٰذا شفقت پدری سے محروم ہونے کے باوجود شریعت وطریقت کے حصول کے لئے بے چین تھے۔ چنانچہ آپ نے اس وقت کے مرکز علمی خراسان اور بخارا کا رخ فرمایا۔ یہاں سات سال تک آپ نے کہنہ مشق شرعی علماء و اساتذہ سے فیض حاصل کیا اور ساتھ ہی ساتھ باطنی علوم، مجاہدے، مراقبے اور مقاشفوں میں کمال حاصل کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے کمالات علمیہ اور کرامات روحانیہ کا چرچہ علاقے میں دور دور تک زبان زد خلائق ہو گیا لیکن آپ کے حصول کمالات دینی و دنیاوی کا ظرف اتنا چھوٹا تو نہ تھا کہ اسی پر قناعت کرتا یا آپ کی منزل ارتقاء یہاں تک ہی تھی۔ مشہور ہے کہ "ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"۔ آپ حج کے لئے روانہ ہوئے اور پھر مسلسل پانچ برس روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جھاروکش اور مجاور و خادم کی حیثیت سے حاضر رہے نہ جانے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار سے کیسے کیسے علمی اور

روحانی فیوض و برکات حاصل کیے ہوں گے۔ اس وقت کے عظیم محدث حضرت مولانا شیخ کمال الدین محمد دیمنی سے جو تقریباً آدھی صدی سے روضہ رسول ﷺ پر علوم ظاہری و باطنی کے حصول کیلئے حاضر تھے، سے حدیث رسول اللہ ﷺ کا علم حاصل کیا۔ پھر آپ حضور امام الانبیاء ﷺ کی اجازت سے بیت المقدس آئے۔ یہاں زیارت ہائے مقدسہ سے فراز ہو کر بغداد پہنچ گئے۔ دیگر اولیاء کرام اور سرکار حضرت شیخ سید شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی زیارت سے مشرف ہو کر حضرت شیخ الشیوخ ابوحفص شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے دست حق پر بیعت ہو گئے۔ مرشد کامل کی چند ہی دنوں کی صحبت نے اس سونے کو پاسے کا سونا بنا دیا۔ اور خرقہ خلاوت عنایت فرمایا اور واپسی کی اجازت فرمادی۔ یہاں ایک طریقت کا نقطہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ بڑے بڑے کامل حضرت سہروردی کی خدمت میں بدتوں سے در دولت پر پڑے تھے۔ انہوں نے حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی پر حضرت کی نظر کرم کا یہ حال دیکھا تو دل ہی دل میں محسوس کرنے لگے۔ آپ نے ایک دن بھری محفل میں اشارہ دے دیا کہ تر لکڑی کو آگ پکڑتے پکڑتے پکڑتی ہے۔ مگر شیخ السلام بہاؤالدین زکریا ملتانی تو خشک لکڑی تھے جس کو شریعت و طریقت کی آگ جلد پکڑ لیتی ہے۔

شروع میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ اولیاء اللہ کو اللہ کی طرف سے دنیا و آخرت میں خوشخبری اور بشارت ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا ان کے اچھے ذکر اور شہرت سے ہمیشہ رطب اللسان رہتی ہے۔ چنانچہ حضرت زکریا ملتانی کا ذکر تو بلند پایہ کے اولیاء امت بھی کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے حالات و واقعات زندگی تو نہ ختم ہونے والے ہیں۔

پیر کامل کی اجازت سے جب آپ کوئی پندرہ برس کے بعد دربار رسالت اور

انبیاء تابعین، اولیاء امت، دربار غوثیت اور اپنے مرشد کامل سے ولایت کا وافر حصے لے کر اور اپنی نظر کو نظر کیمیا بنا کر اور آسمان رشد و ہدایت کا ماہ کامل اور روحانیت کا شمس نصف النہار بن کر ملتان شریف تشریف لائے۔ اور چونکہ ملتان اور اس کے گرد و نواح میں کثیر تعداد میں علماء حق اور اولیاء امت گمراہ انسانیت کو سیدھے راستے کی طرف لانے میں مصروف تھے۔ ان میں سے کچھ حضرات نے آپ کو ملتان میں پا کر آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا۔ جب حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے سامنے یہ دودھ کا پیالہ آیا تو آپ نے اس میں گلاب کا پھول ڈال کر واپس کر دیا۔ اس اشارے کو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا نہ سمجھتے تو اور کون سمجھتا۔ فرماتے ہیں کہ دودھ کا بھرا پیالہ گویا یہ تھا کہ ملتان میں پہلے ہی کثیر تعداد میں علماء و اولیاء انسانوں کی ہدایت کیلئے موجود ہیں تو آپ کسی اور علاقہ میں تشریف لے جائیں۔ پر آپ نے دودھ کے پیالے میں گلاب کا پھول رکھ کر اشارہ کر دیا کہ تکلف برطرف میں ان اولیاء علماء میں حضور پر و مرشد کامل کی نظر کرم کا صدقہ گلاب کی طرح ہوں۔ یہ معلوم کرتے ہوئے اکثر علماء ملتان آپ کے حلقہ شاگردی میں اور اولیاء حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اس کے باوجود آپ کہاں ملتان میں تخلیہ اور گوشہ نشینی میں وقت گزارنا چاہتے تھے مگر

مشک آن است کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار بہ گوید۔

آپ کے علم، عرفان اور سخاوت کا چرچا ایک عالم میں پھیلتا جا رہا تھا نیز آپ کے روحانی فیوض و برکات جو حرمین شریفین اور بغداد شریف سے سمیٹ کر لائے تھے چھپے کیسے رہ سکتے تھے۔ صاحب نظر حضرات نے آپ کو عام درس و تدریس اور طریقت کے سلسلوں سے عوام و خواص کو روشناس کرانے کیلئے آمادہ کر دیا پھر تو چوبیس گھنٹے طالبان حق کی در دولت پر بھیڑ لگی رہتی۔ دوسری طرف دولت مندوں اور عقیدت مندوں کے نذرانے جو ڈھیروں کے ڈھیر آ رہے تھے ادھر آتے ادھر غرباء اور مساکین میں تقسیم کر

دیئے جاتے۔ پھر بھی لنگر خانہ نقدی اور اجناس سے بھرا رہتا۔ دولت کی اس ریل پیل سے لوگوں کی ذہنوں میں پیدا ہونے والے سولات کے درویش کیا اور دنیا کی دولت کیا؟ آپ نے اپنے درس میں از خود جواب دیا کہ جو لوگ سانپ پالتے ہیں اور انہیں سانپ کے زہر کے تریاق کا علم نہ ہو تو وہ آج نہیں تو کل مارے جائیں گے یونکہ سانپ ڈنگ مارنے سے باز نہیں رہے گا۔ یہ دنیا کی دولت بھی ایک سانپ ہے۔ مجھے اس کے ڈنک کا تریاق آتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ادھر دولت آئے ادھر اس کو مستحقین میں بانٹ دیا جائے۔

ایک مرید کو لکھا کہ بدن کی سلامتی کم غذا کھانے میں ہے۔ روح کی سلامتی ترک گناہ میں ہے اور دین کی سلامتی حضرت محمد ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہنے میں ہے۔

ایک مرید کو نصیحت فرمائی کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ ذکر ہی طالب محبت تک پہنچ جاتا ہے۔ محبت الٰہی ایک ایسی آگ ہے کہ دل کے تمام میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے۔ جب محبت راسخ ہو جاتی ہے تو مذکور کے مشاہدہ کے ساتھ ذکر حقیقتاً ذکر ہوتا ہے۔ یہی وہ ذکر ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں فلاح کا وعدہ ہے۔

واذکرو اللہ کثیراً لعلکم تفلحون

ترجمہ قرآنی ''اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو تا کہ تم فلاح پاؤ''۔

آپ کے لنگر سے شاہ وگدا سب پلتے تھے۔ علم کے متلاشیوں کو علم، روحانی علم کے طالبوں کو غذا روحانیت اور پیٹ کے بھوکوں کو خوب سے کوب کھانا، غرباء کو زمین، گھر اور زر و جواہرات سے مالا مال کر دیا جاتا تھا۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ آپس میں خالہ زاد تھے۔ علم و عمل، شریعت و طریقت میں ہم مشرب تھے۔ اس لئے اکثر آپ ہم مجلس رہتے اور آپس میں قلبی خلوص اور پیار بھی تھا۔ سالہا سال ہمسفر بھی رہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دمشق میں علماء کرام کی مجلس میں عشق وحیرت پر گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی بھی تشریف لے آئے میں نے اپنے پاس ہی بیٹھا لیا۔ چنانچہ گفتگو میں شامل ہوئے اور فرمایا کہ عشق وہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے بہشت و دوزخ، ثواب وعذاب، اہل و عیال کسی کو نہ دیکھے۔ اسی مفہوم کو رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی نے یوں بیان کیا ہے۔

یار کرے جد اپنا تینوں چھٹن ہور اشنایاں
ماں پیو سجن یاد نہ رہسن حرس نہ بھینا بھائیوں

بہر حال جب آپ نے عشق کی تعریف کی تو یہ جملے کہتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ اور ایک ماہ تک اسی حالت میں رہے اور دنیا و مافیھا کی کچھ خبر نہ رہی۔ ہاں اس استغراق کے عالم میں یہ رباعی بے اختیار زبان پر جاری رہیں۔

آں کس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند
فرزند و عیال و خانماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانہء تو ہر دو جہاں راچہ کند

تشریح: جس شخص نے تجھے پہچان لیا اس کی نظر میں جان کی کیا اہمیت ہے اولاد، متعلقین اور خاندان کی محبت اس کیلئے کوئی معنی نہیں رکھتی جو آپ کا دیوانہ ہو تو اس کی

نظر میں دو جہاں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

رئیس بدایونی صاحب نے ایک اور واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ مجلس میں زہد و تقویٰ پر گفتگو ہو رہی تھی۔ میں اور حضرت بھائی بہاؤالدین ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ زہد تین چیزوں پر موقوف ہے۔ جس میں یہ تینوں باتیں نہیں وہ زاہد کہلانے کا حق دار نہیں۔ اول دنیا کو پہچاننا اور اس سے مایوس نہ ہونا۔ دوسرے اولاد کی خدمت کرنا اور اس کے حقوق کی نگہداشت کرنا۔ تیسرے آخرت کی طلب اور اس کے حصول کیلئے مسلسل کوشاں رہنا اور اللہ کی رحمت پر بھروسا رکھنا۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی کا ایک واقعہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے منسوب ہے۔ جو افضل الفوائد میں روایت کیا گیا ہے کہ اہل محبت کا ایک گروہ ایسا بھی ہے کہ اس کے اور حق کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہتا چنانچہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کی خدمت میں ایک شخص آیا۔ آپ سے بیعت ہو گیا اور درخواست کی کہ ایسی نظر فرمائیں کہ میرے دل و دماغ روشن ہو جائیں۔ میں ملتان سے نظر اٹھاؤں تو دہلی تک کوئی حجاب درمیان نہ رہے۔ آپ نے چلہ کشی کی تعلیم دی واپس آیا اپنے مقصد میں کامیاب تھا اور پھر عرض کی کہ ایسی نظر عطا فرمائیں کہ عرش تک میری نظر پہنچے اور کوئی حجاب درمیان میں نہ رہے۔ شیخ صاحب نے چلہ کشی کی مزید تعلیم دی۔ واپس آ کر عرض کی کہ میرا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بس اسی پر قناعت کرو۔ مگر اس نے پھر شیخ صاحب سے سوال کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے حجاب عظمت کا مکاشفہ حاصل ہو جائے۔ حضرت شیخ نے فوراً فرمایا یہ مت کہہ تو ہلاک ہوتا ہے۔ آپ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ اس شخص نے نعرہ مارا اور وہیں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

یہ واقعہ بیان کر کے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا نے دیکھ لیا تھا کہ وہ کمال کو پہنچ چکا ہے اور کون جانتا ہے کہ اس کا قدم اس کمال پر پہنچنے کے بعد پھر جائے۔ اس لئے حضرت نے اس کو اسی مقام پر تمام کر دیا اور حق آگاہ کر دیا۔

حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ ظاہری شان وشوکت اور تمول کے باوجود آپ شب بیدار تھے۔ حالت استغراق وعلام کی یہ حالت تھی کہ کئی کئی دن تک کھانے پینے اور کسی سے بات چیت کرنے کی نوبت نہ آتی۔ آپ تجلیات الٰہی کے مشاہدے میں ہر چیز کو نظرانداز فرمادیتے۔

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ آپ پندرہ سال کے بعد اپنی ظاہری باطنی تعلیم وتربیت کے بعد بلغ بخارا، بغداد شریف اور حرمین شریفین سے واپس ملتان تشریف لائے تو دنیا سے کنارہ کشی چاہتے تھے۔ مگر آپ کے معتقدین ومریدین نے آپ کو عرض کیا کہ دنیا دین کی پیاسی ہے اور آپ جیسی ہستی ہمارے لئے ایک نعمت خداوندی سے کم نہیں۔ چنانچہ آپ نے جب دینی امور پر کام شروع کیا تو مساجد مکاتب اور دینی مدارس ملتان کے گلی کوچوں اور مضافات میں قائم ہونا شروع ہو گے۔ آپ کا اپنا لنگر تو جاری تھا ہی دوسرے مدارس میں بھی لنگر جاری ہونے لگے۔

آج کل دارالقرآن کینیڈا میں ہر گیارھویں اور دینی تقریب پر جس لنگر کا ذکر ہوتا ہے کہ آخر میں لنگر بھی ہوگا۔ یہ انہی بزرگوں کا ایک طریقہ ہے راقم نے دنیا کے بڑے بڑے اولیاء خاص طور پر حضرت پیران پیر دستگیر حضرت قطب ربانی، شہباز لامکانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے دربار اور دمشق میں بھی اولیاء کرام کے قائم کردہ لنگر آج تک جاری ہیں۔ جس سے شاہان عالم اور غربا برابر استفادہ حاصل کرتے ہیں۔

وہ مدرسہ جو خاص طور پر آپ کی تحویل میں قائم ہوا دیکھتے ہی دیکھتے اسلام کی عظیم

یونیورسٹی اور دارالعلوم عالیہ بن گیا۔ حکومت پاکستان کا یہ اقدام سو فیصد صحیح اور قابل تحسین ہے کہ آپ کے نام سے بہاؤالدین زکریا ملتانی یونیورسٹی قائم کر دی گئی۔

آپ کے اس مدرسہ میں تمام دینی اور دینوی علوم وفنون اور معقولات ومنقولات کی تعلیم دی جاتی تھی اور اس دارالعلوم میں ملتان کے گردونواح کے علاوہ ہندوستان کے اکثر و بیشتر شہروں سے طلبا تعلیم حاصل کرنے آتے۔ یہاں تک کہ بیرون ملک آپ کے اس درس کی شہرت ہوگئی۔ تو عراق، شام اور حجاز تک سے طلباء یہاں آ کر تعلیم حاصل کرتے۔

اس آپ کے مدرسہ میں تعلیم مفت تھی۔ خوراک، لباس، رہائش کا معقول انتظام ہونے کے علاوہ تعلیمی ضرورت کی اشیاء بھی مفت مہیا کی جاتی تھیں۔ اعلیٰ پائے کے مدرسین ہوتے۔ بڑے بڑے مخیر حضرات اپنے عطیات جمع کرانے کیلئے حضرت کی خدمت میں حاضر رہتے۔ روحانیت کیلئے علوم الہیہ کی ایک علیحدہ خانقاہ تھی۔

ہندوستان، چین، ترکستان، مصر، بغداد اور دوسرے ممالک سے طالبان حق آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرتے اور آپ جس کو جس قابل خیال فرماتے اسی شعبے میں خرقہ خلافت عنایت فرما کر انسانوں کی ہدایت کے لئے مامور فرما دیتے۔

عالم یہ تھا کہ ہر وقت آپ کے ہاں جید علماء اور روحانی پیشواؤں کا ایک مجمع لگا رہتا۔ عام عقیدت مندوں کی تو بات ہی کیا ہے۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کی خانقاہ میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور باکمال اولیاء اللہ جن کے توسل سے اللہ ملتا ہے اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملتا ہے۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آ آ کر قیام فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی عمر تقریباً سو برس ہوئی۔ تذکرہ علماء ہند، راحت القلوب مراء الاسرار میں

آپ کا سن وصال 656 ہجری، یا 661 ہجری، یا 665 ہجری، یا 666 ہجری تحریر کیا گیا ہے۔ البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کے وصال کی تاریخ سات صفر ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے روایت ہے کہ آپ اپنے حجرے میں یاد الٰہی میں مصروف تھے اور آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ صدر الدین عارف دروازے پر تشریف فرما تھے کہ ایک بزرگ نورانی صورت شریف لائے اور ایک لفافہ حضرت شیخ صدرالدین عارف کو دیا کہ یہ حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضرت صدرالدین عارف خط لے کر ہی پہچان گئے۔ حکم ربی میں کوئی چارہ کار نہیں والد بزرگوار کی خدمت میں لفافہ حاضر کیا۔ واپس آئے تو قاصد جا چکا تھا۔ حضرت شیخ نے لفافہ کھولا اور پڑھتے ہی جاں بحق ہو گئے اور ایک آواز بلند ہوئی۔

وصل الحبیب الی الحبیب

ترجمہ ''حبیب حبیب سے مل گیا''

حضرت صدرالدین عارف آواز سن کر اندر آئے اور دیکھا کہ حضرت شیخ السلام بہاؤالدین زکریا ملتانی اللہ سے واصل ہو چکے تھے۔

راحت القلوب میں ہے کہ جس وقت حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کا وصال ہوا۔ اسی وقت اجودھن میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو مریدین نے حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بھائی زکریا ملتانی کو اس فانی مقام سے شہر بقا کی طرف اٹھا لیا گیا ہے۔

آپ کا مزار پرانوار آج بھی قلعہ کہنہ ملتان پر زیارت گاہ خوص وعوام ہے۔ اور اللہ کی ایسی بشارت اور خوشخبری ہے کہ ساڑھے سات صدیاں گزرنے پر بھی روضہ پاک کی وہی شان ہے اور ایسا لگتا ہے کہ کل کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان بزرگان دین کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ موجودہ دور کے مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنائے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆

ماہ ذوالقعدہ کی فضیلت

تاریخ:22-12-2004

ان ممالک میں مساجد، مدارس اور دینی امور میں مسلمانوں کی طرف سے اگر ایک ایک لمحہ بھی اگر دیا جاتا ہے تو وہ حضور اکرم ﷺ کی رسالت عامہ اور دین اسلام کے سچے پیغام کو بے خبر اور گمراہی کے اندھیروں میں پھنسے ہوئے انسانوں تک پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔

حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب دارالقرآن کینیڈا کے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے آپ نے کہا کہ مغربی ممالک ہوں یا ساؤتھ افریقہ اسی طرح شمالی ممالک ہوں یا شمال مشرق ان میں لاکھوں مساجد کی تعمیر اور ان میں توحید و رسالت کا اعلان اور مختلف سماجی اور اسلامی اداروں کا قیام کوئی معمولی بات نہیں۔

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

حقیقت یہ ہے کہ آج کا مسلمان عملاً کتنا ہی پیچھے کیوں نہ سہی مگر مدینے والے آقا حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کی چنگاری اور اسلامی اہمیت و دینی جذبہ آخر کار دلوں میں جو موجزن ہے وہ اپنا رنگ ضرور دکھاتا ہے۔

قرآن پاک میں متعدد بار ارشاد خداوندی ہے۔

''اے نبی (ﷺ) اعلان فرما دیں کہ اے روئے زمین کے انسانوں میں تم

سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔لہٰذا آؤ اسلام کی طرف''۔ (قرآن کریم)

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

''آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے''۔ (قرآن کریم)

اور ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر پوری انسانیت کیلئے بشر و نذیر بنا کر''(قرآن کریم)

لیکن ابھی بھی کچھ لوگ اس حقیقت سے نا آشنا ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ان ممالک میں مساجد، مدارس اور دینی امور میں مسلمانوں کی طرف اگر ایک لمحہ بھی دیا جاتا ہے تو وہ حضور ﷺ کی رسالت عامہ اور دین اسلام کے پیغام کو بے خبر انسانوں تک پہنچانے کا سبب بن رہا ہے۔آپ نے ماہ ذوالقعدہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

اس ماہ مبارک کی 17 سترہ تاریخ کو نبی آخر الزماں ﷺ پر جبرائیل امین پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے تھے اور اسی تاریخ کو حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل نے سایہ کیا تھا۔اسی ماہ ذوالقعدہ کی 14 تاریخ کو حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے مچھلی نے آپ کو خشک زمین پر اُگل دیا تھا۔

اور اسی ماہ مبارک کی پانچ تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھی تھی اور اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کیلئے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا تھا۔

ماہ ذوالقعدہ اسلامی سال کا گیارواں مہینہ ہے۔جس میں جنگ و قتال حرام ہے۔ ذوالقعدہ ''قعود'' سے ہے جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں۔عرب میں اس ماہ میں عرب لوگ جنگو قتال سے رک جاتے تھے یعنی گھروں میں بیٹھ جاتے تھے۔سی لئے اس نسبت سے اس کا نام ذوالقعدہ ہے۔

اس ماہ مبارک میں درج ذیل اسلام کی بزرگ اور علمی شخصیتوں کا وصال ہوا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال یکم ذوالقعدہ کو ہوا۔ حضرت حسین بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 24 ذوالقعدہ 286 ہجری کو ہوا۔ حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 28 ذوالقعدہ 1118 ہجری کو ہوا۔ حضرت درالشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 2 ذوالقعدہ 1376 ہجری کو ہوا۔ حضرت استاذ الاساتذہ علامہ مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 4 ذوالقعدہ 1419 ہجری کو ہوا۔

بفضلہ تعالیٰ اسی ماہ مبارک میں گیارھویں شریف کے موقع پر دارالقرآن کینیڈا کی طرف سے ان بزرگ علمی اور روحانی ہستیوں کی یاد میں عرس مبارک کا انعقاد کیا گیا۔

یہ پروگرام 24 دسمبر بمطابق 11 ذوالقعدہ شریف بروز جمعۃ المبارک 12 بجے قبل نماز جمعہ 2 بجے بعد جمعۃ المبارک جاری رہا۔ اختتام پر الحمد ٹریڈرز کی طرف سے انہیں کے سپر کرنل چاولوں سے لنگر تیار کیا گیا۔

کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی آخر میں ہدیہ درود و سلام کے بعد دعا کی گئی۔

☆ ☆ ☆

الحسین اکیڈمی شعبہ دار القرآن کینیڈا میں تقریب سعید مرتبہ وسیدۃ النساء العلمین، مخدومہ کائنات، بنت مالک کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پانچ برس پہلے آپ کی ولادت با سعادت ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی لاڈلی اور پیاری بیٹی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح ماہ رمضان المبارک شریف 2 ہجری میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مسجد نبوی میں ہوا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ بیٹی آپ اس پر خوش نہیں کہ آپ کو جنت کی تمام عورتوں کی سردار بنادیا ہے۔

آپ کے فضل کمال کے بیان کرنے سے زبانیں قاصر اور لکھنے سے قلمیں دست کش ہیں۔ جن کے ابا نبیوں کے امام، جن کے خاوند ولیوں کے امام اور جن کے صاحبزادے شہدا کے امام ہوں ان کی شان وعظمت کو کون بیان کرسکتا ہے۔

مصر میں چھپی ہوئی کتاب جامع المعجزات میں ایک عجیب وغریب دعوت کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ جب حضور مع چند اصحاب کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لا رہے تھے تو حضرت عثمان

غنیؓ حضور اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے زمین پر کچھ تلاش کرتے ہوئے آ رہے ہیں۔
آپ نے فرمایا۔ اے عثمان آپ کیا تلاش کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ حضور ﷺ
میرے غریب خانہ پر آپ کی تشریف آوری کی مجھے بے حد خوشی ہے۔ اسی خوشی میں
میں اپنے گھر تک اور گھر سے واپسی پر جتنے آپ کے مبارک قدم لگیں گے۔ میں اتنے
غلام اللہ کی راہ میں آزاد کر دوں گا۔ حضور بڑے خوش ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ کے
ساتھ اس دعوت میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ جب آپ گھر آئے تو کسی گہری سوچ میں
تھے۔ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا تو اس دعوت عثمانؓ کا ذکر کیا اور
کہا کہ کاش ہم بھی ایسی دعوت کر سکتے اور اللہ کے نبی ﷺ پر کچھ قربان کر سکتے۔
حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ آپ پریشان نہ ہو۔ جائیں آپ
حضور اکرم ﷺ کو دعوت دے دیں۔ اللہ بہتر کرے گا۔ جب حضور اکرم ﷺ مع
اپنے چند صحابہ کرام کے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرہ کے گھر تشریف لائے۔ تو حضرت فاطمۃ
الزہرہ مہمانوں کو بیٹھا کر گھر کے ایک گوشے میں تشریف لے گئیں اور سجدے میں سر
رکھ کر اللہ سے عرض کیا کہ الٰہی تیری بندی نے تیرے نبی اور ان کے اصحاب کی دعوت
کی ہے تو ہی اس عاجزہ کی لاج رکھ لے اور ان کے کھانے کا انتظام کر دے اور پھر
چولہے پر برتن رکھ کر اللہ کے حضور عرض کیا کہ میرے مولیٰ اپنی بندی کو شرمندہ نہ کرنا۔
چنانچہ رحمت حق جوش میں آئی اور یہ برتن جنت کے کھانوں سے بھر گیا۔ تمام صحابہ نے
کھانا کھایا۔ حضور اکرم ﷺ خوش تھے اور فرما رہے تھے۔ میرے ساتھیو پتہ
ہے۔ آج تم نے جو کھانا کھایا ہے یہ اللہ نے ہمارے لئے جنت سے بھیجا ہے۔ حضرت
خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ پھر سجدے میں گر گئیں اور اللہ سے عرض کی
کہ تو نے جہاں جنت کا کھانا بھیج کر اپنی بندی کی لاج رکھ لی ہے وہاں وہاں تو اپنے
محبوب کے قدموں کے بدلے جو میرے گھر تک لگے میرے خاطر محبوب کی امت

کے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دے چنانچہ جبرائیل خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آقا یہ خوشخبری لیکر حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی صاحبزادی کی دعا قبول ہوئی اور جنتی کھانوں کے ساتھ ساتھ آپ کے جتنے قدم بیٹی فاطمہ الزہرہ کے گھر تک آنے میں زمین پر لگے۔ ہر ایک قدم کے بدلے اللہ نے ایک ایک ہزار گنہگار کو جہنم سے آزاد فرما دیا ہے۔

اے پروردگار عالم ہماری بچیوں، بہنوں اور ماؤں کو بھی ایسی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما۔ کہ وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے بہتر سے بہتر سوچا، کریں اور حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت کا نمونہ بن جائیں۔ آمین۔

(دارالقرآن کینیڈا میں خواتین کی طرف سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہ کی یاد میں منعقد تقریب میں خواتین مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نعت خوانی اور ہدیہ درود وسلام پر محفل کا اختتام ہوا اور افطاری کی گئی)۔

☆ ☆ ☆

زینت القراء مولانا قاری غلام رسول کی نگرانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر دارالقرآن کے طلباء کا سیمینار

تاریخ: 04-01-2005

بچوں نے قرآن کریم کے حوالے سے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکبازی بیان کیا۔ کہ جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا۔ اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا یعنی باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کیلئے نذر میں قبول فرمایا۔ اور یہ بات ان کے سوا کسی عورت کو میسر نہ آئی۔ اسی طرح ان کیلئے جنتی رزق بھیجنا، حضرت زکریا کو ان کا کفیل بنایا یہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برگزیدگی ہے اور یہ کہ بغیر باپ کے بیٹا دیا اور ملائکہ کا کلام سنوایا۔ اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو۔ جب فرشتوں نے یہ کہا تھا کہ تو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اتنا طویل قیام کیا کہ آپ کے قدم مبارک میں ورم ہو گیا اور پاؤں پھٹ کر خون جاری ہو گیا۔

اور فرشتوں نے یہ بھی کہا کہ اُس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ اللہ نے فرمایا اے محبوب یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کے علوم عطا فرمائے۔

ان امور کی اطلاع دینا ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیب

دیئے گئے تھے اسی لئے آپ نے یہ تمام باتیں جو کئی ہزار سال پہلے ہوئیں بتلائیں۔

قرآن ترجمہ ''اور یاد کرو جب فرشتوں نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اے مریم اللہ تعالیٰ تجھے اپنے پاس سے ایک بچہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا ہے۔ رُودار ہے۔ دنیا اور آخرت میں اور قرب والا ہے۔ لوگوں سے پھنگوڑے میں یعنی شیر خوارگی میں بھی اور جوانی میں بھی گفتگو کرے گا اور خاصوں میں ہوگا۔ مریم نے کہا اے رب میرا بچہ کیا ہوگا۔ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا، فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے۔ جو چاہیے۔ جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

اور اللہ اس کو کتاب، حکمت اور تورایت و انجیل سکھائے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا رسول ہوگا کہ تمہارے رب کے پاس سے تمہارے لئے ایکنشانی لایا ہوں۔ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں مادرزاد اندھے کو شفا دیتا ہوں۔ اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور میں تمہیں بتاتا ہوں، جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ ایک بچی نے حضرت مولانا حکیم سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا تفسیر کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کیا کہ انہیں غیب کی خبریں دینے اور مردوں کو زندہ کرنے اور مٹی سے پرندہ بنا کر اس کو پھونک مار کر صحیح پرندہ بنا یا دیکھ کر اسی طرح مادرزاد اندھوں کو بینا اور برص کی لا علاج بیماری ٹھیک کرتے دیکھ کر بعض انصار نے انہیں اللہ کہنا شروع کر دیا۔ ان کے اس عقیدے کی تردید کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر بات اور معجزے کے اظہار کے ساتھ ''باذن اللہ'' فرمادیتے تھے۔ کہ سب کچھ اعزاز اور معجزے اللہ کی دی ہوئی طاقت سے ہے۔

جس طرح آدم علیہ السلام کو اللہ نے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کن" یعنی ہو جا تو حضرت آدم "فیکون" پس ہو گئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اسکی بھی حاجت نہ تھی۔ کہ وہ مٹی سے آدم علیہ السلام کا پتلا بنا کر کُــــن فرماتا اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس فرشتے کو بھیج کر فرماتا کہ کُن۔ مگر یہ طریقہ اختیار فرما کر بندوں کو آبادی کائنات کیلئے سبق دینا تھا کہ وسیلہ اور ذرائع اسباب کو اختیار کرو۔ انبیاء کرام، شہدا اور اولیاء و نیک صالح انسانوں کا توسل ایک دینی مذہبی حقیقت ہے۔ یہ نہ شرک ہے نہ بدعت بلکہ سنت الٰہیہ ہے۔ کیونکہ حقیقی کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک بچے نے تفسیر کنز الایمان حضرت مولانا سید نعیم الدین کے حوالے سے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکرین بھی عجیب تھے۔ انہوں نے مٹی سے پرند بناتے اور پھونک مار کر زندہ صحیح پرندہ بنانے کے معجزے کو دیکھنے کیلئے کہا کہ مٹی کا چمگادڑ بنائیں اور اس کو زندہ کریں۔ اس میں ان کا نکتہ یہ تھا کہ چمگادڑ پرندہ بھی ہے اور نہیں بھی۔ دیکھو اس کو کیا بناتے ہیں۔ کیونکہ چمگادڑ میں دونوں خصوصیتیں ہیں۔ جانوروں والی بھی اور اڑنیوالوں کی بھی۔ اڑنیوالے پرندے کے دانت نہیں ہوتے۔ چمگادڑ کے دانت ہوتے ہیں۔ اڑنے والے جانور بچے نہیں دیتے انڈے دیتے ہیں اور چمگادڑ انڈے نہیں دیتی بچے جنتی ہے۔ اور دودھ پلاتی ہے دوسری طرف بغیر پروں کے اڑتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چمگادڑ بنائی پھونک ماری تو وہ مکمل خدائی چمگادڑ کی طرح ہو کر اڑ گئی۔

اسی طرح برص اور کوہڑ کی بیماری والے ایک ایک دن میں پچاس پچاس ہزار اکٹھے ہو جاتے اور آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے اور انہیں کے یہ معجزات دیکھنے والوں کو پکار کر فرمایا۔ اللہ کو یہ لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے وہ تو اس سے پاک ہے وہ تو فرماتا ہے۔ ہو جا۔ پس وہ چیز ہو جاتی

ہے۔ بلکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں لئے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر آئیں۔تو بہ حکم خداوندی لوگوں کے پوچھنے پر آپ خود عیسیٰ علیہ السلام بولے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ ہاں مجھے کتاب دی گئی ہے اور اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے۔ گویا پہلے ہی دن پہلی ہی بات میں اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا یا اللہ ہونے سے بریت ظاہر کر دی تا کہ بعد میں لوگ مجھے اللہ یا اللہ کا بیٹا کہیں نہ سمجھیں۔

بلکہ سورئہ نساء کی آیت 171 میں تو یہ بھی وضاحت فرمادی کہ اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔اللہ کی شان نہیں کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔وہ وحدہ ، لا شریك ہے۔

ایک بچے کی تقریر کا موضوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا اور سولی دینا تھا۔ چنانچہ اس نے قرآن کریم، حدیث پاک اور تفاسیر کے حوالے سے ثابت کیا کہ یہود و نصریٰ کی یہ بدعملی کہ جو نبی ان کی بری باتوں، عادتوں اور بداعمالیوں پر ٹوکتے ان کو قتل کر دیتے۔قرآن، آسمانی کتاب اور تورات میں واضح بیان ہیں۔حضرت زکریا علیہ السلام کو نبی مانتے تھے۔پھر انہیں ناحق قتل کر دیا۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ وہ دین موسوی میں تحریف کر رہے ہیں۔اس وقت کے بادشاہ فلسطین پلاطس کو مجبور کر دیا کہ آپ کو سولی دے دی جائے۔

قرآن نے کہا ''کہ ان کا یہ بہتان کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کیا۔ حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے O یہ ان کا گمان تھا اور انہیں نہیں قتل کیا۔انہوں نے یقیناً۔ بلکہ اٹھالیا ہے اللہ نے انہیں اپنی طرف''۔

پھر ہمارے حضور پاک ﷺ نے فرمایا ابن مریم ایک عادل حاکم کی حیثیت سے تم میں ضرور اتریں گے۔وہ دجال اور خنزیر کو قتل کریں گے۔صلیب کو توڑیں گے اور سجدہ صرف اللہ ہی کو کیا جائے گا۔گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی

شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ آپ چالیس سال عمر پائیں گے شادی کریں گے اولاد ہوگی۔ ہر طرف 'سلام ہی' سلام ہوگا۔ آپ کا وصال ہوگا تو مروی ہے کہ آپ کا مدفن حجرہ رسول ﷺ ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں میں ہوں۔ آخر عیسیٰ علیہ السلام اور درمیان میں میرے اہل بیت مجدی۔ آج کا سیمینار ہدیہ درود و سلام پر اختتام ہوا اور دعا کے بعد لنگر میں تمام حاضرین شریک ہوئے۔

حج بیت اللہ شریف

ہمارے حضور اکرم ﷺ کی زبان پاک سے جو نکل جائے وہی شریعت بن جاتی ہے اور آپ مالک ومختار اور شارع ہیں

تاریخ:14-01-2005

ایک حدیث مبارک میں ہے کہ ایک بار حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

یاایھا الناس قدفرض علیکم الحج فحجوا

ترجمہ حدیث مبارک ''اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کرو''۔

تو ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا۔

اکل عامر یا رسول اللہ ﷺ

ترجمہ''یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے''؟

حضور اکرم ﷺ اس سوال پر خاموش رہے۔اُن صحابیؓ نے پھر یہی سوال کیا کہ حضور کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور اکرم ﷺ پھر خاموش رہے انہوں نے پھر وہی سوال دہرایا۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

لو قلت نعم لو جبت

ترجمہ حدیث مبارک ''اگر میں ہاں کردوں تو ''حج'' ہر سال فرض ہوجاتا''

(مشکوۃ شریف)

یعنی حج عمر میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے اور تم بار بار مجھ سے یہ سوال کیوں کر رہے ہو اور میری زبان سے ہاں کیوں کہلوا رہے ہو۔ اگر میری زبان سے ہاں نکل گئی تو حج ہر سال فرض ہو جائے گا۔ مگر میں نے ہاں نہیں فرمایا۔ لہٰذا حج صرف ایک ہی مرتبہ فرض ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ پتہ چلا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے جو بات نکل جاتی ہے وہ ہی شریعت بن جاتی ہے اور آپ مالک و مختار اور شارع ہیں۔ چنانچہ شریعت میں حدیث پاک کی تین قسمیں کی گئی ہیں۔

1۔ حدیث قولی

2۔ حدیث فعلی

3۔ حدیث تقریری

1۔ حدیث قولی:۔

یعنی حضور اکرم نبی محترم ﷺ کا ارشاد پاک۔

2۔ حدیث فعلی:۔

یعنی حضور اکرم ﷺ کا عمل یعنی عملاً جو بھی حضور اکرم ﷺ کریں۔

3۔ حدیث تقریری:۔

یعنی حضور آقائے دو عالم نبی محترم ﷺ کے سامنے کچھ کہا گیا یا کیا گیا مگر حضور اکرم ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی اور اس پر کوئی تبصرہ نہیں فرمایا۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین یہ بات ایمان کا حصہ اور عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور سید دو عالم ﷺ جو فرما دیں، جو عملاً اختیار فرمائیں اور جو آپ کے سامنے قول و فعل ہو اور آپ اس پر خاموشی اختیار فرمائیں۔ وہی اسلام، وہی دین اور وہی شریعت ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ

قرآن ترجمہ ''کہ وہ حضور نبی کریم (ﷺ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں

کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"۔

گویا سرکار دو عالم ﷺ کا ہر قول وحی الٰہی سے ہوتا ہے اور یہی شریعت ہے۔ حج مبارک کے سلسلے میں بات ہو رہی تھی قرآن کریم میں ہے کہ

قرآنی ترجمہ "اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے۔ جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہاں سے بے پرواہے"۔

اس حکم سے اللہ تعالیٰ نے طاقت رکھنے والوں پر اپنے گھر یعنی کعبہ شریف کا حج ضروری قرار دیا ہے۔ استطاعت اور طاقت سے مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس اتنا خرچ ہو جو ان کیلئے حج پر جانے اور پھر وہاں سے آنے تک کیلئے پورا ہو سکے اور ان کی غیر حاضری میں ان کے اہل و عیال کے نان و نفقہ کیلئے بھی پورا ہو سکے اور راستے میں آسانی و امن بھی انہیں میسر ہو۔ تو ایسے لوگوں پر حج فرض ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک کے مذکورہ ارشاد کے پیش نظر حج کی اہمیت و فرضیت کے سلسلے میں سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاد مبارک کو بھی ہر مسلمان کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ مشکوٰۃ شریف۔ کے حوالے سے یہ حدیث پاک ہے۔

ترجمہ حدیث مبارک "جس شخص کو کسی ظاہری حاجت کی رکاوٹ نہ ہو (یعنی اسے زاد راہ اور راستے کی سواری) اور کوئی جابر حاکم بھی اسے روکنے والا نہ ہو اور کوئی ایسا مرض بھی اسے لاحق نہ ہو جس کے باعث وہ سفر نہیں کر سکتا۔ پھر بھی وہ حج نہ کرے اور مر جائے تو اگر وہ چاہیے تو یہودی ہو کر مر جائے اور اگر چاہیے تو عیسائی ہو کر مر جائے۔

استطاعت کے باوجود حج پر حاضر نہ ہونا کس قدر اللہ کے ہاں ناپسندیدہ عمل ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی پرواہ نہیں چاہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر مرے۔

شادیوں، کاروبار۔ ملازمتوں کے عذر بہانے بنا کر فرض حج نہ کرنا افسوس ناک سوچ ہے

پھر ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ حج ہو تو جوانی میں اور پھر وہاں کی زیارتوں، عبادات، صفا مروہ، طواف، منیٰ اور عرفات میں حاضری بڑی محنت اور مشقت کا کام ہے۔ کیونکہ حج مجموعہ ہے۔ مالی اور بدنی عبادت کا۔ اور پھر مسلمانوں کے حج کیلئے بیت اللہ شریف کو حضور سرور کائنات ﷺ نے ہی کھولا ورنہ یہ تو اللہ کا گھر بت خانہ بن چکا تھا۔ اب اگر ہم حج پر حاضر ہوں اور جس کے صدقے حج ملا اس کی زیارت کو نہ جائیں تو حج کیا ہوا اسی لئے حضور نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ۔

من حج ولم یزرنی فقد جفانی

ترجمہ حدیث مبارک ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا''۔

یہاں حج کے سلسلے میں علماء مفسرین نے بڑی شاندار بحث اور ایمان افروز باتیں کی ہیں۔ قرآن میں ہے

''کہ میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں'' تو فرشتوں سے یہ بات نکل گئی تھی (الٰہی کیا تو اُس کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے) یہ سن کر فرشتوں پر خوف طاری ہوا کہ شاید ہمارا جواب بارگاہ ایزدی میں خلاف ادب تھا۔ وہ اس خوف سے عرش عظیم کے اردگرد طواف کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ عاجزی پسند آئی اور انہیں رحم و کرم سے دیکھ کر فرمایا اچھا دنیا میں زمین پر بھی ایک ایسا ہی مکان بناؤ۔ جس کے اردگرد میرے بندے طواف کر کے مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کریں اور میں انہیں معاف کر دیا کروں۔

یہ اللہ کا گھر بڑا ہی قدیم ہے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک مکرم و معظم ہے کئی بار اس کی تعمیر ہوئی۔ مشرکین اس میں بت پرستی کرتے۔ یہاں تک کہ حضور نبی آخرالزماں علیہ السلام کا زمانہ آیا تو آپ نے اس کو بتوں سے پاک

کیا۔ اس میں بت رکھنے سے منع کیا اور اللہ کے حکم کے مطابق بیت اللہ شریف کو عبادت کے لئے صاف ستھرا بنا کر رکھا۔ اور یہی دعا تھی جو حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہو کر کی تھی۔

سورۂ بقرہ آیت 129، ترجمہ قرآنی ''اے ہماری رب اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں، تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے۔ بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا''۔

تفسیر جمل اور خازن میں ہے کہ سید دو عالم ﷺ نے فرمایا میں دعائے ابراہیم علیہ السلام ہوں، بشارت یحییٰ علیہ السلام ہوں۔ اپنی والدہ کی اُس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھی اور ان کے لئے ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان وقصور ان کے لئے روشن ہو گئے۔ اس حدیث میں دعائے ابراہیم سے یہی دعا مراد ہے۔ جو اس آیت میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آخر زمانہ میں حضور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

حج اور قربانی:۔

قرآن کریم میں ہے کہ۔

قرآنی ترجمہ ''پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) اس کے ساتھ کام کے ابل ہو گیا۔ کہا میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے تجھے ذبح کرتا ہوں۔ اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اُسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم علیہ السلام بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔ بیشک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے

کرا سے بچالیا''۔

قرآن کریم کے اس صاف صاف بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حج کے دوسرے ارکان مثلاً صفا مروہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت ہے، آب زم زم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ کا معجزہ ہے، طواف کعبہ، منیٰ اور عرفات کی حاضری حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ان بزرگ ہستیوں کی ہر ادا کو عبادت کا درجہ دیا اور اس کا نام حج ہو گیا۔ کوئی ادا فرض کوئی واجب کوئی سنت۔ حضرت ہاجرہ تو اللہ کے نبی اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے پانی کی تلاش میں صفا مروہ پر جا رہی ہیں جب اسماعیل علیہ السلام پتھروں کی اوٹ میں ہوتے ہیں تو بھاگتی ہیں کہ اس حصے کو جلد پار کروں تاکہ اسماعیل علیہ السلام نظر میں رہیں اللہ تعالیٰ نے اس ادا کو پسند کیا اور ایسا پسند کیا کہ قیامت تک یہ سنت ہر مسلمان، مرد وزن، بوڑھا، جوان ادا کرتے رہیں گے۔ جہاں آہستہ چلے وہاں آہستہ چلیں، جہاں دوڑے وہاں دھوڑے طواف میں مکے والوں نے مشہور کر دیا۔ مدینے جا کر یہ لوگ بیمار ہو گئے ہیں حضور علیہ السلام نے پہلوانوں کی طرح چلنا شروع کر دیا تو اب طواف میں ایسے چلنا قیامت تک ضروری کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں مار کر بھگایا تو اب قیامت تک کنکریاں مارنا حج کا حصہ ٹھہرا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم پر جو خواب کی شکل میں تھا پورا کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے قربانی کا جانور فرشتوں کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام کی چھری کے نیچے رکھا جو ذبح ہو گیا اور ابراہیم علیہ السلام جب اپنی آنکھوں سے پٹی اتارتے ہیں تو دیکھا دنبہ ذبح اور اسماعیل علیہ السلام سامنے خوش کھڑے ہیں۔

اب قیامت تک ہر صاحب استطاعت پر قربانی کرنا ضروری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کی اداؤں کو قرآن بنا دیا جو حضور نبی آخر الزماں ﷺ کے

طفیل قیامت تک عبادتیں بن گئیں۔قرآن پاک میں آیا ہے کہ

فصل لربك وانحره۔

ترجمہ قرآنی "تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو"۔

مشرکین مکہ بتوں کیلئے نماز پڑھتے اور انہیں بتوں کیلئے قربانی کرتے تھے روایات میں ہے کہ اس آیت میں نماز سے مراد نماز عید الاضحیٰ اور پھر قربانی کرو۔ چنانچہ اس ارشاد خداوندی سے کفر و شرک کی جڑ کا خاتمہ کر دیا گیا۔اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا۔یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

سنة ابيكم ابراهم عليه السلام

ترجمہ حدیث "تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے"۔

مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے یہ حدیث پاک بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ کی راہ میں جانور کا خون بہانے سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک اور کوئی عمل زیادہ محبوب نہیں اور فرمایا کہ یہ قربانی اللہ کے حضور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گی اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے نزدیک مرتبہ مقبولیت میں پہنچ جاتا ہے۔

ابن ماجہ شریف کی ایک حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جس شخص میں مالی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔

خداوند کریم سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو حج اور قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور جو مسلمان حج اور قربانی کر رہے ہیں ان کی طرف سے قبول فرما کر امت محمدیہ ﷺ پر نظر کرم فرمائے۔آمین۔

ملت ابراہیمی رضی اللہ عنہ

تاریخ: 21-01-2005

اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر طرف پھیلایا
تو ابراہیم کو اللہ نے مبعوث فرمایا

آدم ثانی جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک سو ستر سالہ زندگی آزمائشوں اور قربانیوں پر محیط ہے کفر و شرک کی بڑھتی ہوئی اندھیریوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نور ہدایت کے اجالے لے کر ظاہر ہوئے مسلمان ملت ابراہیمی ہیں۔ وہ آج سیرت ابراہیمی کو اپنا کر موجودہ زمانے کی مشکلات سے نکل سکتے ہیں۔ قرآن کریم سورئہ البقرہ میں آیت نمبر 124 میں آیا ہے کہ

ترجمہ قرآنی "اور یاد کرو جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں تو انہیں پورے طور پر بجالایا۔ اللہ نے فرمایا بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں تمام انسانوں کا پیشوا"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی پیغمبر آئے سب کے سب آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں۔ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پاک نسل سے ہی ہوئے۔ اسی لئے مسلمان قرآن کریم کے حوالے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ملت کہلاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کے وقت نہ صرف بت پرستی ہوتی تھی بلکہ بت گری کا زمانہ تھا اور اس وقت کا

بادشاہ نمرود اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا۔ اور لوگوں کو اپنی عبادت پر مجبور کرتا تھا۔

سب سے پہلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالتے ہی اپنے چچا آزر کو جو نہ صرف بت پرست تھے بلکہ بت گر بھی تھے کو ٹوکا اور شرک اور گمراہی سے باز رہنے کو کہا۔ پھر آپ نے ایک موقع پر اس قوم کے تمام بتوں کو توڑ ڈالا جس کی اطلاع وقت کے بادشاہ نمرود کو ہوئی آپ کو دربار میں بلایا گفتگو میں بادشاہ لاجواب ہوا سمجھ گیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کی وجہ سے میرا جھوٹ کھل جائے گا اور میری بادشاہت ختم ہو جائے گی اور خدائی بھی ختم ہو گی۔ کہا اس کو جلا دو اللہ نے آپ کیلئے آگ کو گلزار کر دیا۔

بے خطر کود پڑا نار نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشا لب بام ابھی

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی انداز گلستا پیا

قرآن .... اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ آپ وہاں سے روانہ ہو کر مصر آئے بادشاہ فرعون آپ کی بیوی حضرت سارا پر بدنیت ہوا تو اس کے ہاتھ شل ہو گئے آپ کا معجزہ دیکھ کر اس نے اپنی بیٹی ہاجرہ آپ کے نکاح میں دے دی ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے یہ جگہ بابل یعنی عراق تھی۔ یہی جگہ یعنی شہر ''اُور'' حضرت ابراہیم کی جائے ولادت تھی۔ بہ حکم الٰہی شیر خوار بیٹے اور بیوی کو اس وقت کے لق دق میدان، جنگل اور پہاڑی علاقے میں جہاں آج قبلہء اسلام ہے چھوڑ دیا جو

اکلوتا بیٹا تھا۔اب اسی کو ذبح کرنے کا حکم ہوا جس کیلئے آپ تیار ہو گئے اور کر بھی گزرے ادھر اللہ نے آوازیں دیں "یا ابراھیم قد صدقت الرویا" اے ابراہیم آپ نے اپنی خواب سچ کر دکھائی جب ابراہیم علیہ السلام نے آواز سنی آنکھوں سے پٹی کھولی تو دیکھا۔ اسماعیل علیہ السلام سامنے کھڑے مسکرا رہے ہیں اور دنبہ ذبح ہو چکا ہے۔اسی طرح آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ گلزار ہو گئی تھی۔

آج مسلمان طرح طرح کے مصائب و مشکلات میں مبتلا ہے، پریشان ہے۔ غیروں کے ہاتھوں پٹ رہا ہے اور آپس میں دست وگریبان، گھروں کو جلایا جا رہا ہے آؤ اٹھو اے ملت ابراہیمی جاگو

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کا بیان بہ سلسلہ خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

تاریخ:28-01-2005

☆ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب وتدوین اور ''رسم عثمانی'' اور اشاعت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عظیم کارنامہ ہے۔

☆ اسی طرح دین اسلام کی عظمت وسر بلندی اور مسلمانوں کی خوش حالی کیلئے آپ کا مالی تعاون بھی منفرد اور مثالی تھی۔

آپ کا اسم گرامی عثمان بن عفان ہے۔ آپ کا تعلق ایک تاجر گھرانے سے تھا جو خاص طور پر کپڑے کا کروبار کرتا تھا آپ اکثر عرب کے دوسرے شہروں اور دوسرے ممالک میں بغرض تجارت سفر پر رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ءِ آخرالزماں حضور سید دوعالم امام الانبیاء ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت آپ مکہ شریف میں موجود نہ تھے البتہ حضرت ابوبکر صدیق حضور پر ایمان لا چکے تھے اور آپ اس قدر اسلام کے سچے اور مضبوط عقیدت مند تھے کہ ہر وقت اور ہر جگہ ہر آدمی تک اسلامی کا پیغام حق پہنچانے میں بیقرار نظر آتے تھے۔

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ والہانہ محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ عرض کیا کہ حضور مجھے تین چیزیں بہت پسند ہیں آپ نے فرمایا کیا کیا؟ عرض گزار ہوئے۔

النظر الی وجہ رسول اللہ

ترجمہ ''کہ اللہ کے رسول ﷺ کا مبارک چہرہ ہو اور میری نظر''۔

گویا آپ کو دیکھتا رہو سبحان اللہ۔ ارشاد ہوا دوسری کیا چیز محبوب ہے عرض کیا۔

انفاق مالی علی رسول اللہ

ترجمہ ''میرا مال ہو اور اللہ کے رسول ﷺ کیلئے خرچ ہو۔ فرمایا تیسری کیا چیز ہے تو عرض کرتے ہیں''۔

ان یکون ابنتی تحت رسول اللہ

ترجمہ ''میری بیٹی ہو اور رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں ہو''۔

چنانچہ یہی تینوں چیزیں آپ کی زندگی کا حاصل ہے۔

آپ جانتے تھے کہ مکے کا ہر شخص اس طرح حضور اکرم ﷺ کی غلامی میں آ جائے اور کفر وشرک کو چھوڑ کر اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھ کر ایک اللہ کا ماننے والا بن جائے۔ چنانچہ اسی ذوق ومحبت رسول ﷺ میں آپ کی ملاقات مکے کی گلیوں میں عثمان بن عفان سے ہوگئی ویسے بھی حضرت صدیق ابوبکر ؓ کی عثمان بن عفان ؓ سے پرانی قریبی ملاقات چلی آ رہی تھی۔ دونوں حضرت کا آپس میں بہت میل جول تھا ایک دوسرے سے خیر خواہی کے جذبات بھی تھے آپ نے عثمان بن عفان کو کہا کہ دیکھیں آپ تو خود جانتے ہیں اور جہاں دیدہ ہیں کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ پتھروں کی عبادت کر رہے ہیں۔ یہ لوگ کیسے بیوقوف اور جہالت میں پھنسے ہوئے ہیں عثمان بن عفان نے کہا کہ ہاں واقع آپ درست کہہ رہے ہیں حضرت ابوبکر نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کیلئے رشد وہدایت کا علمبردار بنا کر حضرت محمد بن عبداللہ کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ عثمان بن عفان کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہاری اور ساری مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عثمان پر ایک قسم کی کیفیت طاری ہوگئی اور اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عثمان غنی ؓ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جن کو اسلام قبول کرنے کی

پاداش میں رشتہ داروں، عزیزوں اور مکے کے بت پرستوں یعنی مشرکین کی طرف سے بے پناہ اذیتیں پہنچائی گئیں۔ایسے تکالیف کہ پہاڑ بھی لرزا ٹھے مگر جن پر نگاہ نبوت پڑ گئی اور وہ حقیقت کو پہچان گئے۔ مئے توحید کا انہوں نے مزا چکھ لیا پھر ان کے سامنے یہ چندروزہ دنیا کی سختیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔

آپ کے چچا حکم بن ابی العاص کو پتہ چلا تو وہ سخت برہم ہوئے اور عثمان غنیؓ کو سختی سے اسلام کو چھوڑ دینے کو کہا مگر یہ تو ان کی بھول تھی حضرت عثمان غنیؓ کا اسلام قبول کرنا تو خدائی فیصلے تھے۔مگر چچا نے آپ پر ظلم وتشدد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوری۔ مورخین نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میرا چچا مجھے اونٹ کی تازہ کچی کھال میں بند کر کے دھوپ میں چھوڑ دیتا۔ مجھے بیڑیاں ڈال کر کمروں میں بند کر کے بھوکا پیاسا رکھتا۔مگر آپ ہر مصیبت جھیلنے کو تیار رتھے۔حکم بن العاص نے کہا کہ دنیا ہمیں کیا کہے گی کہ آباؤاجداد کا دین چھوڑ کر معاذ اللہ ایک یتیم اور ان پڑھ کے پیچھے لگ گئے ہو مگر آپ کی زبان سے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہی نکلتا۔حکم بن العاص مار مار کر تھک گیا مگر حضرت عثمان مار کھا کھا کر نہیں تھکے۔کاروبار سے الگ کر دینا۔ مال و دولت سے محروم کر دینا ایک الگ امتحان تھا۔مگر جن پر حقیقت کھل جائے وہ دنیا کو کب کسی گنتی میں لاتے ہیں۔

دوسری طرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کوشش سے عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ بن الجراح، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوسلمہ ابن عبدالاسد، اور ارقم بن ابی ارقم بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے اسی طرح نومسلم حضرات کی تعداد اڑتیس تک ہو گئی۔کیا خوب کہا ہے کسی نے۔

نگاہ نبی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

سرور دو عالم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے فرما دیا۔ سبحان اللہ مکے کی گلیوں میں یہ سنا گیا کہ لوگ جب حضرت عثمان غنیؓ کو شادی خانہ آبادی کی مبارک باد دیتے تو کہتے کہ اگر کسی نے میاں بیوی کا بہترین جوڑا دیکھا ہو تو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عثمان غنیؓ کو دیکھے۔

اسلام کی اس رونق کو مشرکین مکہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ لہٰذا روز بروز مسلمانوں کو اذیتیں دینے اور تنگ کرنے کے درپے تھے۔ ادھر حضرت عثمان غنیؓ کو حضور اکرم سرکار دو عالم ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ جس پر آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ادھر حضرت عثمان غنیؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کا حکم ہو گیا۔ سچ بھی ہے کہ۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

حضرت رقیہ بنت رسول ﷺ بھی اپنے مقبول بارگاہ نبوت خاوند حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ تھیں۔ حبشہ میں آپ پانچ برس رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا دیا۔ جس کا نام عبداللہ تھا۔ اس لئے آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

حبشہ سے واپسی پر کچھ ہی مدت بعد نبی کریم ﷺ نے انہیں مدینہ پاک ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت بھی حضرت رقیہ آپ کے ساتھ تھیں مدینہ پاک میں آپ کی طبیعت خراب رہنے لگی۔

یہاں تک کہ آپ فتح بدر کے موقع پر زیادہ علیل ہو گئیں حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو آپ کی تیمارداری کیلئے مدینہ پاک میں رہنے کیلئے فرمایا۔ حضور ﷺ مدینہ پاک تشریف لا رہے تھے کہ ایک طرف فتح بدر کی خوشی اور دوسری طرف

لخت جگر کے وصال کا غم انا للہ و انا علیہ راجعون۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو غازیان بدر میں شمار فرمایا اور مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب اس قدر ہیں کہ اگر بڑی سے بڑی کتاب بھی لکھی جائے تو کم ہے مگر صحابہ کرام اور خود حضرت عثمان غنیؓ جو شرف اور بزرگی آپ حضور اکرم آقائے دو جہاں ﷺ کی دامادی میں سمجھتے تھے وہ کسی اور صورت میں نہیں تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی نے فرمایا کہ جب ان کی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رحلت فرما گئیں۔ تو میں بے حد رویا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیوں اتنا روتے ہو۔ میں نے عرض کیا میں اس لئے روتا ہوں کہ میرا آپ سے دامادی کا رشتہ ختم ہو گیا۔ فرمایا سنو یہ جبرائیل ہیں جو یہ حکم الٰہی کہہ رہے ہیں کہ میں رقیہ کی بہن ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے کردوں۔ چنانچہ دو سال کے بعد آپ نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے کر دیا اور آج سے آپ کو ذوالنورین یعنی عثمان غنی ذوالنورین کہا جانے لگا۔ کیوں کہ حضور اکرم ﷺ کی دو بیٹیاں یک بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں تو آپ دونوروں والے ہو گئے۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ علماء امت کا قول ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں حضرت عثمان غنیؓ کے سوا کوئی آدمی معلوم نہیں کہ جس نے نبی علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے شادی کی ہو اور اسی بناء پر آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

خشیمہ نے فضائل صحابہ میں اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے حضرت عثمان غنیؓ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ جوان ہے جو ملئع الاعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہے اور اس کے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔
اس اعزاز پر حضرت مولانا امام شاہ احمد رضا خان بریلوی نے خوب شاندار الفاظ میں حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا ہے۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

اس عز و شرف کا پس منظر کیا یہ کم ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ بچپن ہی سے مشرکانہ رسوم، شراب نوشی، قمار بازی اور بت پرستی سے متنفر تھے۔ جبکہ اس زمانے میں یہ برائیاں نو جوانوں کی عزت و فخر سمجھی جاتی تھیں۔ یہی وہ اوصاف حمیدہ ہیں جن کی بدولت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک کے بعد ایک کا انتقال ہوتا جاتا تو میں ہر ایک کے بعد دوسری بیٹی کو عثمان غنیؓ کے نکاح میں دیتا جاتا۔ یہاں تک کہ سو کی سو میری بیٹیاں ختم ہو جاتیں۔
جن دس صحابہ کرام کو نبی مکرم نور مجسم علیہ السلام نے جنت کی بشارت دی ہے ان میں حضرت عثمان غنیؓ کا نام بھی شامل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ابو بکر فی الجنۃ و عمر فی الجنۃ و عثمان فی الجنۃ و علی فی الجنۃ و طلحہ فی الجنۃ و زبیر فی الجنۃ و عبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ و سعد بن ابی الوقاص فی الجنۃ و سعید بن زید فی الجنۃ و ابو عبیدہ بن جراح فی الجنۃ۔

شیخ الاسلام امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ متواتر اسناد و طرق سے یہ حقیقت

سامنے آتی ہے کہ ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو جنت کی بشارت دی۔اوران کیلئے شہادت کی گواہی بھی دی۔

علامہ طبری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں اسلامی گورنروں کی مجلس مشاورت تھی۔ جب یہ مجلس ختم ہوئی تو حضرت امیر معاویہ نے حضرت امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ سے عرض کیا کہ شر پسندوں اور باغیوں کی طرف سے آپ پر حملے کا خطرہ نظر آ رہا ہے آپ ہمارے ساتھ شام میں تشریف لے چلیں۔ وہ لوگ وفا شعار ہیں۔حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا میں اپنے آقا و مولیٰ کی ہمسائیگی کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا۔ چاہے میری جان بھی کیوں نہ چلی جائے پھر حضرت امیر معاویہؓ نے عرض کیا کہ میں ایک لشکر آپ کی حفاظت کی خاطر مدینہ پاک میں بیٹھا دوں مگر حضرت عثمان غنی نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ہمسایوں کے رزق میں کمی کروں ناممکن۔حضرت امیر معاویہؓ نے عرض کیا کہ امیر المومنین پھر ضرور آپ سے دھوکا کیا جائے گا تو آپ نے جواب میں فرمایا حسبی اللہ و نعم الوکیل۔

حضرت عثمان غنیؓ نے مسند خلافت سنبھالتے ہی گورنروں اور اہم عہد داران سلطنت کو درج ذیل فرامین ارسال فرمائے۔

☆ انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے اور بے انصافی سے قطعی گریز کیا جائے۔

☆ تمام عہدیداروں کو اپنے کام پوری دیانت داری سے کرنا ہوں گے۔

☆ ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

☆ دشمنوں کے ساتھ جو بھی معاہدہ ہو وہ پورا کیا جائے۔

☆ عہدیداروں کی حیثیت محافظ کی سی ہے۔ وہ تمام لوگون کے آقا نہیں لہٰذا انہیں مخلوق خدا سے نرمی اور محبت سے رہنا ہوگا۔

قرآن کریم کی خدمات:۔

قرآن کریم کے سلسلے میں آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ قرآن پاک کی موجودہ ترتیب و تدوین اور رسم الخط اور قرأت (جو رسم عثمانیؓ کے نام سے موسوم ہے) کے مطابق تحفظ اور اس کی اشاعت حضرت عثمان غنیؓ کا عظیم کارنامہ ہے۔ آپ نے اس کے کئی نسخے تیار کرا کرا اپنے گورنروں اور کئی اسلامی ملکوں میں بھجوائے۔ ائمہ تجوید و قرأت اور ائمہ رسم الخط با تفاق ''اصطلاح اسلامی'' میں اس نسخے کو ''مصحف عثمانیؓ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ''قرآنی رسم الخط'' قرآن کریم کی عبارت کی طرح حضور اکرم ﷺ سے املاء ثابت ہے اور ائمہ رسم الخط نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آیات متشابہات کی طرح قرآن کریم کا رسم الخط متشابہات میں شمار ہوتا ہے۔ متشابہات سے مراد ہے کہ قرآن کریم کا وہ لفظ یا آیت جس کا معنی و مفہوم انسانی علم و عقل سے ورا ہو۔ جیسے حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں۔ یا جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے۔

یدالله فوق ایدهیم •

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے یہ اطلاع پا کر کہ حضرت عثمان غنیؓ جو حضور کے سفیر بن کر مکہ میں گئے تھے کہ مسلمانوں کی طرف سے قریش مکہ سے بات کریں کہ حضور اکرم ﷺ مع اپنے چودہ سو صحابہ کرام کے جنگ کیلئے نہیں تشریف لائے بلکہ عمرہ شریف کی غرض سے آئے ہیں۔ قریش مکہ نے کہا کہ اے عثمان آپ عمرہ کر لیں مگر تمہارے نبی علیہ السلام نہیں آسکتے۔ آپ نے فرمایا۔ میرا عمرہ عمرہ ہی نہیں جو میں اپنے آقا ﷺ کے بغیر کروں اس پر قریش مکہ نے حضرت عثمان غنیؓ کو روک لیا اور مشہور ہو گیا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر حضور سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی جمعیت سے جانثاری کی بیعت لی جس کو قرآن کریم نے یوں فرمایا ہے کہ

ترجمہ قرآنی ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے''۔

دوسری آیت میں ہے کہ۔

ترجمہ قرآنی ''بے شک وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے''۔

تو یہاں اللہ کا ہاتھ لفظ متشابہات میں سے ہے کہ کون جانے اللہ کا ہاتھ کیا ہے کیسا ہے۔ تو چونکہ رسم قرآنی میں ایسے الفاظ بھی ہیں جو اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے املاء ثابت ہیں مگر اگر ان کو رسم الخط یعنی لکھے ہوئے کے مطابق پڑھا جائے تو صریح غلط ہوگا اور رسم کے خلاف پڑھیں تو درست ہوگا۔ جیسے لا لی اللہ ترجعون۔ رسم الخط کے مطابق پڑھیں تو معنی غلط ہوگا۔ خلاف پڑھیں تو صحیح ہوگا۔ تو چونکہ عربی زبان اُم السان ہے بڑی وسیع ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی اور کئی کئی رسم الخط گو کہ ایسے موقوں پر اہل لسان کو کوئی دشواری معنی کے لحاظ سے نہیں آ سکتی تھی۔ مگر کتاب قرآن کریم تو انسانی ہدایت کیلئے ہی نازل ہوئی۔ عجم میں بھی جانی تھی۔ جو کئی مشکلات کا باعث بنتی۔ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن کریم کے جامع اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کا تیار کردہ نسخہ جو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا منگوایا اور ایک ہی رسم الخط کے ساتھ تیار کرلیا اور پھر اس نسخے کے مطابق کئی نسخے تیار کروا کرا اپنے نائبین اور اسلامی ملکوں میں بھجوا دیئے بفضلہٖ تعالیٰ آج روئے زمین پر اسی نسخے کے مطابق قرآن کریم مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور اس کی اشاعت جاری ہے جاری رہے گی اسی کو ائمہ قرأت و تجوید اور ائمہ رسم الخط کی اصطلاح میں ''مصحف عثمانی'' کہا جاتا ہے۔

اگرچہ اہل عرب کو مختلف رسم الخط اور قرأت یعنی ادائیگی میں معانی کے سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہوتی البتہ عجمیوں کیلئے یہ طریقہ کئی غلط فہمیوں کا ذریعہ بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے حضرت عثمان غنیؓ پر۔ آپ جتنی دنیا قرآن پڑھتی ہے اس کا ثواب پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور پھر حضرت عثمان غنیؓ کی روح پر فتوح کو پہنچتا ہے

پھر پڑھنے والے کو۔

آج اسلام کی ترجمانی، قوانین قدرت اور اطاعت رسول مقبول ﷺ کی صحیح سمت قرآن ہی بتاتا ہے۔ تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی اسلامی سر بلندی کیلئے یہ کتنی بڑی خدمت ہے اسی طرح دین اسلام کی عظمت وسر بلندی، اسلامی مملکت کی توسیع اور مسلمانوں کی خوشحالی اور عشق رسول اللہ ﷺ کے فروغ کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کا حسن کردار اور مالی قربانی بھی ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ حضرت عثمانؓ جود وسخا میں حضور اکرم ﷺ کی یاد تازہ کر دیتے تھے۔ آپ آسمان حلم وحیا کے درخشندہ ستارے تھے، آپ ایک طرف تو داماد امام الانبیاء ﷺ ہیں تو دوسری طرف داماد علی المرتضٰی ہیں اور جامع قرآن ہیں تو حافظ قرآن بھی ہیں۔ آپ امیر المومنین بھی ہیں اور آپ ذوالنورین بھی ہیں۔ حضور سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ ہر نبی کا کوئی رفیق (دوست ساتھی) ہوتا ہے جنت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے۔

مدینہ پاک میں ایک ہی ایسا کنواں تھا جس کا پانی میٹھا تھا۔ حضور اکرم آقائے دو جہاں ﷺ نے اس کے مالک کو فرمایا۔ کہ تم اس کنویں کو میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے عوض دے دو۔ یعنی میں تجھے جنت کا چشمہ دلا دوں گا۔ اس نے بہ وجوہ معذرت کر لی۔ مگر یہ بات حضرت عثمانؓ تک پہنچ گئی تو آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کہ اگر میں وہ (کنواں) اس کے مالک سے خرید کر تمام مسلمانوں کے وقف کر دوں تو کیا مجھے وہ جنتی چشمہ مل جائے گا۔ جس کا وعدہ آپ نے اُس شخص سے فرمایا تھا۔ اس پر سرور دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ہاں کیوں نہیں۔ وہ آپ کو بھی مل سکتا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے سنا تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے وہ کنواں 35 ہزار درہم میں خرید لیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہے تمام مسلمانون کے لئے وقف کرتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنیؓ نے دو مرتبہ حضور ﷺ سے جنت حاصل کر لی۔ ایک بیئر روحہ کو خرید کر حضور اکرم ﷺ کو پیش کرنے کے دن اور ایک مرتبہ جیش عسرت کے موقعہ پر یعنی جنگ تبوک کے موقع پر سرکار دو عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام کو مالی جانی قربانی کی ترغیب دلا رہے تھے کہ حضرت عثمان غنیؓ اٹھے اور ایک سو اونٹ مع ساز سامان پیش کیا۔ دوسری مرتبہ دو سو اونٹ اور تیسری مرتبہ تین سو اونٹ حاضر خدمت کیئے حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس محفل میں موجود تھا میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ ممبر سے نیچے تشریف لا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اس عمل کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں، اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں۔

گویا حضرت عثمان غنیؓ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی گناہوں کی دنیا سے بیزار تھے اور آج تو حضور اکرم ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا۔ کہ عثمان غنیؓ پر گناہ کا دروازہ ہی بند ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے حضور اکرم ﷺ کی دعوت کی۔ حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان غنیؓ کے گھر تشریف لیجا رہے ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ آپ کے پیچھے پیچھے کچھ گنتی کرتے چل رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے پوچھنے پر عرض کیا کہ اے آقاءِ دو جہاں ﷺ میں آپ کے مبارک قدموں کے نشان گن رہا ہوں کہ جتنے مبارک قدم آپ کے میرے گھر آنے جانے میں زمین پر لگیں گے میں اتنے غلام آپ کے قدموں پر آزاد کردوں گا۔

مدینہ پاک میں قحط سالی سے دنیا پریشان ہوگئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ لوگوں کو صبر و تحمل کی تلقین فرما رہے ہیں کہ پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنیؓ کے ہزار اونٹ غلے سے لدے مدینہ پاک میں پہنچ گئے ہیں مدینہ پاک کے تاجر اور دکاندار حاضر ہو رہے ہیں کہ یہ غلہ خریدیں اور مدینہ پاک کے لوگوں سے اس مجبوری کے عالم میں منہ مانگی

قیمتیں وصول کریں۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ نے تاجروں کو فرمایا۔ کیا منافع دو گے دس درہم پر دو درہم طے ہوا آپ نے فرمایا میں تو ایک درہم پر دس درہم منافع لوں گا منظور ہے تو آؤ۔ سب تاجر پریشان ہو گئے۔ کوئی اس قیمت پر خریدنے کو تیار نہ ہوا تو آپ نے فرمایا۔ گواہ ہو جاؤ میرے اللہ نے ایک کے بدلے 10 گنا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ میں اس کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور سارے کا سارا غلہ ہزار اونٹ کا مدینہ پاک کے تمام غرباء و مساکین میں مفت تقسیم کر دیا۔

دوسری طرف جسمانی جرأت کا یہ عالم تھا کہ تمام اپنے کام خود سرانجام دیتے حالانکہ غلاموں میں کمی نہ تھی۔ رات کو جب تہجد کیلئے آپ اٹھتے تو غلاموں کو بھی خبر تک نہ ہوتی خود پانی سے وضو فرماتے اور اللہ کے حضور کھڑے ہو جاتے۔

کبھی قبرستان سے گزر ہو جاتا تو رو رو کر آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہو جاتی خدام نے عرض کیا آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اس قدر گریہ فرماتے ہیں فرمایا یہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس میں آسانی ہو گئی تو آگے کی تمام منزلیں آسان ہو جائیں گی اور اگر اس میں مشکل ہو گئی تو سمجھو آنے والی تمام منزلیں مشکل ہوں گی۔

حضرت عثمان غنیؓ کے دل میں جتنا خوف خدا تھا۔ دنیا کے امور کو چلانے اور اللہ و رسول ﷺ کے خلاف قوتوں کے مقابلے میں اتنا ہی آپ کا دل مضبوط تھا۔ آپ کے مبارک عہد میں کئی نئے ملک اسلام میں داخل ہوئے مملکت کی آمدنی اتنی بڑھ گئی کہ فوج میں ترقیاں دیں، مشاہرے بڑھا دیئے، فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ چراگاہوں میں اضافے کئے۔ ایک ایک چراگاہ میں فوج میں کام آنے والے چالیس چالیس ہزار اونٹ پرورش پاتے ان کے پینے کے چشمے قائم کئے۔

آپ کے عہد میں بہت بڑا کارنامہ بحری فوج کا قیام ہے۔ قبرص کی فتح سے حضرت امیر معاویہ اور عبداللہ ابن سعد والئی افریقہ کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ چنانچہ

انہوں نے تھوڑی ہی مدت میں اسلامی بیڑے کو ایسا منظم کیا کہ وہ طاقتور رومی بحری بیڑے سے بھی سبقت لے گیا۔ 31 ہجری میں جب قیصر روم نے چھ سو جہازوں کے ساتھ شام کے ساحل پر حملہ کیا تو امیر البحر عبداللہ ابن ابی سرج نے رومی بیڑے کو ذلت آمیز شکست دی۔

شر پسند اور مفسدین حضرت عثمان غنیؓ کی ذاتی شان وعظمت، سخاوت، مملکت کے حسن انتظام اور اسلام کی دن بدن بڑھتی ہوئی فتوحات کو دیکھ کر منافقانہ چالوں سے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کی سازشوں میں ہر وقت کوشاں تھے۔ اور وہ اسلام کی بڑھتی ہوئی شوکت کو کس طرح برداشت کرتے آخران کی ناپاک اور اسلام کے خلاف سازشیں بڑھتی گئیں اور اسلام دشمن طاقتیں ان سازشوں کو مزید سہارا دیں گئیں۔ جو خلیفہ سوم حضرت امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت پر منتج ہوئیں۔

وہ خلیفہ وقت جس کی حکمرانی مشرق ومغرب میں پھیلتی ہی چلی گئی۔ جس کا فوجی نظام اُس وقت کی بڑی بڑی مملکتوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ جس نے نومولود بچوں کے وظائف مقرر کر دیئے۔ جس نے مسجد نبوی کی شاندار توسیع کرائی۔ جس نے مسجدیں بنوائیں اور موذنوں اور خطیبوں کے مشاہرے مقرر کیئے۔ جس کی فوجی بری بحری طاقت کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ اس کے ایک اشارہ ابرو سے بلوائیوں، شر پسندوں کا لمحوں میں صفایا ہو سکتا تھا مگر آپ اس قدر احترام مدینہ اور صاحب مدینہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے کہ جام شہادت نوش فرمالیا مگر اپنے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے گلی کوچوں کو مسلمانوں کے خون سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل کے چھ سال بعد 576ء میں طائف میں اور شہادت 18 ذوالحجہ 35 ہجری مدینہ پاک میں ہوئی۔

شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں
زمیں پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

سفیرِ قرآن مولانا قاری غلام رسول کا

آیت کریمہ (اسم اعظم) پر بیان

تاریخ: 08-02-2005

لا الٰہ الاّ انت سبحنك انی کنت من الظالمین O

یہ آیت کریمہ اسم اعظم ہے

اس کے ورد سے دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مصائب و آلام اور دکھ دور ہوتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اور اسی آیت کریمہ کا ورد کرتے رہے۔

سنو! جو بھی مسلمان جس معاملے میں جب بھی اپنے رب سے یہ دعا کرے اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرماتا ہے۔ (حدیث)

انسانی زندگی میں دکھ بھی ہیں اور سکھ بھی دکھ ہوگا تو سکھ کی قدر و اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

تعرف الاشیاء باضدادہ

ترجمہ "چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں"۔

سکھ حاصل کرنے کیلئے دکھ کو دور کیا جاتا ہے۔ دکھ دور کرنے کیلئے جہاں دنیاوی اسباب وذرائع اور طبیب حاذق کا سہارا لیا جاتا ہے وہاں از آدم یا ایں دم اور تا قیامت دکھوں سے رہائی حاصل کرنے کیلئے روحانی مدد اور اللہ سے دعا کرنا بھی قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں ایک ذریعہ ہے۔ اس سلسلے میں آیت کریمہ روحانیت کا ایسا سرچشمہ ہے جس کا

ذکر قرآن، حدیث، تفاسیر اور ادوار و ظائف کی متعدد کتب میں کیا گیا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی طرح اس سے دنیا استفادہ حاصل کرتی رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ لہٰذا ضروری سمجھا کہ جب ہم دنیاوی ذرائع اسباب اور طب پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں اور رکھنا چاہیے کیونکہ یہ بھی اسلامی تعلیمات کا ایک حصہ ہے تو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن وسنت جو نہ صرف مادی اسباب ومسائل کی تعلیمات کا منبع ہے بلکہ روحانیت کا بھی اصل مرکز ہے اور دیکھا جائے تو ہم مسلمانوں کی توجہ مادیت سے زیادہ روحانیت کی طرف ہونی چاہیے تاکہ دین و دنیا کے امور میں حصول مقاصد کیلئے قرآن وسنت کی روحانی تعلیمات سے ہم زیادہ استفادہ کرسکیں۔

یاد رہے کہ یہاں حضرت یونس علیہ السلام کا پورا واقعہ بیان کرنا مقصد نہیں صرف ان کی دعا اور اس کی مقبولیت اور پھر جو کوئی بھی اس دعا کو پڑھے گا وہ مقبول ہوگی کے بارے میں قرآن وحدیث اور تفاسیر کے حوالے سے بات کرنی ہے۔

سب سے پہلے سورئہ انبیاء کی آیت نمبر 88-87 کا ترجمہ اور پھر تفسیر ابن کثیر کی عبارت۔

ترجمہ قرآنی ''کہ ہم اسے تنگ نہ پکڑیں گے۔ پھر تو اندھیروں کے اندر سے پکار اٹھے کہ خدایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں ہوگیا O تو ہم نے اس کی پکار سن لی۔ اور اسے غم سے نجات دے دی۔ ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں O''

تفسیر شروع کرنے سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں لفظ ظالم کبھی کافر کبھی فاسق پر اور کبھی گنہگار پر اور کبھی انکساری یعنی ترک اولیٰ پر بولا گیا ہے۔ نبی نہ کافر ہوتا ہے نہ فاسق نہ گنہگار، لہٰذا جہاں کہیں نبی علیہ السلام نے اپنے لئے لفظ ظالم استعمال کیا ہے وہ انکساری عِطبع کیلئے بر موقع اجتہادی ترک اولیٰ یعنی بہترین اور بہتر میں بہترین کو ترک کرنا مثلاً بہتر یہ تھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کا قوم کی نافرمانی پر وہاں سے نکلنا اور نہ

نکلنا بہترین اسی لئے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان نے یہاں ظالم کا ترجمہ کیا ہے ''مجھ سے بے جا ہوا''۔

تفسیر ابن کثیر حضرت علامہ ابن کثیر کی وہ بلند پایہ تفسیر قرآن ہے۔ جسے ''اُم التفاسیر'' کا درجہ حاصل ہے تمام مفسرین اس پر متفق ہیں وہ سب سے زیادہ قرآن کریم کو بطریق سلف صالحین سمجھانے والی تفسیر تفسیر ابن کثیر ہے۔

تفسیر کا متن:۔

ان اندھیروں میں پھنس کر اب یونس علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔ سمندر کے تلے کا اندھیرا، پھر مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، پھر رات کا اندھیرا یہ سب اندھیرے جمع تھے۔ آپ نے سمندر کی تہ کی کنکریوں کی تسبیح سنی اور خود بھی تسبیح کرنی شروع کی۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں جا کر پہلے تو سمجھے کہ میں مر گیا۔ پھر پیر کو ہلایا۔ تو وہ ہلا یقین ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ وہیں سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے یا الٰہی میں نے تیرے لئے اس جگہ کو مسجد بنایا جسے اس سے پہلے کسی نے جائے سجدہ نہ بنائی ہوگی۔ حسن بصری فرماتے ہیں۔ چالیس دن آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ جب خدائے تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے قید کا ارادہ فرمایا تو مچھلی کو حکم دیا کہ آپ کو نگل لے۔ لیکن اس طرح کہ نہ ہڈی ٹوٹے نہ جسم پر خراش آئے۔ جب آپ سمندر کی تہ میں پہنچے تو وہاں تسبیح سن کر حیران رہ گئے وحی آئی کہ یہ سمندر کے جانوروں کی تسبیح ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی تسبیح خدا شروع کر دی۔

اسے سن کر فرشتوں نے کہا۔ بارالٰہی یہ آواز تو بہت دور کی اور بہت کمزور ہے۔ کس کی ہے ہم تو نہیں پہچان سکے۔ جواب ملا کہ یہ میرے بندے یونس علیہ السلام کی آواز ہے۔ اس نے میری نافرمانی کی میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں قید خانے میں ڈال دیا ہے۔ انہوں نے کہا پروردگار ان کے نیک اعمال تو دن رات کے ہر وقت چڑھتے ہی رہتے تھے۔ اللہ

تعالیٰ نے ان کی شفارش قبول فرمائی اور مچھلی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو کنارے پر اُگل دے۔

تفسیر ابن کثیر کے ایک نسخے میں یہ روایت بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کسی کو لائق نہیں کہ وہ اپنے تیئں یونس بن متیٰ علیہ السلام سے افضل کہے۔ خدا کے اس بندے نے اندھیروں میں اپنے رب کی تسبیح بیان کی ہے۔ اور جو روایت گزری اس کی وہی ایک سند ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دعا کی تو یہ کلمات عرش کے اردگرد گھومنے لگے۔ فرشتے کہنے لگے۔ بہت دور دراز کی یہ آواز ہے۔ لیکن کان اس سے پہلے آشنا ضرور ہیں۔ آواز بہت ضعیف ہے۔ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ میرے بندے یونس علیہ السلام کی آواز ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ وہی یونس علیہ السلام جس کے پاک عمل قبول شدہ ہر روز تیری طرف چڑھتے ہیں اور جن کی دعائیں تیرے پاس مقبول تھیں۔ خدایا جیسے وہ آرام کے وقت نیکیاں کرتا تھا۔ تو اس مصیبت کے وقت اس پر رحم فرما۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو بغیر کسی تکلیف کے کنارے پر اُگل دے۔ پھر فرماتا ہے کہ ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور غم سے نجات دے دی۔ ان اندھیروں سے نکال دیا۔ اسی طرح ہم ایمانداروں کو نجات دیا کرتے ہیں۔ وہ مصیبتوں میں گھر کر ہمیں پکارتے ہیں اور ہم ان کی دستگیری فرما کر تمام مشکلیں آسان کر دیتے ہیں۔ خصوصاً جو لوگ اس دعائے یونس کو پڑھیں جس کی سید الانبیاء ﷺ نے رغبت دلائی ہے۔

مسند احمد ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ فرماتے ہیں میں مسجد میں گیا حضرت عثمانؓ وہاں موجود تھے۔ میں نے سلام کیا آپ نے مجھے بغور دیکھا اور میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ سے آکر شکایت کی۔ آپ نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا ان سے واقعہ بیان کیا کہ آپ نے ایک مسلمان بھائی کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا۔ نہ یہ آئے نہ انہوں نے سلام کیا۔ نہ یہ کہ میں نے انہیں جواب نہ دیا۔ اس پر میں نے قسم کھائی تو آپ نے بھی میرے مقابل میں قسم

اٹھائی۔ پھر کچھ خیال کر کے حضرت عثمان غنیؓ نے توبہ استغفار کیا۔ اور فرمایا ٹھیک ہے آپ نکلے تھے لیکن میں اُس وقت اپنے دل سے وہ بات کہہ رہا تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ واللہ جب وہ مجھے یاد آتی ہے۔ میری آنکھوں پر ہی نہیں بلکہ میرے دل میں بھی پردہ پڑ جاتا ہے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا۔ میں آپ کو اُس کی خبر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے "اول" دعا کا ذکر کیا ہی تھا کہ ایک اعرابی آ گیا اور آپ کو اپنی باتوں میں مشغول کر لیا بہت وقت گذر گیا۔ اب حضور اکرم ﷺ وہاں سے اٹھے اور مکان کی طرف تشریف لے چلے۔ میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ جب آپ اپنے گھر پہنچ گئے تو مجھے ڈر ہوا کہ کہیں آپ اندر نہ چلے جائیں اور میں رہ جاؤں تو میں نے زور زور سے زمین پر پاؤں مار مار کر چلنا شروع کیا میری جوتیوں کی آہٹ سن کر آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کون "ابو اسحٰق" (یعنی حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ) میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا حضور آپ نے "اول" دعا کا ذکر کیا پھر وہ اعرابی آ گیا اور آپ کو مشغول کر لیا۔ آپ نے فرمایا ہاں ہاں وہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کی تھی یعنی

لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظالمین

سنو! جو بھی مسلمان جس معاملے میں جب کبھی اپنے رب سے یہ دعا کرے اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرماتا ہے۔ (حدیث)

ابن ابی حاتم میں ہے جو بھی حضرت یونس علیہ السلام کی اس دعا کے ساتھ دعا جوڑ لے اس کی دعا ضرور قبول کی جائے گی۔ ابو سعدؒ فرماتے ہیں اسی آیت میں اس کے بعد ہی فرمان ہے۔ ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔ ابن جریر میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں بہ خدا یہ وہ نام ہے جس سے وہ پکارا جائے تو قبول فرمائے اور جو مانگا جائے اور عطا فرمائے وہ حضرت یونس علیہ السلام بن متیٰ کی دعا میں ہے۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ حضرت یونس علیہ السلام کے لئے ہی خاص تھی۔ یا تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔ فرمایا، اُن کے لئے خاص اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔ کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا۔

ترجمہ قرآنی ''اور ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اسے غم سے چھوڑا دیا اور اسی طرح ہم مومنوں کو چھڑاتے ہیں)۔ پس جو بھی اس دعا کو کرے اس سے اللہ تعالیٰ کا قبولیت کا وعدہ ہو چکا ہے۔

ابن ابی حاطم میں ہے ابن سعد فرماتے ہیں، میں نے امام حسن بصریؒ سے پوچھا کہ اے ابو سعد خدا کا وہ اسم اعظم کہ جب اس کے ساتھ اس سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جب اس کے ساتھ اُس سے سوال کیا جائے تو عطا فرمائے کیا ہے؟

آپ نے جواب دیا برادر زادے کیا تم نے قرآن کریم میں خدا کا یہ فرمان نہیں پڑھا؟ پھر آپ نے یہی دو آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا بھتیجے یہی خدا کا اسم اعظم ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ قبول فرماتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ اس سے مانگا جائے وہ عطا فرماتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رہے اور آپ یہی دعا پڑھتے رہے۔ اور یہ دعا عرش عظیم تک پہنچی اور فرشتے اس کو سنتے ہیں اور اس آیت کریمہ کو اسم اعظم بھی قرار دیا گیا ہے۔ اس تفسیر اور مذکورہ احادیث میں کہیں نہیں آیا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اسے ایک ہی مرتبہ پڑھا اور نہ ہی مل کر پڑھنے اور سوا لاکھ مرتبہ پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

سورۂ انبیاء میں چند ایک اولوالعزم رسولان کرام کے حالات بیان ہوتے ہیں تاکہ راہ حق اختیار کرنے والے راستے کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کیلئے صرف اپنے ہی لئے مشکلات نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مقدس اور متعدد ہستیوں کے راستے میں آنے والے مصائب کو جان کر اپنے اندر ہمت حوصلہ اور صبر و استقامت کا جذبہ پیدا کر کے رکاوٹوں

آزمائشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے منزل حق کی طرف گامزن رہیں۔

یاد رہے کہ بنیادی طور پر تو مسائل کی بنیاد ایک ہی ہوتی ہے۔ مگر بیان اپنا اپنا مزید اضافوں کے ساتھ قارئین کے لئے زیادہ مفید ہو کر سامنے آتا ہے۔ لہٰذا اب تفسیر ضیاء القرآن کے حوالے سے آیت کریمہ کی مقبولیت پر اور اس کے ورد پر بات چیت ہوگی۔

حضرت یونس علیہ السلام اہل نینوا کی طرف نبی بھیجے گئے تھے آپ نے انہیں بہت سمجھایا لیکن قوم نہ مانی آپ مایوس ہو گئے کہ اللہ کے احکام کو نہیں مانتے۔ آپ کا دل غصہ سے بھر گیا۔ آپ اذن الٰہی سے قبل وہاں سے ہجرت فرما گئے۔ راستے میں دریا تھا۔ کشتی پر سوار ہو گئے درمیان دریا کشتی ڈوبنے لگی۔ باقی سواریوں کو بچنے کیلئے ایک آدھ سواری کو کم کرنا ضروری تھا۔ قرعہ اندازی ہوئی اور تین مرتبہ آپ کا نام نکلا۔ آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ بہ حکم الٰہی وہاں ایک بڑی مچھلی منہ کھولے موجود تھی۔ اس نے آپ کو فوراً نگل لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ مچھلی یہ تیری غذا نہیں بلکہ نے ان کو تیرے شکم میں قیدی بنا دیا ہے۔ وہاں آپ نے اپنے اللہ کو مذکورہ الفاظ سے پکارا۔ اعتراف ترک اولیٰ (یعنی بغیر اجازت ہجرت) کیا۔ اور اللہ کی وحدانیت اور الوحیت کا اقرار کیا اور آپ کے مذکورہ الفاظ سے اللہ کے دربار میں التجا کی۔ اللہ نے قبول فرمایا اور مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو کنارے جا کر اگل دے۔ یہ دعائیہ کلمات اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند آئے کہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم اہل ایمان کو غم واندوہ کے اندھیروں سے یونہی نجات دیتے ہیں۔

امام احمد ترمذی اور دیگر محدثین سے منقول ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

دعوة ذى النون اذا دعا ربه، وهو فى بطن الحوت لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظالمين لم يدع بهار جل مسلم فى شيع الا استجاب له۔

ترجمہ حدیث ''حضرت ذی النون کی وہ دعا جو مچھلی کے شکم میں انہوں نے کی تھی جو مسلمان جس مشکل میں ان الفاظ سے یہ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا''۔

حاکم نے ایک اور ارشاد نبوی ﷺ اس طرح نقل کیا ہے۔

الا اجرو کم بشیء اذا نزل باحد م او بلاء فدعابه الا فرج الله عنه قیل بلی یا رسول الله ﷺ

ترجمہ حدیث "حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے پوچھا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تمہیں کوئی غم اور مصیبت لاحق ہو اور تم اس سے بارگاہ الٰہی میں التجا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مشکل آسان فرما دے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ ضرور ارشاد فرمایئے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے یہی دعا لا الہ الا انت الخ ارشاد فرمائی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے صاجزادے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو قضائے حاجات کیلئے نفل پڑھنے کیلئے بتلائے جن کی ترتیب یہ ہے۔

آدمی مشکلات سے نجات پانے کیلئے چار رکعت نفل پڑھے۔

پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ انبیاء کی آیت 88-87 سو بار پڑھے۔

دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد **رب انی مسنی الضرو انت ارحم الرحمین** سو بار پڑھے۔ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد **وافوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد** سو بار پڑھے۔ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد **قالو احسبنا الله ونعم الوکیل** پھر سلام پھر کر سو بار کہے۔ **رب انی مغلوب فانتصر**۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ چارون آیات اسم اعظم ہیں کہ ان کے وسیلے سے جو سوال کیا جائے اور جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں سورۃ انبیاء آیت نمبر 88-87 حضرت یونس علیہ السلام کا سارا مگر مختصر واقعہ لکھ کر فرماتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ میں اس دعا کی برکت سے اللہ

تعالیٰ نے آپ کے لئے مچھلی کو حکم دیا اس نے آپ کو باہر کنارے اگل دیا۔ اور اسی بستی (نینوا جو موصل کے مقامات میں تھی) کی طرف صحیح سالم واپس کئے گئے۔ آپ مزید لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ کاملین کی ادنیٰ ترین لغزش کو بہت سخت پیرایہ میں ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے کئی جگہ لکھ چکے ہیں اور اس سے کاملین کی تنقیص نہیں ہوتی۔ بلکہ جلالت شان ظاہر ہوتی ہے کہ اتنے بڑے ہو کر ایسی چھوٹی سی فروگذاشت بھی کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے فوائد میں مزید لکھتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا یہ حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ہی خاص نہیں جو ایماندار لوگ ہم کو اسی طرح پکاریں گے۔ ہم کو ان بلاؤں سے نجات دیں گے۔ احادیث میں اس دعا کی بہت فضیلت آئی ہے اور اُمت نے شدائد و نوائب میں ہمیشہ اس کو مجرب پایا ہے۔

تفسیر نبوی:۔

حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی نقشبندیؒ اپنی تفسیر نبوی میں سورہ ن والقلم کی آیت نمبر 48-47 کی تفسیر فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کے حالات بیان فرماتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے ارشاد فرمایا کہ اے مچھلی یہ ہمارا بندہ ہے۔ اس کو کھانا نہیں۔ بلکہ تیرے پاس یہ ہماری امانت ہے۔ ہم ایک دن یہ امانت واپس لے لیں گے۔ سات روز، بیس روز یا چالیس روز آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے آپ جتنی دیر بھی مچھلی کے پیٹ می رہے لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین پڑھتے رہے۔

حضرت علامہ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔ جس شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو اور سخت مصیبت کا شکار ہو، یا بہت ہی اہم قسم کی حاجت وضرورت پیش آجائے۔ تو اس کو چاہیے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر غم اور دکھ سے نجات عطا فرمائے گا۔ دعا کے لئے ادب وشرائط کے سامنے رکھے۔ ہر مشکل آسان ہو گی۔

حضرت یونس علیہ السلام کا چلہ مچھلی کے پیٹ میں پورا ہوا۔ اگر کسی کو بہت بڑا دکھ آ پہنچے تو وہ اس آیت مبارکہ کا چلہ پورا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ سنا کر فرمایا۔ جس طرح ہم نے یونس علیہ السلام کو سنبھالا دیا تھا اسی طرح آپ کو بھی کفار کے مکر و فریب سے محفوظ فرمالیں گے۔ آپ صرف ہماری رحمت پر نظر رکھیں۔

سورۃ الصفت میں آیت نمبر 139 تا 148 تک کی آیات کی تفسیر میں علامہ نبی بخش فرماتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام شروع ہی سے اپنے پروردگار کے ذاکر تھے۔ نمازی تھے۔ اس لئے آپ مچھلی کے پیٹ میں اُس ذکر سے غافل نہ ہوئے۔ اور وہاں بھی لا الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین پڑھتے رہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دعا مانگنے کے غم سے نجات دی اور یہ غم مجموعہ تھا کئی غموں کا۔

1۔ ایک قوم کے ایمان نہ لانے کا۔

2۔ ایک عذاب کے ٹل جانے کا۔

3۔ ایک قبل اذن صریح حق تعالیٰ کے وہاں سے چلے آنے کا

4۔ ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس رہنے کا

اور جو دعا مانگی وہ یہ ہے لا الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین۔

تفسیر نعیمی:۔

یہ تفسیر حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی گجرات پاکستان کی تحریر کردہ ہے۔ آپ کا وصال ہوگیا۔ مگر تفسیر ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی پھر ان کے صاحبزادے مفتی اقتدار احمد خان صاحب نے باقی تفسیر شروع کی۔ وہ بھی نامکمل چھوڑ کر اپنے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انا لله و انا الیه راجعون۔ میں جس وقت سترویں جلد یعنی سترویں پارے میں

سورۂ انبیاء کی تفسیر سے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق حوالہ جات نوٹ کر رہا تھا کہ مولانا حافظ قاری خادم حسین خطیب برطانیہ کا فون آیا۔ باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب جو لندن برطانیہ میں تفسیر کا کام کر رہے تھے قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے ہیں انا لله و انا الیه راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر و تحمل عطا فرمائے۔

چنانچہ آپ با حوالہ حضرت یونس علیہ السلام کے حالات لکھتے ہوئے (تفسیر نعیمی جلد 17 صفحہ 430) تحریر کرتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام نے ادھر ادھر دیکھا تو اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ آپ نے گھبرا کر عرض کیا۔ لا الٰه الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین چنانچہ اس ورد سے مچھلی کے پیٹ میں روشنی ہو گئی۔ پہلے تین اندھیرے تھے۔ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، دریا یا سمندر کی تہ کا اندھیرا، رات کا اندھیرا، آپ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے اور اتنا عرصہ یہ ورد کرتے رہے۔ الخ

مفتی صاحب نے تفسیر کے صفحہ 10 پر اس آیت کریمہ کے اسم اعظم ہونے کا حوالہ بھی دیا ہے۔ صفحہ 436 پر تحریر فرماتے ہیں کہ ان اندھیروں میں مسلسل آپ چالیس روز تک یہ وظیفہ پڑھتے ہی رہے۔ اور سوا لاکھ مرتبہ مکمل فرمایا۔ اسی طرح اس تفسیر کے صفحہ 437 پر (فائدہ) یونس علیہ السلام کی مچھلی کا واقعہ ظاہراً تو عتاب معلوم ہوتا ہے مگر حقیقتاً باطناً یہ بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی ایک عظیم قوت شان بیان کرتی ہے۔ یعنی اجسام انبیاء کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ نہ آگ نہ پانی نہ مٹی نہ ہوا، نہ ہتھیار نہ کوئی جانور درندہ ان عظیم مخلوق ہستیوں کیلئے جانوروں، مچھلیوں کا وہ پیٹ جس کا معدہ ہڈیوں کو ہضم کر جائے۔ معدہ نہیں رہتا مسجد بن جاتی ہے۔ ان کے کپڑے تک گلتے بگڑتے نہیں۔ یہ فیض ان کی ہمراہی کا ہے۔ دیکھو، حضرت یونس علیہ السلام کا ہوش و حواس یادداشت عمل و فکر تک نہ بگڑا نہ بدلا۔ ورنہ بہادر سے بہادر آدمی ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ یا کہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ حضرت یونس

علیہ السلام کو شکم ماہی میں پہنچ کر سب کچھ پتہ رہا کہ میں کون ہوں۔ کہاں ہوں۔ بلکہ جوان کے دامن غلامی یا جسم اقدس سے لگ جائے وہ بھی حفاظت کے قلعے میں سدا بہار ہو جاتا ہے۔ صفحہ 438 پر ہے کہ فاستجبنا کا جملہ بتا رہا ہے کہ یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں یہ ورد کرنا دراصل مصیبت اور غم سے نجات کی دعا تھی۔ جس کو آیت کریمہ کے نورانی غلاف میں آپ نے پوشیدہ کر دیا۔ اس طرح یہ دعا عبادت الٰہی بن گئی۔ اسی صفحہ پر مسئلہ وکذالك ننجی المومنین فرمایا۔ اور اس کی تفسیر حدیث نبوی سے مستنبط ہوا۔ جبکہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا ہر مسلمان کو یہ آیت کریمہ کا ورد مفید ہے۔ تو آقائے کائنات ﷺ نے یہی آیت وکذالك ننجی المومنین تلاوت فرما کر فرمایا۔ ہاں مفید ہے۔ (ترمذی شریف)

صفحہ 446 پر ایک حدیث پاک کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جو کہ اس طرح ہے۔

حدیث مقدس میں ہے کہ جو کوئی مسلمان پریشان حال مصیبت و بیماری زدہ اس آیت کریمہ کا ورد کرتے ہوئے گناہوں سے سچی توبہ کرے۔ اپنی ظالمیت کا اقرار بھی کرے اور پھر نجات کی مناجات بھی کرے اور پھر نجات کی مناجات بھی کرے۔ اور التجائے نمناک کرے تو رب تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول فرمائے گا کچھ بزرگوں نے فرمایا یہ آیت کریمہ اسم اعظم بھی ہے مستدرک، حاکم، تفسیر روح البیان، تفسیر قادری جو حرف بہ حرف ترجمہ ہے تفسیر حسینی مؤلفہ ملا حسین واعظ کاشفی ساکن لکھنؤ محلہ دار العلم فرنگی محل۔

تفسیر جلد دوم صفحہ 66 سورۃ انبیاء میں حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ شہر نینواں سے واپسی۔ دریا میں کشتی پر سوار اور کشتی دریا میں مچھلی کے پیٹ میں جانے اور پھر لا الہ الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین پڑھنے سے آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نجات کی تشریح میں ایک حوالہ دیتے ہیں۔ ''انوار'' میں حضرت سید عالم ﷺ سے منقول ہے کہ جو کوئی سختی اور کرب میں پھنسا ہوا اور خدا کو اس دعا کے ساتھ پکارے تو خدا اس کی دعا قبول ہی فرماتا ہے۔

اسی تفسیر میں سورۃ الصفت صفحہ 323 پر پھر حضرت یونس علیہ السلام کا بیان کیا گیا۔
یعنی تینوں مرتبہ قرعہ انہیں کے نام کا نکلا۔ پس اہل کشتی نے انہیں اٹھا کر قصد کیا کہ دریا میں
ڈال دیں کہ یکا یک بہ حکم خدا ایک مچھلی جو دریا میں ڈال دیں کہ یکا یک بہ حکم خدا مچھلی جو
دریا کی تہہ میں رہتی تھی۔ کشتی کے پاس آئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی طرف منہ کھولا۔
ملاحوں نے یہ حال دیکھ کر چاہا کہ حضرت یونس نعلیہ السلام کو اور طرف دریا میں ڈال دیں
غرضیکہ جدھر جدھر ملاح حضرت یونس علیہ السلام کو لے جاتے تھے اُدھر اُدھر مچھلی ظاہر ہوتی
تھی۔ آخر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنا سر کملی میں چھپا کر اپنے تئیں آپ کو دریا میں ڈال
دیا۔ پس مچھلی کو حکم پہنچا کہ میں نے اسے تیرا کھانا نہیں کیا ہے بلکہ تیرے پیٹ کو اس کا قید
خانہ بنایا ہے۔ خبردار ان کے اعضاء کی ترکیب میں فرق نہ پڑے۔ پس مچھلی ان کی نگہبانی
میں ایسی رعایت کرنے لگی جیسے رعایت ماں اپنے فرزند کی حفاظت میں کرتی ہے اور سر پانی
سے باہر نکال کر تیرتی تھی اور حضرت یونس علیہ السلام اس کے پیٹ میں سانس لیتے تھے۔
تین دن یا سات دن اس کے پیٹ میں رہے اور بہت مشہور بات یہ ہے کہ چالیس دن مچھلی
کے پیٹ میں رہے اور مچھلی دریاؤں میں پھری اور حق تعالیٰ نے اس کا گوشت اور پوست ایسا
باریک اور صاف کر دیا تھا۔ جیسے شیشہ کو یونس علیہ السلام نے دریا کے عجائب وغرائب مشاہدہ
کئے۔ اور برابر خدا کی یاد میں مشغول رہے۔ (تو اگر وہ یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والے نہ
ہوتے) مچھلی کے پیٹ میں کہ **لا الٰہ الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین** کہتے
تھے، یا اگر یہ نہ ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں جانے کے پہلے ذکر کرنے والوں اور نماز پڑھنے
والوں میں سے ہوتے (تو البتہ ٹھہرتے مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک کہ اٹھائے
جائیں گے لوگ قبروں میں سے) مگر خدا کے ذکر کی برکت سے انہیں بہت جلد رہائی دی،
(پھر ڈال دیا ہم نے اسے) یعنی مچھلی کو ہم نے حکم دیا تو اس نے یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ
سے نکال کر ڈال دیا (زمین ہامون پر) یعنی ایسے میدان میں جہاں درخت، گھاس، پتے،

پہاڑ کچھ نہ تھا۔ ایسی جگہ انہیں ڈال دیا۔ (حالانکہ وہ بیمار تھے) یعنی کمزور اور دبلے جیسے لڑکا اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ (اور اگایا ہم نے یونس علیہ السلام کے سر پر ایک درخت کدو کا) کہ اس نے اپنے پتوں سے ان پر سایہ کرلیا۔ "زادالمسیر" میں ہے کہ کدو کے پتے کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے گرد مکھی نہیں آتی۔ جب حق تعالیٰ نے انہیں درخت کدو میں چھپا دیا تو مکھیوں کی تکلیف اور آفتاب کی گرمی سے وہ بے خوف ہو گئے اور پہاڑی بکری کو حکم دیا کہ وہ آتی اور حضرت یونس علیہ السلام کو دودھ پلاتی۔ یہاں تک کی ان کی کھال مضبوط ہوئی اور ان کا گوشت بھر آیا۔ تو پھر وہ اپنی حالت اصلی پر آ گئے۔ (اور بھیجا ہم نے اسے دوبارہ) (سو ہزار کی طرف) یعنی لاکھ آدمیوں کے (یا زیادہ) یعنی ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ ستر ہزار آدمیوں پر ہم نے یونس علیہ السلام کو رسول کیا۔ جب نینواں کے لوگوں کو حضرت یونس علیہ السلام کے آ پہنچنے کی خبر پہنچتی تو بادشاہ تمام قوم سمیت ان کے استقبال کو نکلا۔ (پھر ایمان لائے) یعنی ان کے ہاتھ پر تجدید ایمان کی۔

اسی تفسیر قادری کی سورۂ ن والقلم پارہ 29 صفحہ 567 پر۔

یاد رہے کہ جب یونس علیہ السلام نے پکارا اپنے رب کو مچھلی کے پیٹ میں سے اور لا الٰہ الا انت سبحنك انی کنت من الظالمین کہا۔ اگلی آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اس دعا کی مقبولیت کی نعمت سے آپ کو نہ نوازہ جاتا تو ان کو بے آب و گیاہ میدان میں ڈال دیا جاتا اور وہ ملامت اور مذمت کیا ہوتا۔ پس اس کے رب نے اس کو برگزیدہ کرلیا۔ اسے اس کے رب نے نبوت اور رسالت دے کر اور وحی بھیج کر پھر کرلیا، اُس کو صالحوں میں یعنی پیغمبروں میں سے مذکورہ چند ایک احادیث و تفاسیر کے حوالہ جات سے یہ بات اظھر من الشمس ہوگئی کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جس دل کی گہرائیوں، خلوص اور دردمندی سے اپنے رب کو پکارا کہ نہ صرف یہ دعا ان کے اپنے لئے منظور مقبول ہوئی بلکہ سرور کائنات ﷺ کے ذریعہ قرآن کریم میں اس کی وضاحت ہوگئی۔ کہ قیامت تک جو بھی کوئی کسی

مصیبت میں اس دعا کو ورد بنائے گا۔ اللہ اس کی دعا کو قبول ہی فرمائے گا۔ خاص طور پر تفسیر نعیمی کے حوالے سے سوا لاکھ مرتبہ آیت کریمہ خود حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی اور تفسیر نبوی کے حوالے سے حضرت یونس علیہ السلام کا چلہ مچھلی کے پیٹ میں پورا ہوا۔ اگر کسی کو بہت بڑا دکھ آ پہنچے تو وہ اس آیت کریمہ کا چلہ پورا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ سنا کر فرمایا۔ جس طرح ہم نے حضرت یونس علیہ السلام کو سنبھالا دیا تھا۔ اسی طرح ہم آپ کو بھی کفار کے مکر وفریب سے محفوظ فرمائیں گے۔ صرف ہماری رحمت پر نظر رکھیں۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ سے اپنے نیک مقاصد کے حصول اور مصائب وآلام سے چھٹکارا کی غرض اور بیماریوں سے نجات پانے کیلئے آیت کریمہ کا ورد کرتے رہے ہیں کر رہے ہیں اور انشاء اللہ العزیز قرآن وسنت کی ہدایت کے مطابق یہ سعادت حاصل کرتے رہیں گے۔ ویسے بھی حدیث پاک میں ہے کہ

الدعاء هو العبادة یعنی دعا تو خود عبادت ہوتی ہے۔ اور **الدعاء مخ العبادة** یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کے اسباب وذرائع کے سہاروں کے ساتھ ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے سہارے لینے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دارالقرآن کینیڈا میں سفیر قرآن مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تاریخ: 11-02-2005

حجرہ خاتون جنت کی طرح دارالقرآن کینیڈا کی جامع مسجد کا نام ''جامع مسجد شہداء بدر'' کے نام پر موسوم کر دیا گیا ہے۔ جو حضرات پانچ سوڈالر عنایت فرمائیں گے ان کا نام سنہری حروف کے ساتھ ایک تختی پر لکھ کر جامع مسجد شہداء بدر'' میں ہمیشہ کے لئے لگا دیا جائے گا۔ تاکہ اس نیک کام کی یاد تازہ رہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کا ثواب ان کے خاندان کے مرحومین کو بطور صدقہ جاریہ پہنچتا رہے اور باقیوں کو ترغیب ہو۔

یہ بات مولانا قاری غلام رسول صاحب نے دارالقرآن میں جمعہ کے خطبہ میں کہی۔ قاری صاحب نے فرمایا۔ کہ آج جو مسجدیں بن رہی ہیں وہ قرآن پڑھ رہے ہیں یا پڑھا رہے ہیں۔ جو لوگ اسلام کا نام لے رہے ہیں یہ جو ہم اذانیں سن رہے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک جو اسلام پر کام ہو رہا ہے۔ یہ سب صدقہ ہے۔ اُن بدر کے شہدا اور غازیان اسلام کا جنہوں نے بھوکے پیاسے دور دراز کا سفر طے کر کے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور اپنے سے کئی گنا زیادہ جنگ جوؤں کو ختم کر کے رکھ دیا۔

یہ وہ مقدس جماعت تھی جس کیلئے حضور اکرم ﷺ نے میدان بدر میں دعا فرماتے ہوئے یہ الفاظ دہرائے تھے۔ اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا قیامت تک نہ ہوگا کوئی تجھ کو پوجنے والا۔ اے اللہ اب اُس مدد کا وقت آچکا ہے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔

الٰہی اب وہ عہد لیلۃ المعراج پورا کر
محمد ﷺ سے جو وعدہ ہو چکا آج پورا کر

اس رقت انگیز دعا کو اللہ نے اس طرح پورا کیا۔

1۔ کہ پہلے تو صحابہ کرام کو خوب نیند عطا کی اور وہ 17 رمضان المبارک کو تازہ دم ہو گئے۔ سورۃ انفال۔

2۔ پھر ایک ہزار فرشتے مدد کے لئے پے در پے نازل ہونے والے نازل فرمائے۔ سورۃ انفال۔

3۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تین ہزار فرشتوں کو مدد کیلئے نازل فرمایا سورۃ انفال۔

4۔ پھر فرمایا کہ اگر ان مشرکین نے یکبارگی آپ پر حملہ کیا تو ہم پانچ ہزار فرشتہ بھیج دیں گے۔ سورۃ انفال۔

حالانکہ ایک فرشتہ ہی کافی تھا۔ مگر حضور اکرم ﷺ کی عظمت کے اظہار کیلئے اور صحابہ کرام کی شان ظاہر کرنے کیلئے اللہ نے یوں مدد فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان غازیان اسلام اور شہید بدر کے نام پر دیار غیر میں بننے والی مسجد کی تعمیر و ترقی میں اسی طرح مدد فرمائے جس طرح بدر میں فرشتے اتار کر ان شہداء بدر اور غازیان اسلام کی کی تھی۔ آمین۔

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا میں مولانا قادری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ حضرت امام حسن بن علیؓ

تاریخ 22-02-2005

تین ہجری میں جہاں متعدد تاریخی اسلامی واقعات رونما ہوئے وہاں رمضان المبارک 3 ہجری میں حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حضرت حسن بن علی کی ولادت باسعادت ہوئی۔

بچپن ہی سے آپ کے فضائل ومحامد مخلوق خدا کے سامنے روز روشن کی طرح واضح عیاں ہونا شروع ہو گئے تھے۔ صحیح مسلم شریف، مسند احمد، مسند بیہقی اور مستدرک حاکم وغیرہ کی حدیث کے مطابق حضور ﷺ حضرت علی کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وہ ان چار مقدس ہستیوں میں سے ایک ہیں جن پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بقول حضور اکرم ﷺ نے ایک کپڑا ڈال کر دعا فرمائی۔

اللهم هوء لا اهل بيتي فاذهب عنهم الرجس و طهر هم تطهرا۔

ترجمہ حدیث ”الٰہی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے گندگی کو دور رکھ اور انہیں پاک کر دے“۔

اس موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی تو آپ کے اہل بیت میں سے ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم الگ رہو۔ تم خیر ہو ہی۔ یہ چار نفوس قدسیہ۔ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

اس حدیث پاک سے ضمناً حضرت حسنؓ کی عظمت کا بھی اظہار ہے۔ چند صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جو فضل الٰہی سے اس اعزاز سے معزز تھے کہ ان کی شکلیں آقاء دو جہاں ﷺ کے ساتھ مشابہ تھیں۔ انہیں میں ایک امام حسینؓ بھی تھے۔ وہ صحابہ کرام یہ ہیں۔

1۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ

2۔ حضرت حسنؓ

3۔ حضرت قثم بن عباسؓ

4۔ حضرت ابو سفیانؓ

5۔ حضرت سائب بن عبیدہؓ

6۔ حضرت مسلم بن معتبؓ

7۔ حضرت کابس بن ربیعہ بن مالک سامیؓ

حضرت کابس آپ بصرہ کے رہنے والے تھے اور بنی سامہ گوئی سے تھے۔ حضرت امیر معاویہ حضرت کابس حضور کرم ﷺ کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے ان کے پاس گئے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ایک جاگیر انہیں عطا کی اور بڑا اعزاز کرتے۔

اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ جب انہیں دیکھتے تو رو پڑتے کیونکہ حضور اکرم ﷺ یاد آ جاتے۔

صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ ہر مسلمان ادا کرتا ہے اور غرباء مسکین و مستحقین کا حق ہے۔ سرکار دو جہاں ﷺ نے صدقہ و خیرات و زکوٰۃ اپنے اور اپنی آل پر حرام قرار دے کر پایائیت کا خاتمہ فرما دیا تھا۔ حضرت حسنؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈالی حضور اکرم ﷺ کی نظر پڑی۔ آپ نے زور زور سے فرمایا۔ کخ کخ۔ یعنی یہ کھجور تھوک دو تھوک دو۔

طبرانی ابن عساکر اور خصائص کبریٰ کے حوالے سے یہ حدیث پاک اور ساتھ ہی حضرت حسنؓ کا مرتبہ و مقام ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک سفر میں

ہم حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ چلتے ہوئے آپ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رونے کی آواز سنی۔ تو سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا بچے کیونکر رو رہے ہیں۔ عرض کیا پیاسے ہیں۔ آپ نے تمام ساتھیوں کو آواز دے کر فرمایا۔ کسی کے پاس پانی ہے مگر پانی نہ مل سکا تو آپ نے سیدہ سے فرمایا ایک بچہ مجھے دو آپ نے دے دیا۔ آپ نے بچے کو لے کر سینے سے لگایا وہ اس وقت بہت رو رہے تھے۔ تو انہوں نے ان کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی۔ وہ چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ ان کو تسکین ہوگئی اس لئے وہ نہیں روئے۔ اور دوسرے صاحبزادے مسلسل رو رہے تھے فرمایا اس کو بھی مجھے دو۔ چنانچہ ان کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ یعنی ان کے منہ میں اپنی مبارک زبان ڈال دی۔ اور وہ بھی چپ ہو گئے۔ اور پھر رونے کی آواز نہیں آئی۔ حضور اکرم ﷺ کا جوٹھا تو کھارے کنوؤں کو میٹھا کر دیتا تھا۔ اور جنہوں نے آپ کی زبان حق ترجمان کو چوسا ہوگا ان کو کیا کمی رہ گئی ہوگی اور انہیں کیا کیا علم و معرفت کے خزانے ملے ہوں گے۔ حجة الله على العلمين۔

تاریخ الخلفاء کے حوالے سے حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ پاکستان نے اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسینؓ کو جب کہ وہ بچے تھے اپنے کندھے مبارک پر بیٹھالیا۔ راستے میں ایک شخص ملا اور کہنے لگا۔ اے بچے بڑی اچھی سواری پر سوار ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اور سوار بھی اچھا ہے۔

مشکوۃ شریف کی حدیث کے وحوالے سے بیان کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرماتھے اور ساتھ ہی پہلو میں حضرت حسن بھی تشریف فرماتھے۔ حضور اکرم ﷺ ایک نظر حاضرین کی طرف فرماتے اور ایک نظر امام حسنؓ کی طرف اور فرماتے یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ یہ اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا کہ حضرت علیؓ کے وصال پاک کے بعد حضرت حسن تخت خلافت پر تشریف فرما ہوئے۔ تو ایک گروہ حضرت امیر معاویہؓ کا حامی تھا۔ اس اختلاف

سے جھگڑے کا احتمال تھا۔ چنانچہ اس موقع پر حضرت امام حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرما کر تخت سلطنت حضرت امیر معاویہ کیلئے خالی کر دیا اور مسلمانوں کے دو گروہوں کو آپس میں ٹکرانے سے بچا لیا اور یہ بات حضور اکرم ﷺ نے مدتوں پہلے حضرت امام حسنؓ کے بچپن میں ہی فرما دی تھی۔

تفسیر روح البیان کے حوالے سے یہ واقعہ بھی تحریر فرمایا کہ ایک دن حضرت امام حسنؓ اپنے گھر اپنے مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ آپ نے اپنے غلام کو سالن لانے کیلئے فرمایا۔ سالن کا برتن غلام کے ہاتھ سے گر گیا۔ برتن بھی ٹوٹ گیا اور سالن بھی حضرت امام حسن کے کپڑوں پر بھی گر گیا۔ خادم گھبرا گیا ادھر حضرت امام حسن نے اس کی طرف دیکھا۔ تو غلام نے فوراً قرآن کریم کی آیت کا یہ حصہ پڑھ دیا۔

والکاظمین الغیظ

ترجمہ قرآن ''اور غصہ پینے والے''۔

حضرت امام حسنؓ نے فرمایا۔ میں نے غصہ پی لیا۔ خادم نے پھر پڑھا۔

والعافین عن الناس

ترجمہ قرآن ''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے''

حضرت امام حسنؓ نے پھر فرمایا میں نے معاف بھی کر دیا۔ خادم نے پھر قرآن پڑھا۔

واللہ یحب المحسنین

ترجمہ قرآن ''اور احسان کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں''

حضرت امام حسن نے یہ سن کر اس غلام کو فرمایا۔ جاؤ میں نے تم کو آزاد بھی کر دیا۔ معلوم ہوا کہ آج کا نمازی اور نمازی اپنے کاموں پر مغرور ہے اور جن برگزیدہ ہستیوں کے ذریعہ آج مسجدیں آباد ہیں، مسجدوں میں اذانیں ہیں، مسجدوں میں نمازیں اور قرآن کی تلاوتیں ہوتی ہیں جن کی قربانیوں سے آج اسلام ہے۔ اُن کا ذکر کرنا ان کی یاد تازہ کرنا گوارہ نہیں

کرتے حضرت امام حسن کے صرف ایک اسی واقعہ کو لے لیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ زیر دستوں پر رحم کرنا، خطا کار کو معاف کر دینا اور مستحقین پر احسان کرنا اسلام کی روح ہے اور یہ عمل سیرت امام حسنؓ کا منہ بولتا عملی ثبوت ہے۔

کیمیائے سعادت میں حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت امام حسن اور امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکٹھے حج کیلئے جا رہے تھے کہ زاد راہ والا لدا لدایا اونٹ گم ہو گیا۔ بھوک، پیاس سے تنگ ہو کر راستے میں ایک بڑھیا کی جھونپڑی میں تشریف لے گئے اور فرمایا۔

بڑی بی کچھ کھانے پینے کو ہے۔ انہوں نے عرض کی یہ ایک بکری ہے اس کا دودھ دھو کر پی لو اور اسی کو ذبح کر کے تناول فرمائیں۔

بوقت روانگی فرمایا۔ بڑی بی ہم قریش سے ہیں کبھی مدینہ منورہ آنا ہو تو ہمارے پاس آنا ہم تیرے احسان کا بدلہ دیں گے۔ رات کو خاوند گھر آیا تو صورتحال سے آگاہی ہوئی تو فرمایا تو نے یہ جو تھوڑی سی ہماری پونجی تھی ان کو کھلا دی جن کو تو جانتی تک نہیں۔

تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ میاں بیوی مفلسی کے باعث مدینہ پاک آئے اور اونٹوں کی لینڈنیاں چن چن کے بیچ کر اپنا گزارا چلانا شروع کر دیا۔ حسن اتفاق کہ حضرت امام حسن کی نظر پڑ گئی۔ پوچھا اماں جی آپ مجھے پہچانتی ہیں۔ عرض کیا نہیں۔ یاد دلانے پر اماں نے حضرت امام حسنؓ کو پہچان لیا۔ چنانچہ حضرت امام حسنؓ نے خدام کو حکم دیا کہ ان کو ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار دے دیا جائے اور ساتھ ہی حکم دیا کہ ان کو بھائی جان حضرت امام حسین کے پاس لے جائیں۔ حضرت امام حسین نے بھی آپ کو ایک ہزار بکری اور ہزار دینار عنایت فرما دیئے۔ اور خدام کو حکم دیا کہ ان کو حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس لے جائیں اور بتلائیں کہ وہ مائی صاحبہ ہیں جن کی جھونپڑی میں ہم ٹھہرے تھے اور بکری ذبح

کی تھی کھانے کیلئے۔

چنانچہ آپ نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عنایت فرما کر رخصت کیا۔ مائی صاحبہ چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار لے کر واپس اپنی جگہ آئیں اور خاوند کو فرمایا۔ یہ سارا کچھ ان داتا سخیوں نے عنایت فرمایا ہے۔ جن کو میں نے ایک بکری کھلائی تھی۔

اہل بیت عظام کی سخاوت، ایثار و قربانی کی آج مثال نہیں پیش کی جاسکتی، نیز آج نہیں بلکہ قیامت تک اہل بیت کو دنیا یاد کرتی رہے گی اور ان کے نام کی ان کے ایصال ثواب کیلئے نذر کرتے رہیں گے۔

الحرق الحکمیه فی السیاسة الشرعیه میں امام حسنؓ کا ایک عدالتی فیصلہ میں مشورے کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ پولیس ایک شخص کو جس کے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اور وہ ایک مقتول کے پاس کھڑا تھا۔ پکڑ کر لائی اور حضرت علیؓ کے پیش کیا اور اس شخص نے اقبال جرم کر لیا۔ اب مقتول کے بدلے اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا تو ایک شخص بھاگتا دوڑتا آیا اور آتے ہی حضرت علیؓ کے سامنے اس مقتول کے سلسلے میں اقبال جرم کر لیا۔

دونوں سے اقبال جرم کرنے کی وجہ پوچھی گئی۔ پہلے نے کہا کہ میں نے بکری کو ذبح کیا۔ اسی دوران مجھے حاجت ہوئی میں جھاڑیوں کی اوٹ میں ہوا تو وہاں ایک انسانی لاش تڑپ رہی تھی اور عین اسی وقت پولیس آ گئی اور مجھے اس چھری سمیت گرفتار کر لیا۔ اب میں نے سوچا میرا انکار بے فائدہ ہے کہ سب نے مجھے اس حالت میں مقتول کے پاس دیکھا اور گرفتار کر لیا اس لئے میں نے اقبال جرم کر لیا ہے۔

دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا میں غریب دیہاتی ہوں اور مال کی لالچ میں اس آدمی کو میں نے قتل کر دیا ابھی میں قتل میں مصروف تھا کہ کسی کے آنے کا شک ہوا میں دوسری طرف ہو گیا۔ اسی عالم میں پولیس آ گئی اور اس شخص کو گرفتار کر لیا اور اس کے خلاف فیصلہ ہوا تو میرے دل میں آیا کہ اس بے گناہ کو بچاؤں لہٰذا اقبال جرم کیا۔

یہ سن کر حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؓ اپنے بیٹے سے مشورہ لیا کہ کیا کیا جائے۔
حضرت امام حسن نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین اگر اس دوسرے آدمی نے ایک شخص کو قتل کیا ہے تو ایک کو قتل ہونے سے بچا بھی تو لیا ہے۔

اور یہ آیت قرآنی پڑھی۔

ومن احیا ھا فکا لما احیا الناس جمیعا ط

ترجمہ قرآنی ”جس نے ایک جان کو زندہ کیا گویا اُس نے پوری انسانیت کو زندگی بخشی“۔
حضرت علیؓ نے یہ مشورہ قبول کیا اور اصل ملزم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے دلا دیا۔

آج ہر آدمی اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتا ہے۔ چہ جائے کہ کوئی سینئر اپنے جونیئر سے مشورہ لے جبکہ خلیفہ وقت حضرت علیؓ اپنے بیٹے سے مشورہ لے رہے ہیں اور یہ بھی عجیب نقطہ ہے کہ حضرت امام حسنؓ کس قدر زیرک اور معاملہ فہمی میں کمال رکھتے تھے۔

حضور سرکار دو عالم ﷺ یا حضرت علیؓ کا قول ہے کہ دنیا میں صاحب کمال وعزت والوں کے حاسدین بھی ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت امام حسنؓ ظاہری کے لحاظ سے امام الانبیاء ﷺ کے مشابہ تھے، علمی لحاظ سے ان کا ثانی نہ تھا، تدبر، حکمت تقویٰ و پرہیز گاری اور معاملہ فہمی میں بھی آپ یکتاء روزگار تھے۔ اسی لئے آپ کے حاسدین بھی تھے۔ چنانچہ حاسدین اور دشمنان اسلام نے آپ کو دھوکہ سے زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ اس زہر کی تکلیف میں چالیس روز مبتلا رہے اور آخر 28 صفر 50ھ ہجری کو اسلام کی روشنی کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی سخاوت، صبر، حلم اور تقوی کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دارالقرآن کینیڈا میں حجرہ خاتون جنت میں خوش نصیب اسلام کی بیٹیوں کے ناموں کی تختیاں آویزاں کردی گئیں

تاریخ:02-03-2005

دارالقرآن کینیڈا میں شیخ القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کی نگرانی میں خواتین کیلئے مخصوص کمرہ برائے عبادت جس کی نسبت حضرت خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی طرف منسوب کی گئی ہے۔یعنی (حجرہ خاتون جنت رضی اللہ تعالٰی عنہا) میں حصول برکت وثواب کیلئے ایک ہزار ڈالر کا عطیہ جمع کرانے والی قابل صد احترام اسلامی بہنوں کے ناموں کی تختیاں حسب وعدہ آویزاں کرنے کی تقریب 2 فروری 2005ء بمطابق دو محرم الحرام 1426 ہجری کو باوقار طریقہ پر سرانجام پائی۔

پروگرام کی کارروائی ٹھیک ایک بجے قرآن خوانی سے شروع ہوئی۔1:15 بجے نماز ظہر ادا کی گئی اور دو بجے ممتاز نعت خواں شکیل احمد صاحب نے انتہائی خوبصورت نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر حاضرین سے خوب داد تحسین وصول کی۔ارشد بھٹی صاحب نے اپنے ریڈیو پروگرام میں اور بشیر خان صاحب نے اپنے ٹی وی پروگرام میں ان کو نعت پڑھنے کی پیشکش کی۔

شیخ القراء مولانا قاری غلام رسول صاحب نے آج کے پروگرام کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا کہ یورپ کے بعد امریکہ اور کینیڈا میں صحیح قرآن خوانی،نعت خوانی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کیلئے 1988ء میں کام شروع کیا۔الحمد للہ آج دارالقرآن کینیڈا کے جشن کی بدولت کینیڈا کے ہر شہر میں قرآن خوانی،نعت خوانی،عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم،تذکار رسول صلی اللہ علیہ وسلم آل رسول،اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم،ائمہ دین متین اور اولیاء

امت کی عقیدت پھولوں کی خوشبو کی طرح ہر طرف اپنی مہلک بکھیر رہی ہے۔

دارالقرآن کو اپنی جگہ حاصل کیے ہوئے ابھی چند ماہ ہوئے ہیں اللہ کے فضل اور بہن بھائیوں کے تعاون سے دارالقرآن انقلابی انداز میں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ ابھی دارالقرآن کیلئے عمارت خریدی نہیں گئی تھی کہ دارالقرآن کینیڈا کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ جو بھی اللہ کی بندی رسول اللہ ﷺ اور آل رسول کی خادمہ حجرۂ خاتون جنت کیلئے بغرض ثواب وعقیدت ایک ہزار ڈالر کا عطیہ دے گی۔ اس کا نام حجرۂ خاتون جنت میں آویزاں کیا جائے گا۔ جو صدقہ جاریہ کا مظہر ہوگا۔ سو اللہ کا شکر ہے کہ آج ہم اس نیک اور تعمیری کام کی کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

صدر جلسہ جناب اعجاز خان صاحب جو امریکہ سے اسی مقصد کیلئے تشریف لائے ہیں نے اپنے خطاب میں قرآن کریم کی روشنی میں بتلایا کہ اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں۔ بدلے میں ان کے جنت کا اعلان کیا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک اینٹ بھی مسجد میں لگاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک محل تیار کرائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس انعام کی ضمانت کس نے دی ہے میں نے یا صدر مملکت، یا قونصل جنرل، قاری صاحب نے، نہیں بلکہ اس بات کی ضمانت اس نے دی ہے جو امام الانبیاء ہیں، جو اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں اور اللہ کے محبوب ہیں۔

صدر جلسہ جناب اعجاز خان صاحب نے مزید فرمایا کہ یہ دارالقرآن کوئی دیکھا دیکھی یا شوقیہ طور پر شروع نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ تو عشق رسول ﷺ اور صحیح قرآنی خوانی، اولیاء امت کی رہنمائی میں اسلام کی خدمت کی ضرورت کا پیغام اور ایک مشن ہے۔ جو دنیا تک پہنچانے کیلئے 1934ء سے غازی محمد اسحٰق شہید رحمۃ اللہ علیہ (قاری صاحب کے بڑے بھائی) نے 22 برس کی عمر میں اپنی قیمتی جان کا نذرانہ بارگاہ الٰہی میں پیش کر کے شروع کیا اور چھوٹے بھائی غلام رسول نے غازی کے صدقے قرآن کا قاری بن کر اپنی پوری زندگی اس

مشن کیلئے وقف کر دی ہے۔ آپ کے ہزاروں شاگرد دنیا کے مختلف ممالک میں اسی مقصد عظیم کیلئے کوشاں ہیں۔

آپ کی آواز میں مدنی تاجدار کا مکمل قرآن دو ایک مرتبہ ریڈیو پاکستان پر ریکارڈ ہوا جو نشر بھی ہو رہا ہے۔ ایک مرتبہ برطانیہ میں ایس آر انٹرنیشنل کمپنی نے مع انگلش ترجمہ ریکارڈ کیا اور چار مرتبہ شالیمار ریکارڈنگ کمپنی نے دو قرآن اردو ترجمہ کے ساتھ۔ ایک انگلش ترجمہ کے ساتھ ایک 10 ویڈیو میں۔

اسی طرح ٹی وی پاکستان پر بھی اور پاکستان میں چار عدد قرآن کریم کی درسگاہ ہیں۔ انگلینڈ میں ادارہ صوت القرآن کا قیام، شکاگو امریکہ میں مکمل قرآن ور یڈیو میں اور اب یہ دارالقرآن کینیڈا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس دارالقرآن میں گیارھویں شریف، عرس غوث اعظم، میلاد النبی ﷺ ختم آیت کریمہ کی محافل میں عالم اسلام کی سربلندی اور دنیا مین امن وسلامتی کی دعا ہوتی ہے، صرف چھ ماہ کی قلیل مدت میں یہاں کے پیدائشی جن کی مادری زبان انگلش ہے آٹھ بچوں کو مکمل ناظرہ قرآن پڑھنے کی سعادت اسی دارالقرآن سے حاصل ہو رہی ہے، کوئی تنخواہ دار ملازم نہیں صفائی سے لے کر دفتری اور پڑھائی جملہ امور خود اراکین دارالقرآن رضا کارانہ طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔ آج صرف بجلی کے بل اور ضروری اخراجات مبلغ پانچ ہزار تک ہو رہے ہیں۔ اس مرحلے پر دوران تقریر آپ نے دارالقرآن کو ڈونیشن دی جس پر حاضرین نے بھی دست تعاون بڑھایا۔

سکاربرو، ملٹن، مالٹن، مارکھم اور مسی ساگا سے کثیر تعداد میں کمیونٹی کے معززین جناب چوہدری بشیر احمد، چوہدری محمد یوسف چیمہ صاحب، چوہدری دل محمد صاحب، ریڈیو پاکستان ٹورانٹو کے ارشد بھٹی صاحب، ٹیلی ویژن آف پاکستان کے جناب بشیر احمد خان صاحب، چوہدری محمد عباس علی ورک، چوہدری عبدالمجید صاحب گورایا، جناب حفیظ الرحمٰن صاحب، جناب دولت خان صاحب، عطاءاللہ صاحب، میاں محمد مزمل رسول صاحب، جناب احسان

اللہ خان صاحب اوران کے بھائی احمد عبداللہ صاحب، جناب بدر منیر چوہدری صاحب، محترمہ کنیز زہرہ صابر جعفری، محترمہ سرداراں بی بی گورایا، محترمہ عائشہ بی بہ گوریا، محترمہ زرینہ گوریا، محترمہ بیگم تنویر اختر، محترمہ حاجن صغریٰ بیگم، محترمہ فہمیدہ چوہدری، محترمہ ساجدہ مبشر رسول، محترمہ بشیراں چوہدری، محترمہ یوسف چیمہ، محترمہ خورشید بی بی والدہ یوسف کے ناموں کی تختیاں حجرۂ خاتون جنت میں لگائی گئیں۔ جناب چوہدری محمد یوسف چیمہ نے دارالقرآن کی کارکردگی کوسراہااور اپنے تعاون کا یقین دلایا اور سامعین اور تمام مسلمانوں کو دارالقرآن سے تعاون کیلئے توجہ دلائی۔

نذیر صاحب نے کہا کہ مین پاکستان سے قاری صاحب اوران کے دوستوں علامہ اکاڑوی صاحب، محمد شریف نوری، سید غلام محی الدین گیلانی، خطیب پاکستان کو جانتا ہوں۔ اس مرد درویش نے اپنی زندگی کے شب و روز فروغ محبت سول اور قرآن کی خدمت کیلئے وقف کرر کھے ہیں اس تھوڑے سے عرصے میں جوانہوں نے کام کر دکھایا ہے۔ اس کے پیش نظر ایسے مجاہد اور کام کرنے والوں کا ہاتھ بٹانا امت کا فرض ہے۔

جناب قونصل جنرل غالب اقبال صاحب نے اللہ کی بندیوں کے ناموں کی تختیوں کی پردہ کشائی کی اور فرمایا کہ دین اور ملت کے کاموں میں ایسے انداز حوصلہ افزائی پیدا کرتے ہیں۔ اور اچھا طریقہ ہے۔ آپ نے کچھ دینی کتابوں پر مشتمل ہدیہ دارالقرآن کو دینے کا اعلان کیا۔

نماز عصر کے بعد ختم شریف اور ہدیہ درود وسلام پڑھا گیا۔ حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے حاضرین اور غیر حاضرین سب کیلئے دعا کی خصوصاً سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ کے توسط سے عالم اسلام پر جو بلاؤں کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ان کے چھٹکارے کے ساتھ ساتھ سنامی کے تباہ حال لوگوں، پاکستان اور دوسرے علاقوں میں بارشوں اور برف باری کی تباہ کاریوں سے متاثرہ عوام کیلئے اور دنیا مین امن وسلامتی کی دعا کی۔ آخر میں حاضرین کی لنگر سے تواضع کی گئی۔

دارالقرآن کینیڈا میں مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تاریخ: 15-03-2005

قرآنی ترجمہ "سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور تم اُن کی باتوں کا غم نہ کرو بیشک عزت ساری اللہ کیلئے ہے۔ وہی سنتا جانتا ہے"۔

پارہ گیارہ سورۂ یونس آیت 62 تا 65۔ یہ ترجمہ مفتی الشاہ امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

لفظ ولی کی تعریف فرماتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ مراد آبادی تفسیر کنزالایمان میں تحریر فرماتے ہیں۔

لفظ "ولی" کی اصل ولاء سے ہے۔ جو قرب اور نصرت کے معنی میں ہے اور ولی اللہ وہ ہے۔ جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو۔ جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے تو اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے تو اطاعت الٰہی ہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اُسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الٰہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفات ولی اللہ کی ہیں۔ بندہ جب اس حال تک پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی،

ناصر اور معین و مددگار رہتا ہے۔ جب بندے کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ کہ ولی وہ ہے کہ جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آ جائے اور یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ قرآن کریم میں اولیاء کرام کیلئے جس خوشخبری کا اعلان کیا گیا ہے اس سے مراد وہ خوشخبری ہے جو پرہیز گار ایمانداروں کو قرآن کریم میں جابجا دی گئی ہے۔ یا اس سے مراد بہترین خواب ہیں۔ جو مسلمان دیکھتا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا دل اور اس کی روح دونوں ہر وقت ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔

بعض مفسرین نے اس خوشخبری سے مراد دنیا کی نیک نامی لی ہے جو اولیاء کرام کو ملتی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اُس شخص کیلئے کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ جو نیک اعمال کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں فرمایا یہ مومن کیلئے بشارت عاجلہ ہے۔ [1]

حدیث شریف میں مزید آتا ہے کہ ایسے شخص کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔

عطا کا قول ہے کہ بشارت ان اولیاء کیلئے وہ ہے جو ملائکہ ان کو بوقت موت سناتے ہیں اور آخری بشارت وہ ہے کہ مومن کو جان نکلنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے۔

اور اللہ کے وعدے خلاف نہیں ہو سکتے۔ جو اُس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیاء اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے ہیں۔ اب اس مقبول بارگاہ الٰہی جماعت اولیاء میں سے اُن چند نفوس قدسیہ کا ذکر کیا جائے گا جن کا وصال ماہ صفر المظفر میں ہوا اور وہ دنیا کو اپنی عملی زندگی سے رشد و ہدایت کے راستے دکھلا گئے۔

1۔ حضرت امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کا وصال مبارک 28 صفر 50 ہجری کو ہوا۔

2۔ حضرت سیدنا امام باقرؓ کا وصال مبارک 23 صفر 114 ہجری کو ہوا۔

3۔ حضرت امام علی موسیٰ رضاؑ کا وصال مبارک 9 صفر 203 ہجری کو ہوا۔

4۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 19 صفر 465 ہجری کو ہوا

5۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وصال 7 صفر 661 ہجری ہے۔

6۔ حضرت الشاہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وصال 29 صفر۔

7۔ حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ کا وصال 27 صفر 855 ہجری کو ہوا۔

8۔ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 12 صفرالمظفر کو ہوا۔

9۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 28 صفر 1037 ہجری ہے۔

10۔ حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 24 صفر 1076 ہجری ہے۔

11۔ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 12 صفر 1131 ہجری ہے۔

12۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 7 صفر 1267 ہجری ہے۔

13۔ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 12 صفر 1278 ہجری ہے۔

14۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 24 صفر 1300 ہجری ہے۔

15۔ حضرت الشاہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 25 صفر 1340 ہجری ہے۔

16۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 29 صفر 1340 ہجری ہے۔

☆ ☆ ☆

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پاک جمعہ میں بیان

تاریخ: 21-03-2005

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگے ہو سکے بیٹھا دیے ہیں

اس کو کچھ نہ کہو اس نے مجھے رنگا ہے اللہ اس کو رنگ دے گا۔

عشق رسول ﷺ کے پیکر شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ متحدہ ہندوستان کا ایک غیر معروف اور چھوٹا سا شہر بریلی جس کو گردونواح کے لوگ ہی جانتے تھے۔ آج پوری کائنات میں ہر انسان کی زبان پر بریلی ہی بریلی ہے۔

کائنات ملائکہ ہو یا دنیائے جنات اور انبیائے کرام کی مقدس جماعت ہو یا دربار خداوندی الغرض ہر جگہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے شریعت وطریقت کے دامن کو تھام کر عشق رسول مدنی کے موتی بکھیرے ہیں۔ ان ہی کی نسبت سے بریلی آج بریلی شریف ہے۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو یوں کیا۔

یا الٰہی ہر جگہ تیرے عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشاہ کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادی دیدار حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

امام اعلحضرت نے جس انسانوں کا بھلا سوچا تو یوں کہا

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

ہر دعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے ملائکہ کی نورانی مخلوق کو شامل دعا کیا اور یوں کہا۔

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب پہ امین ربنا کا ساتھ ہو

اس میں دو عدد دعائں کر دیں۔ ایک تو یہ کہ میری دعا قبول ہو اور دوسری یہ کہ میری دعا پر امین کہنے والے انسان نہیں بلکہ ملائکہ آمیں کہیں۔ کیونکہ انسانوں میں تو پھر نیک و بد ہوتے ہیں مگر ملائکہ تو نورانی مخلوق ہے۔ جہاں گناہ کا تصور ہی نہیں۔ تو جب میری التجا و دعا پر فرشتے امین کہہ دیں گے۔ تو وہ ضرور قبول ہو گی اور دعا یہ ہو۔

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صرط
آفتاب ہاشمی نور الہدٰی کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفٰے کا ساتھ ہو

اعلحضرت اپنی ایک آرزو کو اس طرح عرض کر رہے ہیں کہ اگر انبیاء کرام کا مجمع ہو۔ سارے حضور ﷺ کی تعریف کر رہے ہوں۔ میں ناچیز بھی اگر وہاں ہوں اور پروردگار

عالم کی مہربانی سے مجھے بھی عرض کرنے کا موقع مل جائے تو عرض کروں۔

انبیاء سے کروں عرض کیوں مانگو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی ﷺ

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

اعلیٰ حضرت بریلوی عشق رسول ﷺ کے آئینے میں ملاحظہ فرمارہے ہیں۔

جن و بشر سلام کو حاضر ہیں اسلام
یہ بارگاہ مالک جن و بشر کی ہے

چنانچہ نہ صرف بریلی بلکہ پورے ہندوستان کو نور محبت رسول ﷺ سے اور پوری کائنات میں روشنی کرنے کیلئے بریلی کے محلہ جیولی میں آپ نے اس عالم رنگ و بو میں جلوہ گری فرمائی۔

یہ 10 شوال 1272 ہجری اور 14 جون 1856ء کی مبارک تاریخ تھی۔ آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کو ولادت کی تاریخ کو شام المختار کہا ہے۔ جو آپ کی ولادت ہجری کے عدد 1272 ہجری سے نکلتا ہے۔ جب آپ علم کا روشن مینار ہو کر چمکے تو آپ نے خود اپنا

نام درج ذیل قرآن پاک کی آیت سے نکالا جو 1272ہجری ہے۔

قرآنی آیت یہ ہے۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه

ترجمہ قرآنی آیت "یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا ہے۔ اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرمائی ہے"۔

آپ کا نام گھر والوں نے احمد رضا خان رکھا جب آپ نے اپنے فطری تقاضوں کے مطابق عشق رسول ﷺ کی دنیا میں آنکھ کھولی۔ تو اپنا نام عبدالمصطفٰے احمد رضا خان تجویز فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں اور حضور کے دربار گوہر بار میں عرض گذار ہیں کہ وقت نزع، قبر، حشر وغیرہ کا۔

خوف۔ نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفٰے
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

بہرحال یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان میں مغلیہ خاندان کی حکومتیں دم توڑ چکی تھیں اور انگریزوں نے پورے طور پر ہندوستان پر اپنے پنجے گاڑ لئے تھے۔ تو دوسری طرف انگیز سے آزادی کے بہانے ہندو مسلمانوں پر اپنے جال پھیلا رہے تھے۔ علاوازیں ایک بڑا فتنہ جو بظاہر تو خدمت دین تھی مگر اندرون خانہ کفار و مشکرین کی چالوں میں آجانے والے جی حضور یئے اسلام کے دعویدار پڑھے لکھے لوگوں نے اسلامی عقائد و روایات کو کمزور کرنے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کے دلوں سے عظمت رسول ﷺ کو گھٹانے اور اسلام میں آزادخیالی پیدا کرنی شروع کر دی۔

کسی نے معراج النبی ﷺ پر زبان کھولی، کوئی انبیائے کرام کی مقدس اور معصوم

ہستیوں کو اپنے اوپر قیاس کرنا شروع کر رہا ہے۔ اولیاء کرام کی تعلیمات کو نذر انداز کرنا شروع کر دیا۔ جنہوں نے اس ہندوستان میں آ کر اسلام کا جھنڈا بلند کیا۔ اس حال میں حضرت اقبال پکار اٹھے کہ لوگوں بچو ان کے باطل منصوبے اور گمراہ کن نذریے سے خود کو اور اپنی اولادوں کو بچاؤ۔ ان کا منصوبہ یہ ہے کہ۔

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو (معاذ اللہ)

یہ اعلیٰ حضرت ہی کی ذات گرامی تھی کہ جنہوں نے علم و عمل اور طریقت کے زور سے غیر مسلم قوتوں اور در پردہ دشمنان اسلام اور گستاخان رسول ﷺ کے منہ بند کرنے کیلئے پوری زندگی کو وقف کر دیا۔ یہ اعلیٰ حضرت کی شب و روز کوششوں اور محنت کا ثمر ہے کہ آج چار دانگ عالم میں عشق رسول ﷺ کا ڈنکا بج رہا ہے۔

یہ بات میں نے آپ کی ذات گرامی پر لکھی گئی تمام کتابوں میں پڑھی ہے کہ آپ کو استاد صاحب قرآن پاک پڑھا رہے ہیں کسی لفظ کو آپ استاد صاحب کے کہنے کے خلاف ادا کر رہے ہیں۔ ساتھ کے کمرے میں جد امجد حضرت مولانا رضا علی خان یہ سن کر اندر تشریف لائے اور فرمایا بیٹا جیسے استاد صاحب پڑھا رہے ہیں ایسے کیوں نہیں پڑھتے۔ عرض کیا، حضور کوشش تو کرتا ہوں مگر میری زبان سے نکلتا ہی یہ ہے۔ جب قرآن پاک کا نسخہ دیکھا گیا تو کتابت یا کسی اور وجہ سے لکھا ہوا درست نہیں تھا۔

استاد صاحب بھی لکھے ہوئے کے مطابق بول رہے تھے۔ جب دوسرا نسخہ دیکھا تو جو اعلیٰ حضرت پڑھ رہے تھے وہی لکھا تھا۔ یعنی اللہ کو بھی یہ منظور نہیں کہ میرا ولی کسی کی غلطی کی وجہ سے غلطی کر جائے۔ ویسے بھی جو زبان ہو ہی اس لئے کہ اس سے اللہ کے محبوب کی نعت

ہی نکلنی ہے۔تو وہ غلط کیسے بول سکتی ہے۔اولیاء کرام کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں، کان اور زبان قدرت کے مظہر ہوتے ہیں۔ہولی کے دن تھے آپ اپنے تلامذہ اور عقیدت مندوں کے ساتھ بریلی کے کوچہ سیتا رام سے گزر رہے تھے کہ ایک ہندو طوائف نے آپ پر بھی رنگ پھینک دیا۔آپ کے جانثار اس پر ٹوٹ پڑے قریب تھا کہ اس پر تشدد ہوتا اور وہ ختم ہو جاتی۔آپ نے فوراً فرمایا۔اس کو کچھ نہ کہو اس کو کچھ نہ کہو۔اس نے مجھے رنگا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو رنگ دے گا۔یہ الفاظ زبان سے الگ نہیں ہوئے تھے کہ وہ طوائف قدموں میں آ گری، معافی مانگی، آپ کے سامنے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔

آپ جس کتاب کو ایک مرتبہ دیکھ لیتے۔پوری زندگی حافظہ میں محفوظ ہو جاتی۔صفحہ سطر پر چیز جوں کی توں یاد رہتی۔اس لئے لوگ آپ کو حافظ جی کہتے۔آپ نے سوچا میں حافظ نہیں یہ لوگ بیچارے غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ہر روز ایک پارہ یاد فرماتے اور ایک ماہ میں پورا قرآن کریم یاد کر لیا۔آپ کے علمی مقام پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کی طرح ہے۔اُس وقت کا کون سا علم دینی ہو یا دنیاوی، جو آپ کو ازبر نہ ہو۔اور اس طرح آپ نے ایک ہزار کتاب لکھی۔تقریباً آدھی چھپی ہیں اور آدھی قلمی ہیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ یہ علمی خزانے دنیا کو علم و عرفان کی دولت سے مالا مال کریں۔

آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا جو کنزالایمان کے نام سے معروف ہے۔اور واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔لوگوں نے اپنے علم سے ترجمے کئے۔مگر اعلیٰحضرت کا ترجمہ علمی تو ہے۔البتہ یہ ترجمہ مقصدیت کلام الٰہی کو بیان کرتا ہے۔شائد آپ نے تفسیر اس لئے نہیں لکھی کہ اگر تفسیر لکھنا شروع فرما دیتے تو آپ کا علم جو اکبحر زخار ہے۔ساری عمر بسم اللہ کی با کے نقطے کی تفسیر کرتے گزر جاتی۔

راقم کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حزب الاحناف میں حضرت قبلہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا تو اسی ترجمہ کو آج تک اپنے ایمان کی

تقویت کا سامان بنائے رکھا ہے۔ الحمد للہ۔

اور یکم جون 1962ء سے جب راقم کو ریڈیو پاکستان پر تلاوت کلام پاک کرنے کا شرف حاصل ہوا تو اسی قرآن کریم کے ترجمہ کو پیش کیا۔

کچھ خشک ایمان لوگ برداشت نہ کر پاتے تھے۔ لیکن ان کو مانے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔

انڈیا کا مجھے پتہ نہیں البتہ ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پاکستان پر اسی ناچیز کو یہ شرف ملا کہ آپ کو لکھی ہوئی حضور ﷺ کی نعت اور سلام ''مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' پڑھنا شروع کیا۔ الحمد آج روئے زمین کے ہر ملک میں پڑھا جا رہا ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ مولانا کوثر نیازی صاحب اور نقوش رسالے کے مدیر جناب محمد طفیل نے نقوش رسول نمبر نکالا غالباً 16 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اتنی بڑی سیرت کی کتاب آج تک معرض وجود میں نہیں آئی۔ انہوں نے اس رسول نمبر میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے اس پورے سلام کو شاندار انداز میں شامل کیا ہے تو اس سلام کی علمی اور معنوی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا کوثر نیازی اعلیٰ حضرت کی ذات پر تقریر کرتے ہوئے کہ میں نے لاکھوں کتابیں پڑھی ہیں مگر جب میں نے اعلیٰ حضرت کے صرف سلام کو پڑھا تو ایسے لگا جیسے میں علم کے حروف ابجد تک بھی نہیں پہنچا۔

آپ نے اتنے علوم پر کتب تصنیف فرمائی ہیں کہ آج بڑے سے بڑے عالم کو ان علوم کے نام بھی پورے معلوم نہیں اور ہر کتاب کا تاریخی نام عربی میں۔ آج کا فاضل ان کتابوں کے نام بھی کچھ عرصہ کوشش کر کے ہی لے سکتا ہے۔

آپ نے حضور کے علم غیب پر مکہ شریف میں بغیر کتب کے مگر باحوالہ کتاب الدولۃ المکیہ لکھ کر عربوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

آپ کی عمر مبارک ہجری سن کے لحاظ سے 63 برس ہوئی۔ 25 صفر المظفر کو ادھر مؤذن نے جمعہ کی اذان کے حی علی الفلاح کے کلمات بلند کئے ادھر روح پرفتوح

قفص عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

یہ چند سطور دارالقرآن کینیڈا میں سوموار 10 صفر 1426 ہجری 21 مارچ 2005ء کو صرف اظہار عقیدت کے طور پر اخبار پاکستان کو لکھ دیں ورنہ اس ناچیز کی کیا جرأت کہ امام اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیرت پاک پر قلم اٹھا سکے۔

آج کل تو بڑے بڑے نعت خواں پیدا ہو گئے ہیں اور اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہت اچھا ہے البتہ اس ناچیز کو یہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے کلام نعت رسول ﷺ ریڈیو اور ٹی وی سے متعارف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایک ساتھی کہنے لگے آپ نے صرف اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھنا اس لئے خاص کر کے اپنے آپ کو محدود نہیں کر لیا جواب دیا ہاں یقیناً۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کا نعتیہ کلام قرآن سنت کا ترجمہ ہوتا ہے۔ لہٰذا میں بے دھڑک اور بے خوف پڑھتا ہوں البتہ مولانا جامی، مولانا رومی، حضرت سعدی شیرازی اور رومی کشمیر میاں محمد بخش کے کلام کے ساتھ ساتھ شاہ نامہ سلام بھی پڑھ لیتا ہوں کہ ان ہستیوں نے جو حضور اکرم ﷺ کی شان بیان کی ہے وہ روح ایمان کو تازہ کر دیتی ہے۔

کیا خوب فرمایا۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

☆ ☆ ☆

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر قرآن کریم کی شہادت

علماء کرام کی ایک جماعت نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا استدلال درج ذیل آیت سے کیا ہے۔

یا ایها الذین امنوا من یرتد متکم عن دینه فسوف یاتیالله بقوم یحبهم و یحتبونه۔

ترجمہ: "اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے پس قریب ہے کہ اللہ ایک ایسی قوم کو (تم پر) لائے گا جو کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

علماء کرام نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے اصحابؓ ہی تھے کہ جب کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے اصحاب ہی نے ان پر جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا۔

یون بن بنیر نے حضرت قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو بہت سے عرب مرتد ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے قتال کیا، اس زمانے میں ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ **فسوف یاتی الله تایجتونه** حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اس سلسلے میں تاریخ الخلفاء میں آپ کی خلافت پر کئی آیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔

نیز آپ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ بیہقی نے بحوالہ زعفرانی لکھا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے امام شافعی سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر اجماع امت ہوا ہے اور وہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف پر

جب لوگوں کا اضطراب بہت ہو گیا اور وہ بہت پریشان ہوئے تو ان کو تمام روئے زمین پر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بہتر اور کوئی شخص نہیں معلوم ہوا پس سب لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی (اور اپنے تمام امور آپ کے سپرد کر دیئے)۔

اسد السنہ نے فضائل میں معاویہ بن قرۃ کے حوالے سے بیان یا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت میں کبھی شک نہیں کیا اور وہ ہمیشہ آپ کو خلیفۃ الرسول اللہ بھی کہتے رہے۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام کا اجماع کبھی بھی خطا اور ضلال پر نہیں ہو سکتا تھا (وہ غلط اور غیر درست بات کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتے تھے)۔

مدعی نبوت مسلیمہ کذاب کا قتل:۔

حضرت خالد ابن ولید کو آغاز حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مسلیمہ کذاب کے قتل کیلئے یمامہ بھیجا تو مسلیمہ کذاب حضرت خالد بن ولید کے حملے کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں سمیت قلعہ بند ہو گیا۔ آخر کار وحشیؓ (جو حضرت امیر حمزہؓ کا قاتل تھا (حالت کفر میں) اب مسلمان ہو چکا تھا) کے ہاتھوں مسلیمہ کذاب قتل ہوا۔ مسلمانوں کے اس لشکر میں حضرت ابو حذیفہ بن عبتہ، حضرت سالم کے غلام ابو حذیفہ، حضرت شجاع بن وہب، حضرت طفیل ابن عمرو دوسی، حضرت یزید بن قیس، حضرت عامر بن بکر، حضرت عبداللہ بن محرمہ، حضرت سائب بن عثمان بن مغعون، حضرت عباد بن بشر، حضرت معن بن عدی، حضرت ثابت بن قیس بن شماس، حضرت ابو دجانہ، حضرت سماک بن حرب (رضی اللہ عنہم) اور دیگر کل ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین شامل تھے۔

مسلیمہ کذاب قتل کے وقت 150 سال کا تھا۔ وہ حضرت عبداللہ والد ماجد حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت سے کافی پہلے پیدا ہوا تھا۔ تاریخ الخلفاء حضرت علامہ جلال الدین سیوطی

حضرت ابو بکر صدیقؓ قرآن کریم کے جامع اول ہیں

بخاری شریف میں حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ جنگ مسلیمہ کذاب کے

بعد ایک روز حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے (زید بن ثابت) یاد فرمایا۔ چنانچہ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو وہاں حضرت عمر فاروقؓ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے فرمایا کہ حضرت عمرؓ مجھ سے کہتے ہیں کہ "جنگ یمامہ" میں بہت سے مسلمان شہید ہو گئے ہیں مجھے خوف ہے کہ اگر اسی طرح مسلمان شہید ہوتے رہے تو حفاظ کے ساتھ ساتھ قرآن شریف بھی نہ اٹھ جائے (کہ وہ اب تک لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے) لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کو بھی جمع کر لیا جائے۔ میں نے ان (حضرت عمر فاروقؓ) سے کہا تھا کہ بھلا میں اس کام کو کس طرح کر سکتا ہوں۔ جسے جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں نہیں کیا تو انہوں نے (حضرت عمر فاروقؓ) یہ جواب دیا کہ واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اُس وقت سے اُب تک ان کا اصرار جاری ہے یہاں تک کہ اس معاملہ میں مجھے شرح صدر ہوا (الفا) اور میں سمجھ گیا کہ اس کی بڑی اہمیت ہے۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ یہ تمام باتیں حضرت عمرؓ خاموشی سے سن رہے تھے۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے زید تم دانشمند آدمی ہو اور تم کسی بات میں اب تک متہم بھی نہیں ہوئے (تم ثقہ) ہو علاوہ ازیں تم کاتب وحی رسول اللہ ﷺ بھی رہ چکے ہو۔ لہٰذا تم تلاش و جستجو سے قرآن شریف کو ایک جگہ جمع کر دو۔

حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ یہ بہت ہی عظیم کام تھا اور مجھ پر بہت ہی شاق تھا۔ اگر خلیفہ رسول اللہ ﷺ مجھے پہاڑ اٹھانے کا حکم دیتے تو میں اس کو بھی اس کام کے مقابلہ میں ہلکا سمجھتا۔ لہٰذا میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں حضرات وہ کام کس طرح کریں گے۔ جو حضرت رسالت مآب ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرا یہ جورب سنکر یہی فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر مجھے پھر بھی تامل رہا (کہ میں خود کو ایک عظیم کام کے انجام دینے کا اہل نہیں سمجھتا تھا) اور میں نے اس پر اصرار کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا بھی سینہ کھول دیا۔ (یعنی شرح صدر فرمایا) اور اس امر عظیم کی اہمیت مجھ پر بھی واضح ہو گئی۔

پھر میں نے تلاش کا کام جاری کیا اور کاغذ کے پرزوں، اونٹ اور بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں اور درختوں کے پتوں کو جن پر آیات قرآنی تحریر تھیں یکجا کیا اور پھر لوگوں کے حفظ کی مدد سے قرآن شریف کو جمع کیا۔ سورۃ توبہ کی دو آیتیں لقد جآء کم رسول من انفسکم الخ مجھے خزیمہ بن ثابت کے سوا کہیں اور سے نہیں مل سکیں۔ اس طرح میں نے قرآن جمع کر کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جو تا حیات آپ کے پاس رہا اور آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس رہا اور ان کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت حضرت عمرؓ کے پاس رہا۔

ابو یعلی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اجر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ملے گا کہ سب سے پہلے آپ ہی نے اس کو کتابی صورت میں جمع کیا۔

امام احمد نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب میں نے آپ کے سامنے یہ شعر پڑھا۔ ترجمہ عربی سے۔

وہ روشن چہرہ کہ جس سے ابر پانی حاصل کرتا ہے اور آپ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے محافظ ہیں یعنی بے پناہ ہیں۔

یہ سن کر حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یہ صفت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

امام ہمام، علامہ عصر، مفسر و محدث، عظیم مؤرخ الحافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں درج کیا ہے کہ حاکم! ابن عمر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ دو سال سات ماہ خلافت پر فائز رہے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کے وصال شریف پر خفاف بن ندبۃ السلیمی نے درج ذیل (مرثیہ) اشعار پڑھے۔ اردو ترجمہ پیش ہے۔

☆ میں اچھی طرح جان گیا کہ زندگی کو بقا نہیں۔ اور ساری دنیا فنا ہونے والی ہے۔

☆ تمام اقوام میں (مسلم ہے کہ یہ) ملک مستعار ہے۔ اس میں یہ شرط (سفر آخرت) ادا کرنا ہی ہوگی۔

☆ انسان سعی کرتا ہے مگر اس کیلئے صرف امید ہے۔ آنکھیں روتی ہیں اور طائر (روح) برانگیختہ ہوتا ہے۔

☆ بوڑھا ہو کر مرے یا قتل ہو یا مرض سے موت آئے مگر سب مرض ہی کی شکایت کرتے ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر صدیقؓ ابر رحمت تھے۔ جو سوکھی کھیتیوں پر سدا برستے تھے۔

☆ خدا کی قسم نیک اعمال میں کوئی ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ کیسا ہی شان والا شخص ہو۔

☆ جس نے حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد کو پانے کی سعی بلیغ کی۔ وہ ان کی طرح نیک اعمال بجالاتا ہے۔

امام بخاری! بخاری شریف کتاب الادب میں اور عبد ابن احمد زوائد الزھد میں صنابحی کے حوالہ سے لکھتے ہیں جسے علامہ سیوطی نے بیان کیا ہے کہ صنابحیؒ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو محض اللہ کیلئے کی جائے ضرور قبول ہوتی ہے۔ آج وہ ہستی پہلوئے مصطفٰے میں آرام فرما ہے۔

حضرت علامہ اقبال نے آپ کی خدمت میں عقیدت کے پھول یوں پیش کئے۔

شو! آں امن الناس بر مولی یحرما

آں کلیم اول سیناء ما

ہستی او کشت امت راجوں ابر

ثانی اثنین غار و بدر و قبر

اور امام الشاہ احمد رضا خان خدمت ابوبکر صدیقؓ میں یوں نذرانہ عرض گذار ہیں۔

سایہ مصطفٰے مایہ اصطفا

عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل

ثانی اثین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اصدق الصالقین سید المتقین

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

دارالقرآن کینیڈا میں ماہ رجب میں خطبہ جمعہ

تاریخ: 16-06-05

دارالقرآن کینیڈا کے بانی حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے جمعة المبارك کے موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بتلایا کہ ماہ رجب شریف اور ماہ شعبان میں اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں، برکتیں اور بخشش و مغفرت کی حضور ﷺ نے خوشخبری دی ہے اور نیک اعمال اور نفلی عبادتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ جب عبادت کی طرف حضور ﷺ نے خود عملی طور جس کی طرف امت کی راہنمائی فرمائی ہے وہ روزہ ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک تو شعبان شریف کے بعد رمضان شریف آرہا ہے جو مکمل مہینہ روزوں کا ہے اور یہ روزے فرض ہیں۔ ان کی طرف ترغیب دلانے اور ذہنی طور پر اس مشکل عبادت جو پورے مہینے میں مسلسل ہے تیار ہو جانے کیلئے ماہ رجب اور شعبان میں روزے کو فوقیت دی۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے خود ان دونوں مہینوں میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھ کر تعلیم امت کیلئے راہ آسان فرمادی۔

دوسرے روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ ایک عام آدمی بھی روزہ رکھ کر ہر قسم کی برائی اور گناہ سے پرہیز کرتا ہے کہ میں روزے سے ہوں۔ نیز روزے سے انسان میں شہوانی قوتیں کمزور اور ختم ہوتی ہیں جبکہ انسان روزہ دار میں ملکی اور روحانی قوتیں رونما ہوتی ہیں۔ اور انسان میں نیکی، خوف خدا، دیانت داری، انصاف اور سچ کی خو پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن پاک نے روزہ رکھنے کی غرض و غایت یہی بیان کی ہے۔ (ترجمہ قرآن)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے''۔

پاکستان ڈے

تاریخ:05-08-05

مولانا قاری غلام رسول صاحب نے جمعۃ المبارک کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 125 اور سورۂ توبہ کی آیت نمبر 41-40 کو موضوع سخن بناتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے اس گھر "بیت اللہ" شریف کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کیلئے نہایت پاک صاف رکھو۔ قرآن پاک کے اسی حکم کے پیش نظر سعودی حکومت کے سابق فرمانروا شاہ فہد نے اپنے خادم الحرمین الشریفین ہونے کا حق ادا کردیا، انہوں نے بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کی توسیع، تعمیری خوبیوں اور ان دونوں مقدس مقامات کو زائرین اور عبادت گزار لوگوں کیلئے صاف ستھرا رکھنے میں مثالی کردار ادا کیا۔ جس کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا رہے گا۔ آنے والے مسلمان بھی بادشاہ سے انسانیت کی خدمت، مکہ اور مدینہ شریف کے زائرین کی سہولتوں کو زیادہ سے زیادہ مہیا کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے سورۂ توبہ کی آیت نمبر 40-41 کی رو سے ہجرتِ مدینہ کا ذکر کرتے ہوئے بتلایا کہ یہ ہجرت دو قومی نظریہ کی بنیاد تھی، یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ کی ہجرت تھی، یہ ہجرت اسلامی ریاست کے قیام کیلئے تھی، یہ ہجرت توحید و رسالت کا علم بلند کرنے کیلئے تھی، یہ ہجرت اسلامی معاشرے کے تشخص کو دنیا میں متعارف کرانے کیلئے تھی، یہ ہجرت حضور ﷺ کے خلیفہ اول بننے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت تھی اس ہجرت کے موقع پر مکہ معظمہ میں رہائش پذیر مسلمانوں کا ہجرت پر مالی نقصان تو ہوا مگر جانی نقصان اور مسلم خواتین کی عزتیں لٹنے کے نقصان سے محفوظ رہے۔ اس

دو قومی نظریہ کے قیام اور دین کی سربلندی کیلئے اس کامیاب ہجرت پر سرکار دو عالم نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اور آپ کے غلاموں نے جو اظہار خوشی کا طریقہ اپنایا وہ آج پوری دنیا کے سامنے ہے کہ آپ نے قبا شریف میں جو مدینہ طیبہ سے چند کلومیٹر باہر ہے، ایک مسجد کی تعمیر اپنے ہاتھوں سے شروع کی اور لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف راغب کیا دوسرے مرحلے پر شہر میں داخل ہونے سے کچھ ہی پہلے جمعہ کی نماز فرض ہوئی تو پہلا جمع ادا کیا اور یہ مسجد ''مسجد جمعہ'' بن گئی مدینہ پاک میں قدم رکھا تو ''طلع البدر علینا'' کی صدائیں بلند ہوئیں کہ ہم پر رُشد و ہدایت کا چاند نکل آیا ہے۔ پھر حبشی غلام رواجی اسلحہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کی سواری سے آگے آگے چلنے لگے۔ نہ اس وقت اور نہ بعد میں کوئی رقص و سرور کی محفل گرم ہوئی، نہ ہی ہجرت کی کامیابی پر مرد و زن کا بے پردہ اختلاط اور اجتماع ہوا۔ ہاں البتہ مسجد نبوی کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا، معاشرے کی اصلاح کی طرف توجہ دی جانے لگی اور اپنے دفاع کے منصوبوں کی طرف کوششیں شروع ہو گئیں۔

آپ نے مزید کہا کہ آج سے 58 برس پہلے کچھ قوم کے نیک اور خیر خواہ سرکردہ حضرات نے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مذکورہ دو قومی نظریہ کی بنیاد پر اور ہجرت مدینہ کو اپنے لئے رہنما اصول بنا کر اور حضور اکرم ﷺ کی ہجرت کے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر قیام پاکستان اور ایک اسلامی نظریاتی ریاست کیلئے کامیاب جدوجہد کی۔ مگر اس کیلئے مسلمانوں کو اتنی قربانی دینی پڑھی کہ جس کی مثال دینے سے آج دنیا قاصر ہے۔

اعلان پاکستان کے ساتھ ہی 14 اگست کو مسلمانوں کے گھروں کو جلانا شروع کر دیا گیا، کھربوں کا مالی نقصان ہوا، لاکھوں نوجوانوں، بوڑھوں اور شیر خوار بچوں کو تہ تیغ کر دیا گیا، اور لاتعداد عزت مآب خواتین کی عزتیں لٹ گئیں۔

پاکستان بھر میں ہر سال اس دن لوگ صبح ہی صبح گھروں میں مسجدوں میں، خانقاہوں میں قرآن شریف پڑھتے، نوافل پڑھتے اور ہزاروں لوگ پاکستان کے باڈروں کے محافظ شہداء کی یادگاروں پر جاتے ہیں، دعائیں مانگتے اور غربا، میں لنگر تقسیم کرتے ہیں۔ حکومت پاکستان کی طرف سے فوجی مظاہرے ہوتے ہیں۔ مگر نہ جانے

بیرون ملک اس عظیم دن، دعا کے دن، عبرت کے دن، پاکستان ملنے کی خوشی کے بہانے رقص وسرود پر اپنے نفسوں کو خوش کرنے کیلئے مقابلتاً بے دریغ وقت اور دولت کا ضیاع کرنا کہاں سے آٹپکا ہے۔ عین اُس وقت جب مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی تھی اور پاک دامن عورتوں کی عصمت دری کی جارہی تھی آج مسلمان اسی وقت، انہی لمحوں میں رنگ رلیاں منانے اور موسیقی کے نام پر مخلوط محفلیں سجانے میں مگن ہیں۔

منبر ومحراب کی آواز تو شائد ہمیں موافق نہیں آئی، حضرت علامہ اقبال جن کو آج ولیوں سے بھی زیادہ معتبر لفظوں میں یاد کیا جاتا ہے انہوں نے فرمایا تھا۔

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس ورباب آخر

کون ہے جو آج شاعر مشرق کے اس شعر کے مفہوم سے واقف نہیں، چہ جائیکہ عسکری پریڈ میں ہوں، کھیلوں کے مقابلے ہوں، ملک کے تحفظ، ترقی اور استحکام کے عنوان سے مشاعرے، مذاکرے اور تقریریں ہوں۔ اس کے برعکس پاکستان ڈے کو لہو ولعب کی نظر کردینے والوں کے متعلق یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے پاکستان بنتا دیکھا نہیں، اگر دیکھا تو وہ آج پاکستان کیلئے دوقومی نظریہ اور اسلامی ریاست کے قیام کی غرض سے ہجرت کرنے والوں کی قربانیوں کے پیش نظر 14 اگست یوم آزادی کو اسی طرح مناتے جس طرح حضور اکرم ﷺ اور آپ کے غلاموں نے مکہ سے مدینہ پاک ہجرت کی کامیابی پر نہ صرف اپنی بلکہ پوری انسانیت کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی دلانے کیلئے منائی تھی۔ انصار نے مہاجرین کیلئے اپنے گھر بار پیش کر دئے۔ باغ دے دئے۔ اپنے کاروبار دے دئے اور ان مہاجرین و انصار نے اللہ کے نبی ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہر قسم کی برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور اصلاح معاشرہ کے لئے ایک دوسرے کی ہمدردی و غمگساری کیلئے کمر ہمت باندھ کر میدان عمل میں نکل آئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پاکستان کو پاک سرزمین بنانے اور اس کی نظام مصطفےٰ ﷺ نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

دارالقرآن کے بانی قاری غلام رسول صاحب کا خطاب

ماہ رجب، ماہ شعبان اور ماہ رمضان خاص طور پر اللہ کی رحمتوں سے بھرپور ہیں

تاریخ: 12-08-2005

ماہ رجب

رجب یہ جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا۔ اس نہر سے وہی پانی پیئے گا جو رجب کے مہینے میں روزہ رکھے گا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے ستائیس رجب کو روزہ رکھا اس کیلئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔ یہی وہ دن ہے کہ جب پہلی بار حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوئے اسی ماہ میں حضور سید دو عالم ﷺ کو معراج شریف کا سفر کروایا گیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مہینوں کو چار کے عدد سے مزین فرمایا۔ ذیقعد، ذی الحجہ، محرم اور رجب۔ ارشاد خداوندی ہے کہ۔

قرآنی ترجمہ ”اس سے چار محترم ہیں“

چنانچہ تین تو مسلسل ہیں، ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم اور ایک الگ ہے یعنی رجب۔

اسی کے ساتھ ہی ایک حکایت بیان فرمائی کہ بیت المقدس میں ایک عبادت گزار خاتون رجب کے ماہ مبارک میں ہر روز بارہ ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھا کرتی تھی اور رجب کے مہینے میں اونی کپڑے پہنتی تھی۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہوگئی اس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ میرے ساتھ میرا اونی لباس دفن کر دینا۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اسے عمدہ کپڑوں میں دفن کر دیا گیا۔ خواب میں اس نے اپنے بیٹے کو کہا کہ میں تجھ پر راضی نہیں ہوں اس لئے کہ تم نے میری وصیت پر عمل نہیں کیا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور اس نے اپنی والدہ کا اُونی لباس لیا تاکہ اسے قبر میں ساتھ ہی دفن کر دے۔ جب بیٹے نے اپنی والدہ کی قبر کھودی تو اپنی والدہ مرحومہ کو قبر میں نہ پایا وہ خوف زدہ ہوا اور حیران ہوا کہ اچانک ایک آواز آئی کہ کیا تو نے نہیں سنا کہ جس نے رجب شریف میں میری عبادت کی ہم نے اسے تنہا نہیں چھوڑا۔

محترم مہینے چار ہیں اور بلند پایہ فرشتے بھی چار اور افضل الکتب بھی چار ہیں اور وضو کے اعضاء جن کا دھونا فرض ہے وہ بھی چار ہیں۔ افضل ترین تسبیح کے کلمات بھی چار ہیں یعنی (1) سبحان اللہ (2) والحمد للہ (3) ولا الہ الا اللہ (4) واللہ اکبر۔

دیلمی کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے جناب رسالت مآب ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ رب العزت چار راتوں میں بھلائی کی مہر لگا دیتا ہے۔ عید قربان کی رات کو، عید الفطر کی رات کو، نصف شعبان کی رات کو اور رجب کی پہلی راتکو۔ نیز حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ پانچ راتیں ایسی ہیں کہ ان میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ رجب کی پہلی رات، نصف شعبان یعنی شعبان کی پندرویں رات، جمعہ کی رات اور دونوں عیدوں کی راتیں یعنی وہ رات کہ صبح عید ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ سچ ہے کہ ''رحمت حق بہانہ می جوید بہانہ می جوید'' یعنی اللہ کی

رحمت اپنے بندوں کی بخشش کے لئے بہانہ تلاش کرتی ہے وہ نیکیوں کی گنتی تلاش نہیں کرتی کسی نے خوب کہا ہے۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

چنانچہ ابھی رحمتوں، برکتوں اور بخششوں کا مہینہ رجب شریف ادھر ختم ہوا ادھر ایک اور اسی طرح اللہ کی رحمتوں کے سائے لئے دوسرا مہینہ آ گیا۔ جس کا نام ہے **شعبان المعظم**۔

شعبان المعظم

اس ماہ مبارک کی عظمت کا اندازہ اسی سے لگا لیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ اس پورے مہینے میں روزے رکھتے تھے۔ چنانچہ نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک دن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کو اس قدر روزے رکھتے نہیں دیکھتا جس قدر کہ آپ شعبان میں روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں یہ مبارک مہینہ رجب اور ماہ رمضان کے درمیان ہے اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں لوگوں کے اعمال رب العالمین کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میں نے پسند کیا کہ میرا عمل اللہ کے ہاں پیش ہو تو میں روزے سے ہوں۔ سوچنے کی بات ہے کہ اللہ نے جس کی خاطر ساری کائنات بنائی ہو۔ جس کو خود رحمت العالمین فرمایا ہو اور جس کو قیامت تک آخری نبی بنا کر بھیجا ہو اور جس کی اطاعت و فرمانبرداری اللہ نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری

قرار دیا ہو اور جس کیلئے یہ اعلان کیا ہو کہ

قرآنی ترجمہ ”اے لوگو تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو تم میری یعنی ”نبی“ کی اطاعت و تابعداری کرو پھر خود اللہ تم سے محبت کرے گا“۔

اور وہ ہستی جو گناہوں سے معصوم اور ”مبرا ہو اور اللہ پاک کی ذات جس کو پیار، محبت اور عظمت سے یوں پکارے

خدا نے پیار سے جس کو پکارا جس طرح چاہا
وہ مزمل وہ مدثر اور یاسین اور وہ طٰہٰ

اور جس ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ قسمیں کھا کھا کر راضی کر رہا ہو ”سورۃ والضحیٰ“ اور جس کی زندگی مقدس کی ہر آنے والی بعد کی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہو گی ”سورۃ والضحیٰ“

اور جس کی شان یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ فرمائے کہ

”اے محبوب ہم نے آپ کیلئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے“ سورۃ الم نشرح اس شان کے باوجود حضور نفلی عبادات کا اتنا خیال فرماتے تھے تو پھر ہم کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

اور جس کی راتوں کی عبادت شاقہ کو دیکھ کر فرمایا کہ

قرآنی ترجمہ ”محبوب اللہ کو معلوم ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور آپ کے غلاموں کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اسے غلامان رسول تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہربانی سے رجوع فرمایا۔ سو اب اے محبوب اور اس کے غلاموں قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو

"سورۃ مزمل"

تو اللہ تعالیٰ نے رات کا جاگنا جو واجب یا فرض تھا اس حکم سے منسوخ فرما دیا اور پنجگانہ نمازوں کے علاوہ رات کو جاگ کر قرآن پڑھنا جو ضروری تھا منسوخ ہو گیا۔ اب رات کی نماز تہجد ہے جو نفلی ہے۔

معلوم ہوا کہ رجب کا مہینہ اور اس کی نفلی عبادات ہوں یا شعبان یا رمضان المبارک یا سرکار دو عالم ﷺ کا ہر قول و فعل تعلیم امت کیلئے ہے۔ بلکہ آقائے دو جہاں حضور سرور دو عالم ﷺ کی پوری زندگی پوری انسانیت کیلئے "اُسوۂ حسنہ" ہے۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ جب شعبان آتا تو فرمایا کرتے تھے اس ماہ مبارک میں اپنی جانوں کو پاک کرلو اور اپنی نیتوں کو درست کرلو۔ اسی طرح حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ شعبان میں جناب رسول اللہ ﷺ اس قدر روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ افطار نہیں کریں گے۔ اور کبھی اس قدر طویل افطار فرماتے کہ ہم سمجھتے کہ اب روزے نہیں رکھیں گے۔

البتہ شعبان المعظم میں آپ کثرت سے روزے رکھتے۔ ایک اور حدیث جو بخاری و مسلم شریف میں ہے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو رمضان المبارک کے علاوہ کسی مکمل مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا اور شعبان شریف سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ آسمان میں فرشتوں کی دو عید کی راتیں ہیں جیسے کہ مسلمانوں کی زمین پر دو دن کی عیدیں ہیں۔ فرشتوں کی ایک عید کی رات شب برأت ہے جو نصف شعبان کو ہوتا ہے اور فرشتوں کی دوسری عید کی رات لیلۃ القدر ہے جو رمضان المبارک میں ہوتی ہے اور مسلمانوں کی عید دو دن عید الفطر کا دن اور قربانی کا دن ہے اس لئے نصف شعبان کی رات کو فرشتوں کی عید کا نام دیا گیا ہے۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس رات یعنی شب برأت کو

عبادت کرنے والے کے سال بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جمعہ کی رات کو عبادت کرنے سے ہفتہ بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس شعبان کی پندرویں رات کو ''لیلة التکفیر'' یعنی گناہوں کی معافی کی رات بھی کہا گیا ہے۔ اسی شعبان کی پندرویں شب کو ''شب حیات'' بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ امام منذری نے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے عید کی دونوں راتوں میں اور شعبان کی پندرویں شب کو عبادت کی اس کا دل نہیں مرے گا جس دن دل مر جائیں گے۔ شعبان کی پندرویں شب کا نام ''لیلة الشفاء'' یعنی شفاعت کی رات بھی ہے حضور اکرم ﷺ نے تیرھویں شب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی امت کی شفاعت کی تو آپ کو تہائی عطا ہوا پھر چودھویں شب کو دعا کی تو دو تہائی عطا ہوا پھر پندرویں شعبان کو دعا کی تو سب کچھ عطا ہوا سوائے اس نافرمان کے جو اللہ سے اس طرح دور بھاگ جائے جس طرح بدھکا ہوا اونٹ دور بھاگتا ہے اور اس رات کا نام ''شب مغفرت'' بھی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو بندوں پر نظر ڈالتا ہے۔ پھر اہل زمین کو معاف کرتا ہے سوائے دو کے، مشرک اور کینہ پرور۔

یہاں غنیة الطالبین میں بیان کی گئی حدیث کا ذکر نہ کرنا مضمون کے نامکمل رہ جانے کا احساس رہے گا۔ قطب ربانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سید شاہ عبد القادر جیلانیؒ اپنی کتاب غنیة الطالبین میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شعبان کی پندرویں شب کو میرے پاس جبرائیل امین آئے اور کہنے لگے۔ حضور اپنا سر انور آسمان کی طرف اٹھالیں میں نے پوچھا کہ یہ کیسی رات ہے تو جبرائیل امین نے بتایا۔

ترجمہ عربی عبارت ''یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھولتا ہے اور ہر اس شخص کو جو مشرک نہ ہو اس رات میں بخش دیتا ہے، مگر جادوگر اور ہمیشہ شراب پینے والے، سود خور اور زناکار کو اس رات میں بھی نہیں بخشتا

جب تک کہ وہ توبہ نہ کریں۔

شعبان شریف کی پندرویں شب کا ایک نام "شب آزادی" بھی ہے چنانچہ اسی سے متعلق وہ ایک حدیث پاک بھی ہے جس سے شعبان شریف کی پندرویں شب کی شب برأت ہونے کی اصلیت ظاہر ہوئی۔

ابن اسحٰق نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک ضروری کام کے لئے حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان تک بھیجا۔ میں نے اُم المؤمنین سے عرض کیا آپ جلدی فرمادیں کیونکہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ آپ نصف شعبان کی رات کے بارے میں مسائل بتارہے تھے اُم المؤمنین نے فرمایا، اے انیس "عربی میں بچے کو لاڈ سے پکارنا ہو تو اس کے نام کو اسم تصغیر میں بلاتے ہیں چنانچہ آپ نے ان کو انیس فرمایا" بیٹھو میں تمہیں نصف شعبان کے بارے میں بات بتاتی ہوں اور فرمایا کہ وہ رات حضور اکرم ﷺ کی جانب سے میری شب تھی مگر جب میں بیدار ہوئی تو میں نے حضور کو غیر موجود پایا چنانچہ میں اٹھی اور کمرے سے نکل کر مسجد میں آگئی چلتے چلتے (اندھیرے کی وجہ سے) میرا پاؤں آپ سے جالگا، اور آپ یہ کہہ رہے تھے۔

ترجمہ عربی عبارت "میرے بدن اور میری صورت نے آپ کو سجدہ کیا میرا دل آپ پر ایمان لایا اور میرے ہاتھ ہیں اور جو میں نے اس کے ساتھ اپنے پر زیادتی کی۔" "اے عظیم" ہر بڑی بات میں اس پر امید کی جاتی ہے میرا گناہ معاف کردے۔ میرے چہرے نے اُسے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھ بنائی۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور یہ دعا کی"۔

ترجمہ عربی عبارت "اے اللہ مجھے ایسا دل عطا فرما جو پرہیزگار شرک سے پاک، نیک ہو نہ کافر اور نہ ہی بدبخت۔ پھر دوبارہ سجدہ فرمایا اور میں نے آپ کو یہ پڑھتے

ہوئے سنا‘‘۔

ترجمہ عربی عبارت ’’میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ، تجھ سے تیری پناہ، میں تیری تعریف نہیں کر سکتا، بس تو ایسا ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی۔ میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی حضرت داؤد نے فرمائی میں اپنے آقا کیلئے مٹی میں اپنا چہرہ خاک آلود کرتا ہوں اور چہرے کا حق یہ ہے کہ اپنے آقا کے سامنے خاک آلود ہو‘‘۔

پھر آپ نے سر اٹھایا تو میں نے عرض کیا! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ کس کام میں ہیں اور میں کس کام میں ہوں۔ آپ نے فرمایا اے حمیرہ ’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا‘‘ کیا تم نہیں جانتی کہ یہ شب نصف شعبان کی شب ہے اللہ تعالیٰ اس شب میں بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر دوزخیوں کو آزاد کرتا ہے۔ (یعنی بے شمار لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے‘ ’سوائے چھ کے۔

(1) شراب کا عادی (2) والدین کا نافرمان (3) عادی زنا کار (4) قطع تعلق کرنے والا (5) فتنہ باز (6) چغل خور

نیز اس رات کو لیلۃ القسمہ والتقدیر (یعنی تقسیم اور تقدیر) کی رات بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت عطا بن یسار کی روایت ہے کہ جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو ملک الموت کو ہر اس آدمی کا نام لکھ کر دے دیا جاتا ہے جو شعبان سے آئندہ شعبان تک اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہے اور حال یہ ہے کہ ایک آدمی کھیتی بو رہا ہوتا ہے اور ایک آدمی نکاح کر رہا ہوتا ہے اور ایک آدمی عمارت بنا رہا ہوتا ہے جبکہ ملک الموت اس انتظار میں ہوتا ہے کہ حکم ہو تو وہ اس کی جان قبض کر لے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے رجب ہو یا شعبان ان کی برکات و رحمتوں سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

لیکن کمال کی بات فرمائی عارف کھڑی رومئی کشمیر حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے۔

جے میں ویکھاں عملاں ولے تے کجھ نہیں میرے پلے
جے میں ویکھاں رحمت تیری بلے بلے

سچ فرمایا آپ نے کہ ابھی ادھر رجب کا مہینہ بے شمار رحمتوں کے ساتھ آیا اور اپنا فیض عام کر کے رخصت ہوا ہی تھا کہ شعبان المعظم اپنی باران رحمت کے ساتھ جلوہ گر ہو گیا لوگ روزے رکھ رہے ہیں۔ غرباء میں کپڑے اور کھانا تقسیم کر رہے ہیں۔ محافل ذکر منعقد ہو رہی ہیں ہر طرف رحمت خداوندی اور حضور اکرم ﷺ کی امت کیلئے بخشش کی دعاؤں کے تذکرے ہو رہے ہیں۔ حضور ﷺ کے غلام خوب نیکیاں کما رہے ہیں اس ماہ مبارک کے اختتام سے پہلے ہی اُس ماہ مبارک کے تذکرے شروع ہو گئے جس میں اللہ نے روزے فرض کیے جس میں اللہ نے لیلۃ القدر رکھی جس میں ایک رات کی عبادت کا ثواب ہزار مہینے کی راتوں کی ثواب سے بھی بہتر ہے جس ماہ میں نفلی نیکی کا ثواب فرض کے ادا کرنے کے برابر اور فرض ادا کرنے کا ثواب 70 فرض ادا کرنے کے برابر ہے۔ سبحان اللہ یہ ہے ماہ رمضان المبارک۔

ماہ رمضان المبارک

اس ماہ مبارک کی خاص عبادت پورے مہینے کے روزے ہیں ارشاد خداوندی ہے کہ ترجمہ قرآنی ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ اور جن میں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر

ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کیلئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو"۔ سورۃ بقرہ

رمضان المبارک کے روزے 2ھ ہجری میں فرض ہوئے اور یہ پانچ بنائے اسلام کا حصہ ہیں ان کا منکر دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ فرمان رسالت مآب ہے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو تمام جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور سارا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ ایک آواز دینے والے کو حکم دیتا ہے کہ یہ آواز دو "اے بھلائی کے طلبگار و آگے بڑھو اور اے برائی کے طالبگارو پیچھے ہٹو۔ پھر فرماتا ہے! ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دیا جائے۔ کوئی مانگنے والا ہے کہ جو کچھ وہ مانگتا ہے اسے دے دیا جاتا ہے اور کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے"

صبح ہونے تک اسی طرح آوازیں دی جاتی ہیں اور افطار کے وقت ہر شب اللہ تعالیٰ دوزخ سے دس لاکھ گنہگاروں کو آزاد فرماتا ہے۔ جن پر عذاب لازم ہو چکا تھا۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطاب فرمایا کہ اے لوگو تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ کر رہا ہے۔ جس میں قدر کی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کر دیئے اور رات کا قیام جو نفلی ہے۔ جس نے اس میں ایک نیکی کی بات کی گویا اس نے دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا گویا اس نے دوسرے مہینے میں 70 فرض ادا کے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مواخات وغم

گساری کا مہینہ ہے اس میں ایمان دار کی روزی فراخ کر دی جاتی ہے۔ جس شخص نے اس ماہ مبارک میں کسی کا روزہ افطار کرایا اس کیلئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور اس کی گناہوں کی معافی ہوگی۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے ہر ایک اس قدر نہیں پاتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دے گا۔ جو کسی روزہ دار کو دودھ کا ایک گھونٹ یا پانی کا ایک گھونٹ دے یا ایک کھجور ہی کھلا دے اور جس نے روزہ دار کو سیر ہو کر کھلایا اس کے گناہوں کی معافی ہے اور اس کو اس کا رب تعالیٰ میرے حوض سے وہ مشروب پلائے گا کہ جس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور اس کیلئے وہی اجر ہوگا۔ بغیر اس کے کہ اس کا اپنا اجر کم ہو اور یہ مہینہ ایسا ہے کہ جس کا آغاز رحمت ہے اس کا درمیان معافی ہے اور اس کا آخر دوزخ سے آزادی ہے پس اس میں چار کام کثرت سے کر۔ دو کاموں سے تو تم اپنے رب کو راضی کر لو گے۔ اور دو کاموں کے بغیر چارہ نہیں

(1) گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں یعنی کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کثرت سے پڑھنا۔ (2) اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا یعنی کثرت سے استغفر اللہ پڑھنا۔ (3) اپنے رب سے جنت مانگنا (4) دوزخ سے پناہ مانگنا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کو رمضان شریف کے مہینے میں پانچ باتیں ایسی عطا ہوئیں جو پہلے کسی امت کو عطا نہیں ہوئیں۔

(1) روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے (2) فرشتے روزہ دار کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں حتیٰ کہ افطار کر لیں (3) متکبر شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں (4) اللہ تعالیٰ ہر روز جنت کو آراستہ کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ میرے بندوں سے تکلیف و کمزوری دور ہو جائے (5) آخری رات میں انہیں بخش دیتا ہے۔

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ آخری رات قدر کی رات ہے؟

فرمایا نہیں بلکہ جب مزدور مزدوری مکمل کر لے تو اس کو پوری مزدوری ملتی ہے روزے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ بدن میں انسان کا معدہ گویا ایک حوض ہے اور وہ رگیں اور شریانیں جو اس سے نکل کر پورے جسم میں جاتی ہیں وہ نہروں کی مثل ہیں اور معدہ سب شہوتوں کا مرکز ہے۔ جہاں یہ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اٹھاتی ہے اور نکاح کیلئے مال کی ضرورت ہے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال کا لالچ پھر سو طرح کے حیلوں بہانوں کی طرف راغب کرتا ہے اور حیلوں بہانوں سے مخلوق خدا سے لڑائی جھگڑے پیدا ہونے لگتے ہیں اور پھر عداوت، کینہ، بغض اور ریا وغیرہ مذموم صفات پھوٹ پڑتی ہیں پس معدے کو قابو میں رکھا اور اسے بھوکا رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیوں کی اصل ہے! اور یہ کام روزہ سے ہی ممکن ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ بھوک رکھ کر کھانا کھاؤ اور ہر ڈاکٹر اور ہر حکیم یہی پہلا نسخہ بتلاتا ہے کہ کھانا کم کھاؤ۔ اگر صحت و تندرستی اور زندگی چاہتے ہو۔

مسائل و احکامات روزہ:۔

شریعت اسلامیہ میں روزہ کہتے ہیں کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت خورد و نوش اور حقوق زوجیت سے رُکے رہنے کو ۔رمضان المبارک کے روزے 10 شعبان 2 ہجری میں فرض کئے گئے۔

قرآن پاک کی آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے اپنی افادیت تقویٰ و پرہیز گاری کے لحاظ سے عبادت قدیمہ ہے۔ کہ زمانہ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگرچہ تعداد ایام اور احکام مختلف تھے مگر اصل روزے تمام امتوں پر ضروری رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو رخصت دی ہے کہ اگر اس کو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یا ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت و تکلیف کا خدشہ ہو تو وہ شخص مرض اور سفر کے ایام میں روزہ

نہ رکھے اور بجائے ان ایام کے اور دنوں میں انکی قضا کرے۔ سوائے ایام منھیۃ کے ایام منھیۃ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔ دونوں عیدیں اور ذی الحجہ کی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخ۔

مسئلہ:۔ مریض کو محض وہم پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں جب تک مستند حکیم و ڈاکٹر یقین سے نہ کہے کہ روزہ مرض کے طویل یا زیادتی کا سبب ہوگا۔

مسئلہ:۔ جو آدمی بظاہر تو بیمار نہیں لیکن طبیب یا ڈاکٹر یہ کہے کہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے گا تو یہ بھی مریض کے حکم میں ہے۔

مسئلہ:۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا یا اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی روزہ چھوڑنا جائز ہے مگر بعد میں قضا کرے۔

مسئلہ:۔ جس بوڑھے مرد یا عورت کو بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے اور آئندہ طاقت آنے کی امید بھی نہ ہو اس کو "شیخ فانی" کہتے ہیں اس کیلئے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے کسی کو روزہ رکھوادے (یعنی دونوں وقت کا کھانا)

مسئلہ:۔ اور اگر "شیخ فانی" اپنے روزے کے بدلے کسی کو فدیہ نہ دے سکے یعنی روزہ نہ رکھوا سکتا ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔

مسئلہ:۔ اور "شیخ فانی" ایک روزہ رکھوانے سے اگر زیادہ دے دے تو وہ اور بھی بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ اگرچہ مریض اور مسافر کو دوران مرض اور سفر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تاہم روزہ رکھ لینا بہتر اور افضل ہے۔

مسئلہ:۔ رمضان المبارک کے ادا روزے اور نذر معین اور نفل و سنت و مستحب روزے اور مکروہ روزے ان سب روزوں کی نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر (دوسرے دن) کے ضحوۃ کبریٰ یعنی دوپہر سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک ہے۔ اس درمیان میں جب بھی روزہ کی نیت کرے یہ روزے ہو جائیں گے۔ لیکن رات

ہی میں نیت کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ان چھ روزوں کے علاوہ جتنے روزے ہیں۔مثلاً رمضان کی قضا کا روزہ، نذر معین کی قضا کا روزہ، کفارہ کا روزہ، حج میں کسی غلطی کرنے کا روزہ ان سب روزوں کی نیت کا وقت غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔اس کے بعد نہیں۔

مسئلہ:۔جس طرح اور عبادتوں میں بتایا گیا ہے کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے۔ زبان سے کہنا کچھ ضروری نہیں۔اسی طرح روزہ میں بھی نیت سے مراد دل کا پختہ ارادہ ہے۔لیکن زبان سے بھی کہہ لینا اچھا ہے۔تو یوں کہے۔

نویت ان اصوم غدا لله تعالیٰ من فرض رمضان اور اگر دن میں نیت کرے تو یوں کہے **نویت ان اصوم هذا لیوم من فرض رمضان۔**

مسئلہ:۔عید و بقرعید اور ذوالحجہ کی گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔

مسئلہ:۔کسی جائز کام کی منت مانی تو کام پورا ہو جانے پر اس روزہ کو رکھنا واجب ہو گیا۔اگر نفل کا روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ:۔عورت کو نفلی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر رکھنا منع ہے۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

کھانے پینے اور ادائیگی حقوق زوجیت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہیں رہا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ:۔حقہ، بیڑی، سگریٹ، سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:۔دانتوں میں کوئی چیز رکی ہوئی تھی چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی اسے کھا گیا یا چنے سے کم ہی تھی مگر اس کو منہ سے نکال کر کھا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ:ناک میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر پانی کان میں ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ:۔ کلی کرنے میں بلا قصد پانی حلق سے نیچے چلا گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا۔ بلا قصد پانی دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ:۔ دوسرے کے منہ کا لعاب نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: قصداً منہ بھر کر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے کم کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ:۔ بلا قصد اور بے اختیار قے ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا تھوڑی قے ہو یا زیادہ روزہ دار ہونا یاد ہو یا نہ یاد ہو بہر حال روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ:۔ منہ میں کوئی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک رنگین ہو گیا۔ پھر اس رنگین تھوک کو نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ:۔ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ مکھی، مچھر، دھواں یا غبار بے اختیار حلق کے اندر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح سرمہ یا سر میں تیل لگایا اگرچہ تیل یا سرمے کا اثر حلق میں معلوم ہوتا ہو تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح دوا یا مرچ وغیرہ کوٹا یا آٹا چھانا اور حلق میں اس کا اثر معلوم ہو تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ کلی کی اور پانی بالکل اگل دیا صرف کچھ تری منہ میں رہ گئی تھوک کے ساتھ اس کو نگل جانے یا کان میں پانی چلا گیا یا سوتے میں غسل کی حاجت ہوگئی تو روزہ نہیں گیا۔

روزے کے مکروہات:۔

مسئلہ:۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنے کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: روزہ دار کو بلا وجہ کوئی چیز زبان پر رکھ کر چکھنا یا چبا کر اگل دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ روزہ دار کیلئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔روزہ دار کو غسل کرنا، ٹھنڈا پانی ٹھنڈک کے لئے سر پر ڈالنا، یا گیلا کپڑا اوڑھنا، یا بار بار کلی کرنا یا مسواک کرنا یا سر اور بدن میں تیل کی مالش کرنا، یا سرمہ لگانا یا خوشبو سونگنا مکروہ نہیں۔

روزہ توڑنے کا کفارہ:۔

اگر روزہ ٹوٹ گیا تو اس کی قضا لازم ہے۔

مسئلہ:۔ بلا عذر رمضان المبارک کا روزہ توڑ ڈالنے سے قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا باندی کا آزاد کرنا یہ نہ ہو سکے تو مسلسل ساٹھ 60 روزے رکھے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے۔

روزہ دار کیلئے ایک خاص حدیث پاک ﷺ:۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:۔

ترجمہ عربی عبارت "جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے رکھے"۔مشکوٰۃ شریف

اسی طرح ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ اور زبان کو بھی روزہ دار کو گناہ کی باتوں، آوازوں اور جگہوں پر جانے سے بچا کر رکھنا ضروری ہے۔

سحری کا مقصد:

سحری کو اٹھ کر کھانا پینا ہی مقصد نہیں بلکہ سحری کا بیدار ہونا بجائے خود سنت رسول خدا ہے اور اس میں رحمت و برکت ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث پاک ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ عربی عبارت "سحری کو اٹھا کرو کہ سحری اٹھنے میں برکت ہے۔مشکوٰۃ شریف

لہٰذا ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ سحری کو بھی کھا پی لیں اور روزہ بھی نہ رکھیں۔

رمضان المبارک کی تاریخی، دینی اور خاص یادیں:۔

بہر حال رمضان المبارک اور اس کی خاص عبادتوں کی شان و عظمت اور برکتیں تو ان گنت ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے علاوہ ازیں ماہ رمضان المبارک اسلامی اور تاریخی حالات و واقعات سے بھی بھرپور ہے۔ رمضان المبارک کی تین تاریخ یعنی تیسرے روز سے 11 ہجری حضور اکرم ﷺ کے وصال پاک کے چھ ماہ بعد مخدومہ کائنات، سیدۃ النساء العالمین، لخت جگر مصطفیٰ زوجہ علی مرتضیٰ، خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال پاک ہوا۔

رمضان المبارک کی 10 تاریخ اور نبوت کے دسویں سال اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام مکہ شریف میں گیارہ سو بیاسی 1182 سیرت پاک کی کتابوں میں اول انعام پانے والی کتاب الرحیق المختوم میں اور احادیث کے حوالے سے بیان کردہ عظمت ام المؤمنین زوجہء اول رحمت اللعالمین کا پتہ چلتا اور ایمان تازہ ہوتا ہے۔ آپ کی رحلت کے وقت آپ کی عمر 65 برس تھی اور رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنی عمر مبارک کے 50 پچاسویں سال میں تھے۔ حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کیلئے اللہ تعالیٰ کی بڑی گران قدر نعمت تھیں آپ ایک چوتھائی صدی حضور اکرم ﷺ کی رفاقت میں رہیں اور اس دوران رنج و قلق کا وقت آتا تو آپ کیلئے تڑپ اُٹھتیں، سنگین اور مشکل ترین حالات میں آپ کو قوت پہنچاتیں، تبلیغ رسالت میں آپ کی مدد کرتیں اور اس تلخ ترین جہاد کی سختیوں میں آپ کی شریک کار رہتیں اور اپنی جان و مال سے آپ کی خیر خواہی و غمگساری فرماتیں۔ حدیث مسند امام احمد کی روایت ہے۔

حضور اکرم تاج دار عرب و عجم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس وقت لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا۔ وہ (اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھ پر ایمان لائیں۔ جس

وقت لوگوں نے مجھے جھٹلایا انہوں نے میری تصدیق کی۔ جس وقت لوگوں نے مجھے محروم کیا انہوں نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا اور اللہ نے مجھے ان سے اولاد دی۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہی ہیں۔ ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانا یا کوئی مشروب ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آ پہنچیں تو آپ انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام کہیں۔ اور جنت میں موتی کے ایک محل کی بشارت دیں۔ جس میں نہ شور وشغف ہوگا نہ درماندگی وتکان۔ اس وفا شعار بیوی کے انتقال پر حضور اکرم ﷺ کو انتہائی غم ہوا ادھر مشرکین مکہ کے حوصلے اور بڑھ گئے اور حضور کو زیادہ رنج اور تکالیف دینی شروع کر دیں یہاں تک کہ اس سال کا نام ہی ''غم کا سال'' پڑ گیا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ 10 رمضان المبارک کو اُم المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایصال ثواب کے لئے محافل قرآن خوانی منعقد کریں اور خواتین اسلام تو خاص طور پر آپ کی یاد منائیں اور آپ کی سیرت پاک کو اپنا کر اپنے سچا مسلمان ہونے کا ثبوت مہیا کریں۔

حضرات گرامی قدر! اسی ماہ رمضان المبارک کی 10 تاریخ وہ شہرہ آفاق، مقدس اور ایمان افروز یادگار تاریخ ہے جس دن بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کرنے اور اس میں ایک اللہ کی عبادت کرنے اور طواف کرنے کیلئے امام الانبیاء مدینہ پاک سے 10 ہزار جانثاران اسلام کی قیادت فرماتے ہوئے مکہ شریف کی طرف روانہ ہوئے اور بغیر جنگ وجدل فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے، اکثر سیرت نگاران نے 20 رمضان المبارک جمعہ مبارک کا دن لکھا ہے۔ اگرچہ علاوہ ازیں باقی غزوات جن میں حضور اکرم ﷺ خود بھی شامل ہوئے ہیں اور بے مثل جرنیل کے طور پر اپنے جانثار فوجی جوانوں کی قیادت فرمائی مگر جو حیرت انگیز قائدانہ صلاحتیں ''فتح مکہ'' کے

لئے حضور اکرم ﷺ سے آج ظہور پذیر ہوئیں نہ اس سے پہلے تاریخ عالم کے پاس کوئی مثال ہے اور نہ ہی آئندہ ممکن ہے۔ زادالمعاد میں ابن قیم لکھتے ہیں کہ یہ وہ فتح عظیم ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے دین کو، اپنے رسول کو، اپنے لشکر کو اور اپنے امانت دار گروہ کو عزت بخشی اور اپنے شہر کو اور اپنے گھر کو جسے دنیا والوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنایا ہے۔ کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے چھٹکارا دلایا۔

اس فتح سے آسمان والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس کی عزت کی طنابیں جوزاء کے شانوں پر تن گئیں اور اس کی وجہ سے لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوئے اور روئے زمین کا چہرہ روشنی اور چمک دمک سے جگمگا اٹھا۔

علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف النبی الاطہر ﷺ سیرت خیر البشر ﷺ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک 8ھ ہجری کو دس ہزار نفوس قدسی کا لشکر جرار مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ خود امیر لشکر تھے مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ ابن اُم مکتوب کو نائب مقرر فرمایا۔ قدید کے مقام پر مختلف قبائل کو جھنڈے عطا کئے گئے۔ اور مر الظہر ان پر پہنچ کر پڑاؤ فرمایا اور حضور اکرم ﷺ نے 10 ہزار مقامات پر رات کو آگ روشن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ کفار مکہ کو پتہ چلا تو بر اسر اسیمہ ہوئے۔ یہاں سے روانگی اب مکہ معظمہ کی طرف تھی اسلامی لشکر مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز سے داخلہوا حضرت خالد ابن ولیدؓ سے کچھ کفار نے مقابلہ کیا جو بالآخر فرار ہو گئے نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف فرمایا اور اسے تمام بتوں سے پاک فرما دیا۔ جب ظہر کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ نے اذان دی اور مسلمانوں نے نماز ادا کی۔ 20 رمضان المبارک 8ھ ہجری جمعہ کے دن مکہ معظمہ فتح ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں پندرہ روز قیام فرمایا اور نماز قصر ادا فرماتے رہے۔

یہیں سے 25 رمضان المبارک کو حضور اکرم ﷺ نے حضرت خالد ابن ولیدؓ کو تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ عزیٰ بت کو توڑنے کے لئے بھیجا۔ اسی طرح جتنے بھی ادھر ادھر لات و عزیٰ کی طرف بڑے بڑے بت نصب تھے اور بت

خانے بنے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم سے سب کو توڑ پھوڑ دیا گیا۔ مدینہ پاک سے روانگی سے لے کر فتح مکہ تک اس لشکر (کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا) کے ہادی، سپہ سالار اللہ کے آخری نبی ﷺ تھے آپ کے اس سفر، آپ کی ہدایات، اور مکہ معظمہ میں انداز داخلہ کے ہزار ہا پہلو، حکمتیں اور رموز ہیں جن پر قلم کیلئے ہزار ہا دفتر درکار ہیں۔ البتہ یہاں یہ بہت ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سرکار ابد قرار ﷺ کا وہ خطبہ جو آپ نے سب بتوں کو گرا کر بیت اللہ کے اندر کلمہ توحید بلند فرما کر پھر اندر سے بیت اللہ شریف کا دروازہ کھول کر بیت اللہ شریف کے دروازے میں کھڑے ہو کر اپنا دایاں ہاتھ مبارک دائیں دروازے اور بایاں ہاتھ مبارک بائیں دروازے پر رکھ کر سامنے بیٹھے قریش مکہ کو دیا اس کا ضرور ذکر کیا جائے۔ چنانچہ اس خطبہ مبارک کو باقی سیرت کی کتب کی طرح حضرت علامہ نور بخش صاحب توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''سیرت رسول عربی'' میں من عن عربی عبارت کے ساتھ تحریر فرمایا مگر یہاں ہم صرف عربی کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی ابوسفیان کے ذریعے اعلان فرما دیا تھا کہ جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو کر دروازے بند کرے گا وہ امان میں ہو گا۔ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا وہ بھی امان میں ہوگا۔ جو مسجد میں داخل ہوگا وہ بھی امان میں ہوگا اور جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا وہ بھی امان میں ہوگا۔ قریش مکہ نے غصہ میں کہا ابوسفیان تیرا گھر اتنا ہے کہ سارے مکہ کے لوگ اس میں آسکیں اس نے کہا جتنے آ سکیں گے آ جائیں باقی مسجد میں جمع ہو جائیں۔ چنانچہ قریش و مشرکین مکہ سے حرم شریف اس طرح بھر گیا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی مگر کیا مجال کہ کوئی آج میلی نگاہ سے بھی حضور اکرم ﷺ اور حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کی طرف دیکھ سکے۔ آج اس منظر کو آسمان والے بھی دیکھتے ہوں گے تو یاد آ گیا ہوگا کہ تخلیق انسان کے موقعہ پر ہمارے اعتراض پر اللہ نے سچ ہی فرمایا تھا کہ ''جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے'' وہ راز آج کھلا ہے کہ جان کے دشمن آج اپنی جان بخشی کی تلاش میں ہیں۔

الحمدللہ، پاکستان اسلامی نظریاتی مملکت ہے

تاریخ: 19-08-05

دارالقرآن کنیڈا میں دارالقرآن کے بانی حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے جمعہ مبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان کو دنیا کے نقشے پر آئے ہوئے 58 سال ہو گئے ہیں۔ ہمارا ملک پاکستان دنیا کا پہلا اور واحد ملک ہے جو نظریاتی ضرورت کے تحت معرض وجود میں آیا اور وہ نظریہ اسلامی نظریہ تھا۔ جبکہ دوسرا نظریہ غیر اسلامی نظریہ ہے۔

ہمارے بزرگوں کے علم میں تھا کہ یہ دو قومی نظریہ کوئی آج کی نئی بات نہیں۔ بلکہ یہ تو ابتدائے دنیا سے ہی چلا آرہا ہے۔ جیسے کہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ہر شخص بخوبی واقف ہے کہ زمین جب انسانی مخلوق سے آباد ہوئی تو اس کے ساتھ ہی ساتھ دو طبقے بنتے گئے۔ ایک کفر وضلالت اور لادینیت کے نظریات کا حامل ہوا اور دوسرا طبقہ رشد و ہدایت، اللہ اور اس کے رسولوں کے بتائے ہوئے نظریات، اعتقادات اور خیالات پر قائم۔ شروع سے ہی باطل نظریہ کے لوگوں سے علیحدگی کی خاطر حضرات انبیاء و رسل اور صالحین اپنے مقدس اور آفاقی دستور ہائے زندگی کے مراکز قائم کرنے کیلئے ہجرتیں فرماتے رہے۔ تاکہ حق پرستوں کا الگ اعتقادی اور نظریاتی مرکز بنایا جائے اور دنیا میں گمراہ انسانوں کو راہ راست کی طرف لایا جاسکے اور

حق پرست پوری آزادی سے اپنی عبادات، اپنے دین اور اپنے معاشرے اور کلچر کو اپنی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جملہ انبیاء کرام پر ہجرت اور باطل نظریہ کے لوگوں سے علیحدگی کیلئے مواقع آتے رہے۔ جس کو قرآن کریم نے خوب خوب بیان کیا ہے۔ خود امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ نبی آخر الزماں ﷺ نے جب مکے والوں نے ہدایت قبول نہ کی تو مکہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لا کر حق وصداقت کے الٰہی کو انسانوں تک پہنچانا شروع کیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ آج اسلامی نظریہ حضور اکرم ﷺ کی برکت سے دنیا میں دن بہ دن روبہ ترقی ہے۔ حضرات گرامی یہی وہ دو قومی نظریہ ہے جس پر پاکستان کی بنیاد رکھی گئی۔ پورے ہندوستان میں جب باطل پرستوں نے طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے مسلمانوں کو اپنے باطل نظریات اپنانے پر مجبور کرنا شروع کر دیا۔ ان کی عبادات میں مخل ہونا شروع ہو گئے۔ ان کے کاروبار پر آہستہ آہستہ قابض ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ شدھی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تو انگریز سے آزادی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے ایک غلامی سے چھٹکارا حاصل کر کے دوسری غلامی کے شکنجے میں آنے سے پہلے ہی سوچ لیا کہ ہمیں اب اپنے نظریات و دنیاوی زندگی کے تحفظ کی خاطر الگ آزاد خطہ اور مملکت کی اشد ضرورت ہے۔ جہاں ہم اپنے نظریۂ اسلام کو اپنے معاشرے اور کلچر کو زندگی کے ہر شعبے میں پوری آزادی سے اپنا کر اللہ کے دین، عدل وانصاف، اسلامی مساوات اور اخلاق حسنہ کا علم بلند کر کے دنیا کو امن وسکون کی زندگی کے اصول و ذرائع فراہم کریں اور دنیا سے جہالت وغربت، بربریت ناحق خونریزی، بدکاری، ثقافت اسلامی کے نام پر حیا سوزی، کفر والحاد کے معاشرے اور کلچر کے اپنی صفوں میں آنے والے تمام راستوں کو ہمیشہ کیلئے بند کر دیں۔

حضرات اس معنی میں پاکستان دو قومی نظریئے کے پیش نظر اسلامی نظریاتی مملکت

کے طور پر دنیا کے نقشے پر ظہور پذیر ہوا۔ اس وقت ہر زبان پر یہ نعرہ تھا "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" یہاں ایک اللہ کے دین کی حکمرانی ہوگی۔ یہاں ہر انسان اسلامی رنگ میں رنگا ہوگا، شرافت، صداقت، دیانت، انصاف، ہمدردی اور بھائی چارے کا دور دورہ ہوگا۔ اس عظیم مقصد کے لئے جو قربانیاں دی گئیں ان کے ذکر سے قلم لرزتا ہے۔ ہر کلمہ گو اس پاکستان کے تصور سے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھا۔ مگر ہوا کیا ہم اپنی تمام تر خوبیوں، اچھائیوں کو بھلا کر غیروں کے پیچھے چل نکلے۔ حضرت علامہ کا اسی طرف اشارہ ہے۔

ناز تجھ کو ہے کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

مسلمان کی پوری کی پوری معاشرت کا دارومدار غیروں کی نقل میں گم ہوگیا۔ پاکستان بنا تو رشوت کا نام نہ تھا۔ اب حد ہوگئی ہے کہ پاکستان کا مرنا اور جینا بھی رشوت کے بغیر ممکن نہیں رہا۔

سچ کی جگہ جھوٹ، شرافت و نیکی کی جگہ دھونس دھاندلی اور غنڈہ گردی، بدکاری، ناانصافی اور ہیرا پھیری سے دولت دنیا کو سمیٹنا زندگی کا مقصد بنا لیا گیا ہے۔ ہم نے باطل کے سامنے گھٹنے ٹیک دئے اور سیاست کو دین سے جدا کر کے فخر محسوس کر رہے ہیں۔ ان جملہ خرابیوں سے چھٹکارے کیلئے پاکستان اسلامی نظریاتی مملکت دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوئی تھی۔ کاش کہ آج اس مملکت خداداد میں خدا کا نظام مصطفےٰ ﷺ ہوتا۔ جس کی خاطر مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور جوانوں نے بے دریغ قربانیاں دی تھیں۔ تاہم اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے ایک نہ ایک دن ضرور آئے گا کہ اس خداداد مملکت پاکستان میں اسلام کا دور دورہ ہوگا اور یہ ملک صحیح معنوں میں دنیا میں اسلامی نظریاتی مملکت ہوگی۔

معراج النبی ﷺ اور مسجد کی اہمیت

تاریخ:05-09-01

دارالقرآن کینیڈا میں رجب کی ستائیسویں شب مورخہ یکم ستمبر 2005ء کو حضور خاتم النبیین ﷺ کے عظیم معجزہ معراج شریف کی تقریب اپنی روائتی شان وشوکت سے منعقد ہوئی۔

سفیر قرآن زینت القراء مولانا قاری غلام رسول صاحب نے معراج شریف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شائد ہم نے کبھی غور نہیں کیا کہ جہاں علماء کرام، مفسرین، محدثین اور امت کے جید دانشور حضرات نے حضور اکرم ﷺ کے اس معجزہ معراج کو مختلف جہتوں اور پہلوؤں سے دیکھا اور پھر فلسفہ معراج بیان کیا۔ ان بلند پایہ ہستیوں میں حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی بغداد ﷺ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، عاشق رسول مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابروارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، امام احمد رضا خان بریلوی اور حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی آزاد کشمیر اور شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حتیٰ کہ گورنانک بھی قابل ذکر ہیں۔ وہاں معراج شریف کے ذکر کیلئے سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ معراج شریف کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے دو مسجدوں کا ذکر کیا ہے۔ مسجد حرام (مکہ شریف) اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس، فلسطین)

ارشاد خداوند ہے قرآن پاک کا ترجمہ

''پاک ہے وہ ذات والا صفات جو اپنے خاص بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی''۔

یہ معراج شریف کے زمینی سفر کا ذکر ہے اور مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمانوں سے گزرتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ، بیت المعمور اور پھر لا مکان کی سیر اور دیدار خداوندی کا شرف۔ اس سارے سفر معراج کو سورۃ النجم اور بخاری و مسلم شریف میں مکمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ہاں تو اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ وہ اپنے بندہ خاص کو مکہ کے قدیم اور مشہور شہر سے بیت المقدس جیسے عظیم الشان، خوبصورت اور انبیاء کے بہت ہی قدیم اور مشہور شہر میں لے گیا اور نہ یہ فرمایا کہ اللہ اپنے بندہ خاص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عرب کی سرزمین سے جو گرم بھی ہے اور صحرا ہی صحرا ہے فلسطین کے ٹھنڈے اور باغ و بہار علاقے بیت المقدس میں لے گیا۔

اللہ جس مقدس ہستی کو لے گیا اس کو صرف عبد نہیں کہا بلکہ عبدہ یعنی اس کا خاص بندہ محبوب مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کہا اس کی مختصر تشریح حضرت علامہ اقبال نے کچھ یوں فرمائی۔

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر
ایں سراپا انتظار او منتظر

یعنی عبد اور چیز اور عبدہ، اور چیز ہے

عبد اور عبدہ میں یہ فرق ہے کہ عبد ہر وقت انتظار میں ہوتا ہے اور عبدہ کا اللہ جل جلالہ خود انتظار کرتا ہے اور فرمایا۔

عبدہ، از فہم تو بالا تراست
زانکہ اوہم آدم و ہم خواہرست

یعنی عبدہ تیری سوچ سے بالاتر ہے، اس لئے کہ وہ اولاد آدم بھی ہے اور اصل آدم بھی۔
بلکہ فرمایا اللہ اپنے بندہ خاص حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تکلے گیا۔ حضرات یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس وقت مشرکین مکہ کی دشمنی کے پیش نظر مسجد حرام کو مسجد کہنا بھی مزید دشمنی مول لینے کے برابر تھا کیونکہ انہوں نے تو بیت اللہ یعنی مسجد حرام کو بت خانہ بنا رکھا تھا۔ پھر یہاں ایک اللہ کی عبادت کرنے والا تھا کون سوائے ایک آمنہ کا لال کے اور چند ایک جانثاران رسول ﷺ اور وہ بھی مختلف مقامات پر چھپ چھپا کر جو بھی اس وقت حضور ﷺ نے عبادت کا طریقہ اپنے غلاموں کو تعلیم کیا ہوا تھا کرتے تھے۔ کیونکہ موجودہ نمازیں تو معراج شریف کے موقع پر اللہ کی طرف سے عطا ہوئیں۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو یہ مقام مسجد ہی تھا۔ کیونکہ جب آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر آئے تو دنیا میں پھرتے پھراتے اور اللہ سے اس کی رضا جوئی مانگتے ہوئے عرفات کے میدان آپہنچے اور یہیں حضرت حوّا سے مدتوں بچھڑے رہنے کے بعد ملاقات ہوگئی۔ اس میدان عرفات کو عرفات بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں آدم علیہ اسلام اور حضرت حوّا کی جان پہچان اور آپس میں دوبارہ تعارف ہوگیا۔ تو آپ دونوں اس مقام پر آئے جہاں آج بیت اللہ شریف یعنی اللہ تعالیٰ کا گھر مسجد حرام ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم علیہ السلام اس جگہ پر میرا گھر یعنی مسجد بناؤ۔ چنانچہ اس وقت کے لحاظ سے جیسے بھی ممکن تھا حضرت آدم علیہ السلام نے پتھر اور گارے مٹی سے ایک کمرہ یعنی مسجد اللہ کا گھر بنا دیا۔ علامہ سیوطی نے تاریخ مکہ میں بیان کیا کہ پہلی مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیر فرشتوں نے کی دوسری مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام نے۔ دیکھئے بخاری شریف جلد اول حاشیہ ص ۲۱۵۔ اور یہیں آپ اللہ کی یاد میں مصروف رہتے۔ پہاڑوں سے جب بارش کا پانی آتا تو اس کچی سی عمارت کو بہا لے جاتا۔ بعد میں مختلف ادوار میں اس کی تعمیر ہوتی رہی اور یہیں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو از سر نو مسجد حرام تعمیر کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے یہاں زمین کو کھودنا شروع

کیا یہاں تک کہ سابقہ عمارت کے نشان مل گئے تو آپ نے انہیں بنیادوں پر مسجد حرام یعنی اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر شروع کی۔ یہ بھی چند پتھروں اور مٹی کی عمارت تھی جو کئی مرتبہ سیلاب کی زد میں آئی اور دوبارہ تعمیر ہوتی رہی اور آج یہ مسجد اللہ کا گھر تو ہے ہی اس کی روحانی عظمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ البتہ ظاہری عمارت کے لحاظ سے بھی آج دنیا میں اس کی تعمیر اور خوبصورتی کی مثال نہیں ملتی۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ زمانے کے نشیب و فراز کی وجہ سے اللہ کے گھر مسجد حرام کو بت خانہ بنا دیا گیا تھا تاہم اصلاً تو یہ مقام اللہ کا گھر یعنی مسجد ہی تھی ہے اور رہے گی۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسبان ہیں وہ پاسباں ہمارا

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج شریف کو مسجد سے شروع کر کے مسجد تک لے جانے میں مسجد کی اہمیت کو بھی اجاگر کرنا مقصود تھا۔ حضرت امام غزالی نے اپنی کتاب مکاشفة القلوب میں ایک حدیث نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آسمانی کتاب میں فرمایا کہ میری زمین میں میرے گھر مسجد یں ہیں اور میری زیارت کرنے والے وہ ہیں جو انہیں آباد کرتے ہیں۔ پس اُس بندے کے لئے خوشخبری ہے جو اپنے گھر میں وضو کر لے پھر میرے گھر (مسجد) میں آ کر میری زیارت کرے۔ جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہے کہ اپنی زیارت کرنے والے کا اکرام کرے۔ (یعنی اس کی دعائیں قبول کرے اور اس پر رحم فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام سے زمین میں اپنا گھر (مسجد) بنوایا۔

اسی طرح جب ہمارے آقا و مولیٰ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا (ترجمہ قرآن پاک)

''اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے''۔

حضرت سعید ابن مسیتب کا فرمان ہے۔ جو مسجد میں بیٹھا وہ اپنے رب کی ہمنشینی کر رہا ہے۔

مزید مسجد کی عظمت و شان کو اس طرح واضح کر دیا کہ شب معراج میں اپنے محبوب کے سفر معراج کا نقطہ آغاز مسجد سے کیا اور مسجد زمین پر اللہ کا گھر ہے تو گویا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اپنے گھر (مسجد حرام) سے اپنے گھر مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ اللہ اللہ مسجد یعنی اللہ کے گھر کا یہ مرتبہ و مقام کیوں نہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد میں جانے کا عادی ہے تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔ جبکہ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! آخری زمانہ میں میری اُمت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ مسجدوں میں آئیں گے۔ مسجدوں میں حلقے بنا کر بیٹھیں گے اور دنیا کی باتیں کریں گے اور دنیا سے محبت رکھیں گے۔ ان کے پاس مت بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ حاجت نہیں۔ (اللہ کو ان سے نفرت ہے)

اور جو شخص مسجد میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے اس کیلئے ارشاد نبوی ہے! کہ تم میں سے جو کوئی جب تک اپنے جائے نماز میں بیٹھتا ہے تو اس کیلئے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں! اے اللہ اس پر خصوصی رحمت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو اپنی رحمت سے بخش دے۔ یعنی فرشتوں کی دعا کا یہ سلسلہ اس کے مسجد میں موجود رہنے تک جاری رہتا ہے۔

حضرت انس بن مالک ؓ کا فرمان عالیشان ہے کہ جس نے مسجد میں چراغ جلایا فرشتے اور حاملین عرش اس کیلئے دعا کرتے رہیں گے۔ جب تک اس چراغ کی روشنی مسجد میں رہے گی۔ چنانچہ اسی ثواب کی خاطر اکثر مخیّر حضرات اللہ کی دی ہوئی توفیق سے مسجدوں سے جلنے والی بجلی یا گیس کے بل اپنے ذمہ لے لیتے ہیں اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

مسجد کے بارے میں ایک اور عجیب ولطیف نقطہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے سفر معراج کی ابتداء مسجد سے ہو کر مسجد تک ہوئی تو مسجد میں مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں اور حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نماز پڑھنا ایمان والوں کی معراج ہے۔ سبحان الله

تو گویا مسجد میں نمازی جب نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو اس کو معراج نصیب ہوئی یعنی وہ اللہ کے حضور حاضر ہے اور اللہ سے محو گفتگو ہے۔

حضور ﷺ کے سفر معراج شریف کو مسجد سے شروع کر کے مسجد تک جانے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ امت پر واضح کر دیا جائے کہ سب سے بہتر وہ سفر ہے جو مسجد سے مسجد تک یعنی اللہ کے گھر سے اللہ کے گھر تک ہو۔ تو مسجد اقصیٰ میں انبیاء کا اجتماع ہوا، محفل ہوئی اور باقاعدہ جلسہ ہوا اور تقاریر ہوئیں۔ تو معلوم ہوا کہ محفل وہی بہتر ہے جو مسجد میں ہو اور جلسہ وہی بہتر ہے جو مسجد میں ہو اور اجتماع وہی اچھا اجتماع ہے جو مسجد میں ہو۔ اسی لئے مسنون طریقہ یہی ہے کہ جب آدمی سفر پر نکلے تو گھر سے تیار ہو کر مسجد میں دو نفل پڑھ کر آغاز سفر کرے، حج یا عمرہ شریف اور زیارت روضہ رسول ﷺ کیلئے جب رخت سفر باندھے تو مسجد میں دو نفل پڑھ لے، پھر جب بیت اللہ شریف ''مسجد حرام'' یا ''مسجد نبوی'' سے واپس ہو تو اپنے گھر میں قدم رکھنے سے پہلے مسجد یعنی اللہ کے گھر میں دو نفل پڑھ لے۔

اللہ تعالیٰ نے معراج شریف کے زمینی حصے کی تقریب کو مسجد اقصیٰ میں رکھا جہاں جملہ انبیاء ورسل حضرت آدم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے اور حضور ﷺ کے منتظر تھے۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی اور تمام انبیاء ورسل نے آپ کے پیچھے آپ کی امامت میں نماز ادا کی۔ کیا شان ہو گی جب حضور اکرم ﷺ انبیاء کے امام اور اللہ کے مہمان ہوئے۔ امام احمد رضا خان بریلوی نے کیا خوب کہا ہے۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

حضور اکرم ﷺ جب سارے نبیوں کے امام بن کر یہ نماز پڑھ چکے تو باقاعدہ ایک جلسے کی صورت میں انبیاء کرام نے خطابات کئے اور آخرت میں ہمارے حضور ﷺ نے خطاب فرمایا اور اختتام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا فیصلہ سنایا۔ اس جلسے کی روئیداد مواہب لدینہ صفحہ 18 جلد 2 اور مدارج النبوۃ صفحہ 93 میں بیان کی گئی ہے۔ جس کو حضرت سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ نے اپنی کتاب خطبات جلد دوم میں تفصیل سے لکھا ہے۔

اب مسجد اقصیٰ میں انبیاء کا جلسہ شروع ہوا چنانچہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام اٹھے اور فرمایا۔

سب تعریف اس اللہ کیلئے جس نے مجھے اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے میرے لئے سجدہ کروایا اور نبیوں کو میری ذریت سے بنایا۔

پھر حضرت نوح علیہ السلام نے خطاب کیا اور فرمایا سب تعریف اس اللہ کیلئے ہے۔ جس نے میری دعا سنی اور کشتی کے ذریعہ مجھے غرق ہونے سے نجات دی اور مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اب باری تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آپ نے فرمایا سب تعریف اُس اللہ کیلئے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ مجھے چن لیا اور مجھے آگ سے بچایا اور اس آگ کو مجھ پر ٹھنڈا کر دیا۔

آپ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا، سب تعریف اُس اللہ کیلئے جس نے مجھ سے کلام فرمایا۔ اور اپنی رسالت کے ساتھ مجھے چن لیا اور مجھے تورات عنایت فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب شروع

ہوا۔فرمایا سب تعریف اُس اللہ کیلئے جس نے مجھ پر زبور نازل فرمائی اور میرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی تقریر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی باری تھی آپ تشریف لائے اور فرمایا سب تعریف اُس اللہ کیلئے جس نے ہوا، جنات اور انسانوں کو میرے تابع کر دیا اور مجھے پرندوں کی بولیوں کا علم دے دیا اور ایک بے مثل ملک مجھے عطا فرمایا۔

اب آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا خطاب شرع کیا اور فرمایا سب تعریف اُس اللہ کے لئے جس نے مجھے تورات وانجیل سکھائی اور مجھے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینے والا اور مُردوں کو اپنے اذن سے زندہ کر دینے والا بنایا۔

اب جب انبیاء کرام اپنے اپنے خطاب فرما چکے تو سب سے آخر میں اللہ کے آخری نبی ہمارے آقا امام الانبیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا خطاب شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا سب تعریف اُس اللہ کیلئے ہے جس نے مجھے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر اور تمام آدمیوں کیلئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور جس نے مجھ پر قرآن کریم نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور جس نے میری امت کو بہترین اُمت اور اُمت وسط بنایا۔

اور جس نے میرے غلاموں کو جنت میں داخل ہونے میں اول اور دنیا میں آنے میں سب امتوں سے آخر بنایا۔اور جس نے میرے لئے میرے سینے کو کھول دیا اور مجھ سے میرا بوجھ اٹھالیا اور میرے لئے میرے ذکر کو بلند فرما دیا اور مجھے (اس سلسلہ انبیاء کا) فاتح اور خاتم بنا دیا۔اور میرا نام رؤف رحیـــم رکھا۔ چنانچہ جب تمام انبیاء کرام نے حضور اکرم ﷺ کا یہ خطاب سنا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اٹھے اور انبیاء کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بھذا فضلکم محمد ﷺ۔یعنی انہی کمالات کے باعث محمد ﷺ تم سب سے بڑھ گئے۔

ادھر امام احمد رضا گویا ہوئے۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

سفر معراج شریف کے اس پہلے مرحلے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام کا عظیم الشان اجتماع جو نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ بعد میں ہوگا مسجد کی اہمیت وضرورت کو روز روشن کی طرح واضح کر گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام، صحابہ کرام، شہداء اسلام اور اولیاء کرام کے ذکر کیلئے مسجد سے بہتر کوئی مقام نہیں اور مبارک ہیں وہ لوگ جو مسجدیں بناتے ہیں اور ان کو آباد کرتے ہیں اور مسلمانوں کو نمازیں ادا کرنے کیلئے سہولتیں مہیا کرتے ہیں اور اس ملک کے مقامی لوگ بھی قابل ستائش ہیں جو مسجدیں بنانے اور ان کو آباد کرنے کے سلسلے میں رکاوٹ نہیں بنتے بلکہ اپنے چرچ بیچ دیتے ہیں اور مسلمان ان کو خرید کر مسجد میں تبدیل کر لیتے ہیں۔

دارالقرآن کینیڈا میں دارالقرآن کینیڈا کے بانی مولانا قاری غلام رسول صاحب نے جمعۃ المبارک کا خطبہ

تاریخ: 24-09-2005

دارالقرآن کینیڈا میں دارالقرآن کینیڈا کے بانی مولانا قاری غلام رسول صاحب نے جمعة المبارك کے خطبے میں فرمایا، اگرچہ رجب شریف، شعبان شریف اور رمضان المبارک خاص عبادتوں اور دعاؤں کے مہینے ہیں تاہم حج مبارک کے ساتھ ساتھ باقی اسلام کے مہینے بالخصوص ماہ ربیع الاول شریف کا مہینہ تو وہ مہینہ ہے جس کے صدقے سب مہینوں، دنوں اور سالوں، گھڑیوں اور لمحوں کو اور اسی طرح ساری کائنات کو شرف وجود ملا، کیونکہ اس ماہ مبارک میں دنیا میں وہ آئے جن کے واسطے ساری کائنات بنائی گئی۔ یعنی حضور سید دو عالم ﷺ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ مبارک مہینوں یا جس بھی مہینے دن یا وقت میں جو بھی فرض یا نفلی عبادت کی جائے اس کی قبولیت کیلئے ایک چیز بڑی اہمیت رکھتی ہے اور وہ ہے حضور اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا۔ ترمذی شریف کی حدیث پاک کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رُکی رہتی ہے، اوپر نہیں جاسکتی جب تک کہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔

حضرت ابی ابن کعب سے مروی ہے کہ میں نے ایک دن آقائے دو عالم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ پر درود زیادہ بھیجا کروں۔ آپ فرمایئے کہ میں اپنی دعا میں کتنا حصہ آپ پر درود کے لئے مخصوص کروں؟ فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کی چوتھائی حصہ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر زیادہ کرو تو تمہارے لئے

بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا آدھا وقت؟ فرمایا جتنا تم چاہو۔ اگر زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی فرمایا جتنا چاہو اور اگر اور زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا پھر تو میں اپنی دعا کا سارا وقت ہی آپ پر درود کیلئے مخصوص کرتا ہوں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارا یہ عمل تمہاری تمام فکروں اور ضرورتوں کے لئے کافی ہوگا۔ اور تمہارے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

درود شریف کا دعاؤں کی قبولیت کا یہ مقام کیوں نہ ہو جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا......

''بے شک تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی اس محبوب پر درود پاک پڑھو اور خوب خوب سلام پڑھو''۔

اسی درود شریف سے متعلق مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث پاک ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مذکورہ آیت کی گویا تفسیر ہے۔ کہ ستر ہزار فرشتے صبح حضور ﷺ کے درِ دولت پر حاضر ہو کر درود شریف پڑھتے ہیں اور شام کو واپس ہو جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے شام کو حاضر ہو کر صبح تک درود شریف پڑھتے ہیں جو گروہ یا فرشتہ ایک بار آ گیا اب قیامت تک اس کی دوبارہ باری نہیں آتی، حدیث پاک کے ان الفاظ پر غور فرمائیں (یہ فرشتے نازل ہو کر قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پروں کو قبر انور سے ملتے ہیں اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں) نہ معلوم ان فرشتوں کی قیامت تک کتنی تعداد ہو چکی ہوگی، جو ہر روز سیدھے مدینے پاک حاضر ہوتے ہیں، مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر آ کر درود شریف پڑھنے کیلئے۔ کیا منظر ہوتا ہوگا جب یہ نوری مخلوق ستر ہزار فرشتے روضہ رسول ﷺ کے چاروں طرف کھڑا درود شریف پڑھ رہے ہوں۔

طبرانی شریف کی حدیث ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے روز

مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کہ وہ حاضری کا دن ہے، اس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ میرا جو امتی مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے، وہ جہاں بھی ہو۔ دوستو یہی وجہ ہے کہ درود شریف کی اس اہمیت وعظمت کے پیش نظر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان رُکی رہتی ہے، اوپر نہیں جاتی (یعنی قبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچتی) جب تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجا جائے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق بخشے کہ ہر نفلی اور فرضی عبادات کے بعد دعا کو درود شریف کے ساتھ مزین کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے۔ آمین۔

مخدومہ کائنات خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی یاد میں

تاریخ: 07-10-2005

رمضان المبارک اپنی مخصوص عبادت ''روزہ'' کے ساتھ ساتھ متعدد تاریخی اور دینی یادوں سے بھی منفرد و ممتاز اور مقدس ہے۔ چنانچہ تین ماہ رمضان کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک سے صرف چھ ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر پر روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور پیاری بیٹی سے مل کر روانہ ہوتے اور جب واپس تشریف لاتے تو پہلے مخدومہ کائنات کے گھر تشریف لے جاتے اور آپ کی خیریت پوچھتے۔

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی فاطمۃ الزہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کے لئے وفور محبت میں کھڑے ہو جاتے اور پیشانی پر بوسہ دیتے اور بیٹی کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لاتے تو آپ کی بیٹی مخدومہ کائنات آپ کے احترام میں کھڑی ہو جاتیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کو چوم لیتیں، اور اپنی جگہ پر تشریف رکھنے کے لئے عرض کرتیں۔

حضرت سیدہ کی سخاوت، عبادت، ایثار و قربانی، مصیبت زدہ اور محتاجوں کے ساتھ ہمدردی اپنے بابا امام الانبیاء کی طرح بے مثال تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا

کہ گھر میں کچھ ہو تو اس سائل کو دیں عرض کیا کہ اس وقت گھر میں کوئی کھانے کی چیز نہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سائل کو بیٹی خاتون جنت کے گھر بھیج دیا۔ حضرت خاتون جنت کے گھر پہلے ہی دو دن سے فاقہ تھا۔ ایک بکری کی کھال جس پر شہزادگان حسن و حسین سو رہے تھے ان کو اٹھا کر فرش زمین پر سلا دیا اور سائل کو بکری کی کھال دے دی اور فرمایا کہ اس کو بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لو۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمسایہ میں ایک غریب عورت تھی حاضر ہوئی کہ میرے بچے کے تن پر کپڑا نہیں، آپ دیکھ کر آبدیدہ ہو گئیں اور اندر جا کر حسن مجتبیٰ کی قمیض اتاری اور اس عورت کے بچے کو پہنا دی اور حسن مجتبیٰ کو ان کی پرانی قمیض دھو کر پہنا دی۔ آج ضرورت ہے کہ اسی جذبہء خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پاکستان و آزاد کشمیر کے زلزلہ زدگان کی ہر طریقہ پر مدد کی جائے۔ دارالقرآن میں پانچوں نمازوں اور تراویح میں زلزلہ سے متاثرین کے لئے دعا کی جا رہی ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان بھائیوں اور بہنوں کو اپنی برکتوں سے نوازے جو زلزلہ کے متاثرین کے فنڈ دے رہے ہیں۔

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

تاریخ:۔ 10 رمضان 2005-10-14

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آنے کے بعد اسی محفل نکاح میں جس میں مکہ کے دوسرے روساء اور معززین قریش کے ساتھ ساتھ آپ کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل، ابو طالب، حضرت حمزہ بھی تھے اعلان فرمایا کہ اے سرداران قریش مکہ تم گواہ ہو جاؤ کہ میں بقائمی ہوش وحواس اپنی مرضی اور خوشی سے اپنا تمام مال واسباب جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ آج سے یہ سب کچھ انہیں کا ہے۔ چاہے اسے اپنے پاس رکھیں یا کسی کو دے دیں یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرضی کے مطابق تمام زر و مال و متاع راہ خدا میں خرچ کر دیا۔ اور سب کنیزوں اور غلاموں کو آزاد کر کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بھی اپنے ساتھ صبر و رضا کی زندگی بسر کرنے کا عملی سبق دیا۔

یاد رہے کہ اُن کے والد خویلد مکہ معظمہ کے امیر ترین تاجر تھے۔ آپ بھی ذہین و فطین اور عفت مآب شخصیت کی مالک اور تجارت کو خوب سمجھتی تھیں۔ آپ کے والد بہت سا مال چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جس کی واحد مالکہ آپ تھیں اور آپ بھی اپنی اوائل عمر میں بیوہ ہو گئیں چنانچہ تجارت کے کام کو خوب سنبھالا اور مکہ معظمہ میں ممتاز ترین تاجرہ کا مقام حاصل کر گئیں، آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب ابو طالب کے توسل سے اپنے قافلہ تجارت میں شامل فرما کر پہلی مرتبہ اطمینان کا اظہار کیا اور آپ ہی کی سرکردگی میں اپنا قافلہ شام بھیجا۔ اگرچہ اب سے بہت پہلے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، دیانت اور اچھی شہرت سے واقف تھیں۔ تاہم اس سفر میں آپ کے غلام

میسرہ جو تجارت کے مہتمم تھے کی زبانی آپ کے کمالات، آپ کے صاف ستھرے معاملات کی وجہ سے تجارت میں دگنے چوگنے منافع دیکھ اور سن کر بے پناہ متاثر ہوئیں اور خدائی فیصلے کیہو چکنے کے مطابق آپ نے کچھ دن خاموشی کے بعد حضور اکرم ﷺ کو شادی کا پیغام دے دیا۔ جناب ابو طالب عمر کے فرق یعنی حضور اکرم ﷺ کی عمر اس وقت 25 برس تھی جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چالیس برس کی وجہ سے توقف کیا مگر آپ کی بیوی کے مشورے سے یہ پیغام قبول کر لیا گیا۔ چنانچہ آپ حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں آنے کے بعد پہلی اُم المومنین کے شرف سے مشرف ہوئیں اور اعلانِ نبوت کے بعد خواتین عالم میں آپ پہلی مقدس خاتون ہیں جو حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائیں۔

مولانا سلطان الواعظین محمد بشیر صاحب نے اپنی تصنیف میں مؤرخین و معروف محدثین و سیرت نگار حضرات کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا اپنی عمر سے زیادہ اور بیوہ کے ساتھ نکاح فرمانا محض تعلیم امت کیلئے تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی ساری اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور حضور اکرم ﷺ کی چاروں صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُم کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔

حضور اکرم ﷺ کو تبلیغ حق کی وجہ سے مشرکین مکہ کی طرف سے تکالیف دینے اور طرح طرح کی اذیتیں دینے کی وجہ سے جسمانی اور ذہنی بوجھ محسوس فرما کر گھر آتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی سے آپ کو سکون میسر ہوتا۔ آپ کی پاکدامنی کے سبب زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ آپ کو طاہرہ کہا کرتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضور اکرم ﷺ سے خاندان سے جاملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے دادا عبدالمطلب اور چچا ابو طالب کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد آپ کے لئے ایک مخلص بیوی کی رفاقت آپ کے لئے بہت بڑا سہارا تھا، مگر

رمضان المبارک کی دسویں تاریخ 10ء نبوت جب 65 برس کی عمر میں آپ رحلت فرما گئیں تو غموں کے بادل حضور اکرم ﷺ کے قلب وذہن پر چھا گئے۔ اس سال کا نام ہی ''غم کا سال'' پڑ گیا۔

رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ......

''جس وقت لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا تو اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھ پر ایمان لائیں، جس وقت لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی، جس وقت لوگوں نے مجھے محروم کیا انہوں نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا''۔

حضرت اُم المومنین خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت پاک رہتی دنیا تک ہر عورت کے لئے عموماً اور مسلمان خواتین کے لئے خصوصاً ایک مخلص، باوفا، جاں نثار، ہمدرد، پیکر صدق وصفا اور باکردار بیوی ثابت ہونے کیلئے روشنی کا مینار بن کر نور پھیلاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور پر کروڑوں رحمتیں نچھاور فرمائے آمین۔

آپ کی یاد میں 10 رمضان المبارک بروز جمعة المبارك دار القرآن کینیڈا میں شام پانچ بجے سے 6:30 بجے تک محفل ہوئی۔ بعد میں افطاری اور ڈنر ہوا۔ جس کا اہتمام سید محمد ذکاء الدین نے کیا تھا۔ دعوت عام تھی اس موقع پر جناب چوہدری دل محمد صاحب نے خصوصی شرکت کی اور حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت پاکستان اور آزاد کشمیر میں زلزلے کی تباہ کاریوں سے متاثرین ہماری امداد کے منتظر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان اور دنیا سے بڑی مدد پہنچ چکی ہے اور پہنچ رہی ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ اس ملک میں ہماری مساجد، ادارے اور سماجی تنظیمیں بھی ہمارے ہی تعاون سے آگے بڑھیں گی لہٰذا ہمیں ان کی طرف بھی توجہ

دینی ہے آپ نے حسب وعدہ ایک ہزار ڈالر دارالقرآن کینیڈا کو عنایت فرمائے۔

جناب خواجہ ناظم الدین مقبول صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ دارالقرآن کے لئے ماہانہ چار ہزار ڈالر بلوں کی ادائیگی کے لئے مستقل بنیادوں پر اشد ضرورت ہے۔ دوستوں کو اپنے پیکج دینے چاہئیں۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ پاکستان اور آزاد کشمیر میں زلزلے سے متاثرین کیلئے بہت دعائیں کی گئیں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ 17 رمضان بمطابق 21 اکتوبر شام 5 بجے تا 6:30 دارالقرآن میں شہداء بدر اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد میں محفل ہوگی، افطاری کے بعد ڈنر بھی ہوگا۔

شہدائے بدر اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم

تاریخ 21-10-2005

غزوۂ بدر کی بڑی اہم اور خاص بات جو دنیا کیلئے قیامت تک حق و صداقت کا پیغام دیتی رہے گی، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا ہے جو آپ نے میدان بدر میں آپ کے لئے بنائی گئی کھجور کی ٹہنیوں کی ایک چھوٹی سی چھپر نما جھگی میں اللہ کے حضور کی تھی۔ 12 رمضان 2ھ ہجری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرا 313 جانثاروں پر مشتمل لشکر کی قیادت فرماتے ہوئے بدر کی جانب روانہ ہوئے اور 16 رمضان المبارک کو بدر کے مقام پر پہنچ کر لشکر کی تربیت کی اور رات گذاری، اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ میدان بدر میں تشریف لائے اور اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے جاتے تھے کہ کل میدان کارزار میں یہاں فلاں کو قتل کیا جائے گا انشاءاللہ اور یہ جگہ کل فلاں ابن فلاں کی مقتل ہوگی انشاءاللہ۔ اور اسی رات بارش ہوگئی جو دشمن کی طرف زمین کو دلدل بنا گئی اور اسلامی لشکر کی طرف ریت پر پاؤں جم کر لگ جاتے تھے۔ دوسرے دن صبح 17 رمضان کو جب فوجیں آمنے سامنے ہوئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو برابر کر کے واپس اپنے اس عریش (جھگی) میں تشریف لے آئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی شروع کر دی۔

ترجمہ: ''اے اللہ تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اسے پورا فرما دے۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور تیرے وعدے کا سوال کر رہا ہوں''۔

یہ افواج ملائکہ کی طرف اشارہ تھا۔ ادھر گھمسان کی جنگ شروع ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی۔

ترجمہ: ''اے اللہ اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت کبھی نہ کی جائے گی''۔

حفیظ جالندھری نے اس دعا کو یوں بیان کیا ہے۔

الٰہی اب وہ عہد لیلۃ المعراج پورا کر
محمد سے جو وعدہ ہو چکا ہے آج پورا کر
اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا
قیامت تک نہ ہوگا تجھ کو کوئی پوجنے والا

اس دعا میں حضور اکرم ﷺ پر ایسی رقت طاری تھی کہ چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر گئی۔ جسے حضرت صدیق اکبر نے اٹھایا اور عرض کی حضور ﷺ آپ نے اپنے رب سے بڑے درد سے دعا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا۔

ترجمہ قرآن: ”میں تمہارے ساتھ ہوں تم اہل ایمان کے قدم جماؤ میں کافروں کے دل میں رعب ڈال دوں گا“۔

اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس وحی بھیجی۔

ترجمہ قرآن: ”میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے“۔

اس کے ساتھ ہی حضور ﷺ کی ایک اونگھ سی آئی اور پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا! ابوبکر خوش ہو جاؤ تمہارے پاس اللہ کی مدد آ گئی۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اور اس کے آگے آگے چلتے ہوئے آ رہے ہیں اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چھپر کے دروازے سے باہر تشریف لائے آپ نے زرہ پہن رکھی تھی۔ آپ پر جوش طور پر آگے بڑھ رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے۔

ترجمہ قرآن ”عنقریب یہ جتھہ شکست کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا“

پھر آپ نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور مشرکین کی طرف پھینک دیں۔ اس سے کوئی مشرک نہ بچا جس کی منہ، آنکھ، کان، ناک میں یہ کنکریاں نہ پہنچی ہوں۔ اسی کی بابت اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔

ترجمہ قرآن "جب آپ نے پھینکا تو در حقیقت آپ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا"۔

مولانا شاہ احمد رضا نے فرمایا۔

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتہً منہ پھر گیا

نماز جمعہ کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے جناب چوہدری دل محمد صاحب نے کہا کہ میدان بدر میں حضور ﷺ کی دعا سے مسلمانوں کی مدد پر فرشتے نازل ہوئے اور مسلمانوں کے تھوڑے لشکر کو بڑے لشکر پر فتح ہوئی۔ واقعی بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی، تو آج ہم اس مسجد میں ہیں دنیا کی تمام مسجدیں ہیں تو بدر کی فتح کا صدقہ ہے۔ آج پوری دنیا میں اگر مسلمان ہیں تو بدر کی فتح کے سبب آج مکہ و مدینہ کی رونقیں ہیں تو فتح بدر کا صدقہ ہے۔ آپ نے کہا کہ دنیا میں مصائب آتے رہتے ہیں بہر حال باقی امور ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں آج دارالقرآن کینیڈا کو ضرورت ہے کہ اس کے ماہانہ اخراجات کیلئے مستقل بنیادوں پر چالیس حضرات جو ایک ایک سو ڈالر دیں تاکہ چار ہزار کی رقم ہر مہینہ آتی رہے۔ انشاء اللہ میں اس کا آغاز کرتا ہوں۔

آخر میں خواجہ ناظم الدین صاحب دارالقرآن کے متعلق فرمایا کہ تھوڑے عرصے میں دارالقرآن نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ جمعہ، بچوں کی کلاسیں تجوید کی کلاس جاری ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ دارالقرآن کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھیں۔ اس کے بعد سینکڑوں خواتین و حضرات نے افطاری اور ڈنر میں شرکت کی جو محمد افضل صاحب کی طرف سے تھا۔

پاکستان کے شمالی علاقہ جات اور کشمیر میں زلزلے کی تباہ کاریاں اور دینی مدارس کا کردار

تاریخ:24-10-2005

دارالقرآن نیو گارڈن ٹاؤن لاہور پاکستان، جامعہ تجوید القرآن لاہور چھاؤنی پاکستان، ادارہ صوت القرآن برطانیہ اور دارالقرآن کینیڈا کے شعبے "حسن عمل" کی بروقت بے لوث خدمت کے ذریعے برطانیہ میں ادارے کے صدر مولانا قاری خادم حسین صاحب نے ایک لاکھ ستر ہزار کا سامان ضرورت مندوں کے لئے راولپنڈی سے آزاد کشمیر بھجوایا۔

دارالقرآن لاہور کے ناظم اعلیٰ قاری محمد مدثر صاحب نے قاری عبدالرشید کو جو بالا کوٹ ہی کے رہائشی ہیں کو آٹھ اکتوبر کو کچھ ضروری سامان دے کر روانہ کر دیا تاکہ صورتحال کا جائزہ لیں اور واپسی اطلاع دیں۔ اتوار کو جب بالا کوٹ اور گڑھی حبیب اللہ سے کوئی اطلاع نہ ملی، ادھر اخبارات، ریڈیو، ٹی وی کے ذریعے مخدوش حالات کی اطلاعات ملنے پر دارالقرآن کے شعبہ "حسن عمل" کی طرف سے ایک ٹرک اور ویگن سامان لے کر قاری محمد مدثر رسول اور قاری زمرد خاں، حافظ ذوالقرنین اور محمد مغیب بالا کوٹ علاقہ درہ شوال میں پہنچ گئے۔ قاری عبدالرشید اپنے والدین کے ساتھ ایک پتھر پر نیم جاں وحشت زدہ بیٹھے ہوئے تھے اور علاقہ درہ شوال کے تمام مکانات زمین بوس ہو چکے تھے۔ قاری عبدالرشید نے بتایا کہ میں اپنے کنبے کے چالیس مرد وزن اور بچوں کے جنازے پڑھ چکا ہوں، تین دن کے بعد اپنی نوبیاہتہ دلہن کا جنازہ بھی پڑھ لیا ہے، والدین چونکہ کھیتوں میں تھے اس لئے بچ گئے۔ اب پورا علاقہ مدد کا منتظر ہے۔

قاری مدثر صاحب کا یہ سب سے پہلا امدادی قافلہ تھا۔ جنہوں نے اپنے ہاتھ سے ان آفت زدہ لوگوں میں سامان تقسیم کیا اور حالات کا جائزہ لے کر واپس لاہور آئے اور دارالقرآن لاہور میں جمعہ کے اجتماع کو تمام دردناک حالات سنائے، نمازیوں کی طرف سے ٹینٹ، ترپال، گرم کپڑے، کمبل اور خوردونوش کا سامان دوائیاں اور چالیس ہزار روپے نقد لے کر ایک ٹرک اور دو ویگنیں سامان کی بھر کر تیسری مرتبہ اس علاقے میں زلزلہ زدگان کی مدد کیلئے بھیج دیا۔ قاری مدثر رسول صاحب نے گذشتہ روز ریڈیو گھر آنگن پر ثمینہ احمد کو ٹیلیفون کے ذریعے حالات سے آگاہ کیا اور بتلایا کہ اب ان دور دراز علاقوں میں سرکاری اور غیر سرکاری امداد پہنچنا شروع ہو گئی ہے۔ اسی طرح دارالقرآن کے بانی مولانا قاری غلام رسول صاحب کی زیر نگرانی میں ''حسن عمل'' نے زلزلہ زدگان کیلئے فنڈ ریزنگ شروع کر دی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اور دوستوں کے تعاون سے پہلی قسط 78 ہزار روپے پاکستانی ''حسن عمل'' کے مرکزی صدر دفتر دارالقرآن نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں قاری محمد مدثر صاحب کے سپرد کر دی گئی ہے تا کہ وہ حسب ضرورت زلزلے سے متاثرین تک پہنچا دیں۔

قربانی کی اہمیت

تاریخ:09-11-2005

آپ نے قرآن کریم کی 108 ویں سورت "الکوثر" کی تلاوت کی یہ سورۃ مکیہ ہے اور اس کی تین آیات ہیں۔

قرآنی ترجمہ "اے محبوب! بے شک ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ○ تو آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو ○ بے شک جو آپ کا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے"۔

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان، خاتم النبیین ﷺ کو فضائل کثیرہ عنایت فرما کر ساری مخلوق میں افضل و اعلیٰ مقام عطا فرمایا۔ حسن ظاہر بھی دیا اور حسن باطن بھی، نسب عالی بھی اور نبوت بھی، کتاب بھی حکمت بھی، علم بھی شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی مقام محمود بھی، کثرت امت بھی اور اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوحات بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضلتیں جنکی کوئی انتہا نہیں، پھر یہ وہ زمانہ تھا جب بت پرستی عام تھی، مشرکین بتوں کے آگے سجدے کرتے اور ان بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے، اس شرک کو جڑ سے ختم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم فرمایا کہ آپ اللہ کے لئے نماز پڑھو اور اللہ کے لئے قربانی دو۔ حضور اکرم ﷺ مدینہ پاک میں دس سالہ قیام کے دوران ہر سال قربانی فرماتے رہے، بلکہ خود اپنے دست مبارک سے کرتے رہے۔ خاص دنوں میں خاص جانوروں کو صاحب نصاب آدمی جس جانور کو اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کرتا ہے اس کو اسلامی اصطلاح میں "قربانی" کہا گیا ہے۔

جب حضور اکرم ﷺ پابندی سے قربانی فرماتے تو صحابہ کرام کا سوال تھا کہ حضور یہ

قربانی کیا ہے تو سرکار دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو بحکم الٰہی قربان کرنے کیلئے لٹایا اور چھری چلادی دراصل یہ خلیل اللہ علیہ السلام کے عشق اور محبت خداوندی کا امتحان تھا جس میں آپ کامیاب رہے، اللہ کی طرف سے ندا آئی۔

قرآن ترجمہ ''اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکیوں کو بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر''

چنانچہ یہ سنت ابراہیمی ہے جو امت کے لئے باقی رکھی گئی ہے اور نبی کریم ﷺ کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا۔

''اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو''

ابوداؤد ابن ماجہ اور ترمذی کی حدیث پاک حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دسویں ذی الحجہ میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جس شخص میں قربانی کی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ایک مرتبہ صحابہ کرام نے سوال کیا کہ حضور اکرم ﷺ! ہمارے لئے اس قربانی میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی عرض کیا اون کے بدلے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔تو کیا کوئی اللہ کا بندہ بکرے چھترے یا دنبے کی بال اور اون کے بالوں کو گن سکتا ہے؟

مسلم شریف کی ایک حدیث جو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی

ہے کہ ایک عید کے موقع پر یعنی دسویں ذوالحجہ کو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا مینڈھا سینگ والا منگوایا جائے جو سیاہی پر چلتا ہو سیاہی پر بیٹھا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو یعنی اس کے کھر سیاہ ہوں، پیٹ سیاہ ہو اور آنکھیں ہوں وہ قربانی کے لئے حاضر کیا گیا حضور نے اُم المومنین سے فرمایا۔ چھری لاؤ اور اس کو پتھر پر رگڑ کر تیز کرلو۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے چھری لی اور مینڈھے کو لٹایا اور اسے ذبح کیا اور پھر یوں دعا کی۔

''اے اللہ تو اس کو محمد ﷺ کی طرف سے اور ان کی آل اور ان کی امت کی طرف سے قبول فرما''۔

قرآن وسنت کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا ثواب اپنی جگہ اور قربانی کی اہمیت اپنی جگہ۔ مگر قربانی کا اصل مقصد یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ کو جانور کا ذبح کرنا ہی ہے یہ نہیں کہ قربانی کی رقم کسی اور جگہ اگرچہ وہ کتنا ہی ضروری اور نیکی کا کام ہی کیوں نہ ہو خرچ کردی جائے اور قرآن وسنت کے مقابل یہ خیال بھی خیال خام ہے کہ ہر سال اتنی دولت اور اتنے جانوروں کا ذبح کر دینا جان و مال کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے، خدانخواستہ اگر ایسا ہوتا تو اول تو قرآن وحدیث میں قربانی کی اتنی اہمیت نہ بیان کی جاتی، نیز ضائع جانے والی چیز تو نابود ہو جاتی ہے اور یہاں تو ہر سال قربانی کرنے والے بھی تعداد میں زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور قربان ہونے والے جانور بھی پہلے سے تعداد میں زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور یہی ہم مسلمانوں کی سوچ دیگر عبادات مثلاً حج، زکوٰۃ اور صدقات واجبہ کو ان کی مقررہ حد میں ہی رہے تاکہ قرآن وسنت کے مقابل اپنی خواہشات کو لانے سے بچے رہیں۔

تربیت اولاد کی اہمیت

تاریخ:13-11-2005

دارالقرآن کینیڈا میں مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ اور روزے رکھنے والے بچوں کی تقریب تقسیم انعامات۔

اگرچہ ہم اپنے ممالک سے ہجرت کر کے اس ملک میں آئے ہیں مگر اللہ نہ کرے کہ کہیں ہم اپنے دین، اپنے کلچر اور اپنی صاف ستھری تہذیب سے بھی ہجرت کر بیٹھیں۔ بلکہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہم دین کو ساتھ لائے ہیں اور اسے اپنے ساتھ ہی رکھیں گے۔ یاد رہے کہ ہمارے دین، کلچر اور ہماری تہذیب کا مرکز و منبع قرآن و سنت ہے۔ ہم جہاں بھی ہوں اپنے قول و کردار سے اپنے دین کی منہ بولتی تصویر ہونے چاہئیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر سالہا سال پہلے شاعر مشرق نے فرمایا تھا

ناز تجھ کو ہے کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

ہم مرد کیسے کہلائیں گے اور کس قوت اور کس تربیت سے دنیا کو اپنے رنگ میں رنگیں گے؟ یا کم از کم غیر اسلامی تہذیب و تمدن سے کیسے بچ سکیں گے! خود اپنے تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں علامہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

ظاہر ہے ایک مسلمان اپنے ایمانیات کا تحفظ جب ہی کر سکتا ہے جب پیدائش سے ہی اس کی اچھی تربیت کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ جو کہ ہمارے اللہ اور رسول ﷺ کی تعلیمات کا تقاضا ہو۔

کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ اُس حکیم کائنات نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت خود فرمائی جوامت کے لئے ایک قانون پھر ساتویں دن بچے کے سر کے بال اتروا کر ان کے وزن کے مطابق چاندی صدقہ کر دی جائے، جب بچہ بولنے کے قابل ہو تو سب سے پہلے اس کو کلمہ طیبہ پڑھنا سکھایا جائے، جب سات برس کا ہو تو اسے نماز، حلال حرام کی پہچان، پاک اور ناپاک کا شعور دلایا جائے دس برس کا ہو تو سختی سے نماز کی طرف متوجہ کیا جائے۔

حضرات اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب بچے کے کان میں اذان دی جاتی ہے، بولنا شروع کرتا ہے تو اسے کلمہ طیبہ یاد کرایا جائے، سات دن کے بعد اس کے سر کے بال اتروا کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے اور اچھا نام رکھا جائے۔ سات سال کی ہو تو نماز اور اچھے برے کی تمیز دلائی جائے اور دس سال کا ہو تو سختی سے نماز کی طرف لاؤ تو ان حالتوں میں بچہ نہ تو ان احکام کا مکلف اور نہ ہی اسے شعور اور علم اور یہ تعلیمات اُس ہستی کی طرف سے ہیں جو رسولوں کے رسول، جو نبیوں کے نبی اور انبیاء کے امام اور اللہکے قیامت تک آخری نبی، لہٰذا ماننا پڑے گا اور ایمان لانا ہوگا کہ انسان کی آنے والی پوری زندگی پر یہ عمل اثر انداز ہوں گے اور یقیناً ہوں گے۔ اگر چہ مذکورہ امور میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہونگی البتہ ہمیں بظاہر کئی فوائد نظر بھی آتے ہیں۔ مثلاً بچے کے کان میں اذان و اقامت کے بعد گویا اب بچہ نماز کی حالت میں ہے، اسے حتی الامکان پاک صاف رکھا جائے۔ سات دن کے بعد اس کے سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنا گویا آج سے ہی صدقہ و خیرات اور مستحقین کے ساتھ ہمدردی و غمگساری کی بنیاد رکھ دی گئی۔ اچھا نام رکھو گویا حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق کہ جس شخص کا نام میرے نام کے ساتھ ہوگا وہ دوزخ میں

نہیں جائے گا وہ جنتی ہوگا۔ جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ شریف کا کراؤ تا کہ اللہ ورسول ﷺ کا تصور آج سے ہی اس کی زبان کے ساتھ ساتھ اس کے قلب وذہن میں نقش ہو جائے، تا کہ ایسا نہ ہو کہ تیسری چوتھی کلاس کے بچے سے پوچھا جائے کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ تو وہ کندھے ہلا کر کہے کہ مجھے نہیں معلوم۔ سات برس کی عمر میں نماز کی طرف لگائیں تا کہ اس کو اس بات کی تمیز ہو سکے کہ یہ ہماری عبادت اور عبادت اللہ کی ہوتی ہے اور یہ عبادت گاہیں ہماری مساجد ہیں۔ تو جب اس دینی ماحول اور تربیت سے گزرتا ہوا خود کفیل عمر کے حصے میں پہنچے گا تو ارشاد نبوی ﷺ پھر اس کی رہنمائی کے لئے موجود ہوگا کہ کہیں اس کے قدم راہ مستقیم سے ہٹ نہ جائیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ۔

انت و مالك لابيك

ترجمہ: ''تو اور تیرا مال واسباب سب تیرے باپ کے ہیں (یعنی والدین کے ہیں) جنہوں نے تجھے پال پوس کر اس مقام تک پہنچایا۔ اور فرمایا بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر'' پھر ایسے میں ہمارا معاشرہ کیسے بگڑ سکتا ہے؟

اسی ضرورت کے پیش نظر پاکستان اور انگلینڈ کے بعد کینیڈا میں دارالقرآن کی بنیاد رکھی گئی اور برسوں سے بچوں کی اچھی تربیت کیلئے بچوں کے اذانوں کے مقابلے، نعت خوانی اور قرآن خوانی کی محافل کا انعاد دارالقرآن کینیڈا کا طرۂ امتیاز ہے۔ آج کی عظیم الشان محفل میں روزے رکھنے والے تیس بچوں کو قرآن کریم کی کیسٹیں، دینی کتب اور بچیوں کو گلے کے خوبصورت ہار بھی دیئے گئے۔ سید امین شاہ صاحب اور ان کے عزیزوں کی طرف سے ڈنر کا انتظام تھا۔ قاری محمد مبشر رسول اور محمد افضل صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے پاکستان اور کشمیر کے زلزلے زدگان، عالم اسلام کے کئے خصوصی دعا کی۔ امین شاہ صاحب کے بھائی عرب شاہ صاحب کو کیکری میں ہیں دل کے مریض ہیں نیز جملہ مریضوں کی شفاء کیلئے دعا کی اور ہدیہ درود وسلام پر محفل کا اختتام ہوا۔

☆ ☆ ☆

زلزلے میں جاں بحق ہونے والے مسلمان

تاریخ:18-11-2005

''اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے۔ کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا دیجئے ان صبر والوں کو o کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں گے کہ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے''۔(ترجمہ آیت کریمہ)

حضرات یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ وہ کب، کیسے، کیوں، کس کو، کہاں آزماتا ہے؟ البتہ آج ذکر ہے پاکستان اور کشمیر کے زلزلے میں جاں بحق ہونے والے مرحومین کا۔ جو کہ بہ حکم شریعت شہادت کے درجے میں ہیں۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے عرف عام میں شہید وہ مسلمان ہے جو ظلماً مارا گیا یا معرکہء جنگ میں جاں بحق یا زخمی پایا گیا اور اس نے کوئی آسائش علاج وغیرہ یا پانی نہ پایا ہو۔ اس شہید کو غسل اور کفن کی ضرورت نہیں۔ اپنے اُسی خون آلود لباس میں جنازہ پڑھا جائے گا اور دفنایا جائے گا۔ شہید کا بڑا مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''شہید کو مردہ نہ کہو بلکہ مردہ خیال بھی نہ کرو کیونکہ وہ زندہ ہے لیکن تمہیں شعور نہیں اور شہید کو رزق دیا جاتا ہے''۔(مفہوم)

مفسرین و محدثین نے بیان کیا ہے کہ بعض شہداء وہ بھی ہیں جن پر مذکورہ احکام تو جاری نہیں ہوتے، البتہ آخرت میں ان کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ جیسے کہ کوئی مسلمان پانی میں ڈوب گیا، یا آگ میں جل گیا، یا طالب علم کی موت ہوگئی یا کوئی سفر حج میں اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا، یا خاتون حالتِ نفاس میں فوت ہوگئی۔ یا پیٹ کے مرض سے، طاعون سے پھیپھڑوں میں پانی پڑ کر پسلی کے درد سے یا سل یعنی تپ دق کے مرض یا

جمعہ کے روز وفات پا جانے والا۔ اس لحاظ سے زلزلے میں جتنے بھی مسلمان بڑے چھوٹے خواتین وحضرات اور بچے مکانوں کی چھتوں، دیواروں کے نیچے دب گئے سب شہید کے درجے پر ہیں۔ قرآن پاک میں جہاں خوف، بھوک، مال کی کمی اور پھلوں کی کمی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمانے کا ذکر کیا ہے۔ وہاں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہاں پھلوں سے مراد چھوٹے بچے ہیں جو فوت ہو جاتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے ''جس کسی شخص کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی؟ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر فرماتا ہے۔ تم نے میرے بندے کے دل کا پھل لے لیا؟ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر فرمایا ہے کہ اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں کہ اس نے تیری حمد کی اور کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

''کہ ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے''۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے اچھا فوراً جنت میں اس کے لئے گھر بناؤ اور اس پر لکھ دو ''بیت الحمد'' اللہ اللہ۔ جب ایک صابر کا یہ مقام ہے تو خود شہید کا کیا مقام ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے کل قیامت میں میں اس کے پاس میزان پر خود کھڑا ہوں گا اگر اس کی نیکی زیادہ ہے تو ٹھیک ورنہ میں اس کی خود سفارش کروں گا۔ شہداء زلزلہ کے پسماندگان کے لئے دعا اور ان کی دلجوئی کی ضرورت ہے۔

انشاء اللہ العزیز 26 نومبر دن بارہ بجے سے ساڑھے تین بجے تک شہداء زلزلہ کے لئے قرآن خوانی، درود شریف اور آیت کریمہ ہوگی۔ تمام مسلمان خواتین و حضرات کو دعوت عام ہے۔

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا کے بانی زینت القراء مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تاریخ:25-11-2005

''وہ جوان کے بعد آئے وہ یوں دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے دولت ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں''۔ (قرآن کریم)

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں کا تعریفاً ذکر کر رہا ہے جو اپنے مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اور احادیث کی روشنی میں یہ دعائیں گنہگاروں کو بخشش اور انبیاء و اولیاء وصلحاء کے لئے بلندی درجات کا ذریعہ بنتی ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ''دعا خود عبادت ہے'' بلکہ فرمایا کہ ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔ گویا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اصل عبادت ہے۔ تو عبادت بدنی ہو یا مالی جس زندہ یا فوت شدہ کی طرف سے کیجائے تو اس کا ثواب واجر خیر اس کو ملتا ہے مثلاً حج بدل ہی کو لے لیں کہ جو شخص کسی شرعی معذوری کی بنا پر حج پر نہیں جا سکتا مگر حج کا خرچہ اس کے پاس ہے اور اسی طرح جو عذر شرعی کی بنا پر روزہ رکھ ہی نہیں سکتا وہ روزے کا فدیہ مسکین کو دے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مسلمان نماز میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانگی ہوئی دعا جو قرآن پاک میں بیان کی گئی ہے مانگتا ہے۔ یعنی (رب اجعلنی)۔

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام اہل ایمان کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو''۔

گویا زندہ لوگ اپنے مرحومین کیلئے نماز میں قرآن پاک کی بتائی ہوئی دعائیں

مانگتے ہیں اسی طرح ہر طرح کی نیک اور جائز دعا نماز کے علاوہ بھی مانگتے ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ جُھنیہ کی ایک صحابیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی مگر وہ وفات پا گئی ہیں مگر حج ادا نہیں کیا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا ہاں تو اس کی طرف سے حج کر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"جو شخص میت کی طرف سے حج کرے تو میت اور حج کرنے والے کو پورا پورا ثواب ملے گا"۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حدیث کی کتاب شرح الصدور میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہوں اب وفات کے بعد ان سے کیسی نیکی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیرا ان کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی نماز یعنی نفلی نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی روزے یعنی نفلی روزے رکھ۔

پاکستان اور کشمیر میں زلزلے سے متاثرین کیلئے اب زندگی کی ہر ضرورت مہیا کرنا ایک عظیم نیکی ہے جس پر الحمد للہ کام ہو رہا ہے۔ مگر جو شہید ہو گئے ان کیلئے دنیاوی مکان ولباس اور خوراک کی ضرورت نہیں، اُن کے لئے مالی جانی، صدقہ و خیرات اور دعا کی ضرورت ہے، جب ان کو عالم برزخ میں یہ دعا پہنچتی ہے تو یہ اُن کیلئے پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بھی محبوب اور مفید ترین ہے۔ یوں تو مسلمان اپنے اور دوسروں کیلئے ہر وقت دعا کرتا رہتا ہے مگر دعا کو اجتماعی شکل دینے کیلئے سات دن، چالیس دن یا سال بعد کوئی بھی وقت متعین کر لیا جائے تو اور زیادہ مفید ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے دار القرآن کینیڈا میں زلزلے میں شہید ہونے والوں کے لئے قرآن خوانی درود شریف اور آیت کریمہ کا پروگرام رکھا گیا ہے۔

بڑے بڑے گناہ اور اُن کا کفارہ

تاریخ:03-12-2005

انسانی خواہشات دنیا کی آبادی، ارتقاء، خوش حالی اور نو ایجادات کا ذریعہ ہے مکان، لباس، خوراک، صحت وصفائی، تعلیم و ہنر اور مواصلات و زراعت میں کسی بھی شعبے میں انسان کو جب ضرورت اور خواہش ہوتی ہے تو اسے مہیا کرنے کیلئے اسے متعدد ذرائع و اسباب تلاش کرنے ہوتے ہیں۔ اگر مکان کی تعمیر ہے تو اینٹ، پتھر، لکڑی، گارا، سیمنٹ، ریت، شیشہ، کاریگر، مزدور یعنی کتنے ہی شعبوں سے واسطہ پڑے گا اور پھر اس شعبہائے کار کو قائم کرنے کیلئے کیا کیا کرنا ہوگا؟ اسی طرح خوراک، صحت وصفائی وغیرہ بس ان ہی سلسلہائے روزگار سے نہ صرف دنیا قائم ہے بلکہ ترقی پذیر ہے۔

اور یہی انسانی خواہش اگر صراط مستقیم سے بھٹک جائے تو بربادی، ناچاکی اور طرح طرح کے مصائب دنیا کو آگھیرتے ہیں۔ انسانوں کی ان غلط خواہشات اور بے راہ روی کو قرآن وسنت اور اسلامی اصطلاح میں گناہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گناہ صغیرہ بھی ہوتیہیں یعنی چھوٹے چھوٹے گناہ اور گناہ کبیرہ بھی ہوتے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے گناہ، ان بڑے گناہوں کو سرکار دو عالم حضور نبی کرم ﷺ نے مختلف مواقع پر اپنے صحابہ کرام کی مجالس میں ذکر فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف باب الکبائر میں ارشاد نبوی ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی بے گناہ کی جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا۔ پھر ایک دفعہ فرمایا۔ خبردار ظلم نہ کرو، خبردار کسی مسلمان کا مال مالک کی اجازت کے بغیر حلال نہیں۔ ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ فرمایا۔ ہاں ایک آدمی کسی کے

باپ کو گالی دے گا تو دوسرا اس کے باپ کو گالی دے گا۔ ایک آدمی کسی کی ماں کو گالی دے گا تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دے گا یہ اور اسی طرح اسلامی فرائض سے غفلت ان جملہ گناہوں کا سرزد ہونا، دنیا کا لالچ اور حرص و ہوا کی وجہ اور غلط خواہشات سے تابع ہونا ہوتا ہے جو آگے بڑھ کر جھگڑے فساد اور بربادیوں کا باعث ہوتے ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے بندون پر بہت ہی رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندوں پر شفقت اور درگزر کرنے والوں کے بڑے بڑے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔ مسلم شریف میں ایک حدیث پاک بیان کی ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں تشریف فرما اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بندوں کی خطاؤں کا ذکر فرما رہے تھے حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی سے نجات عطا فرما دے تو اسے چاہیے کہ وہ اُس تنگ دست کو جس سے اُس نے قرضہ لینا ہے یا تو اسے مہلت دے یا پھر قرض معاف ہی کر دے۔ بظاہر تو یہ ایک چھوٹی سی نیکی ہے مگر چونکہ اس میں ایک نادار اور غریب سے اظہار ہمدردی ہے، رحم دلی ہے اور بندوں کی یہ صفت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ وہ اپنے بندے پر رحم کرنے والے کو قیامت کے ہولناک دن کی مصیبتوں سے نجات دے دیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث پاک ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر امت کیلئے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کے لئے خاص آزمائش مال ہے چنانچہ اکثر دفعہ دنیاوی مال و زر کیلئے انسان جھوٹ، جھوٹی قسم، دھوکا فریب، چوری، منافقت، چغلی ایسے بڑے بڑے گناہ کر بیٹھا ہے تاہم اُس پروردگار کی رحمت اپنی مخلوق پر ہر چیز سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

''اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے''

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے خطاب میں فرما رہے تھے کہ لوگو بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ درماندہ، مفلس اور غمگین لوگوں کی فریاد رسی کی جائے اور مصیبت زدہ لوگوں کو مسرور اور خوش کیا جائے اور فرمایا ایسے ہی تھوڑی بخشش اور تعاون سے شرم نہ کرو کہ سائل اور مستحق امداد کو بالکل محروم کر دینا تو اس سے بھی کم درجہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام

تاریخ:03-12-2005

''ادب واحترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے سورۃ الحجرات کا پہلا پورا رکوع ایمان اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں قابل غور ہے۔

ترجمہ: ''اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا ہے۔اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا ہے ۞ اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ۞ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۞ بے شک وہ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ۞ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

یعنی قول و فعل یا مجلس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنا آپ کے ادب و احترام کے خلاف ہے۔بارگاہ رسالت میں نیازمندی اور ادب لازمی ہے اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ چند مسلمانوں نے عید الاضحیٰ کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ وہ دوبارہ قربانی کریں،اسی طرح حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رمضان المبارک شریف ہونے سے ایک روز پہلے ہی بعض حضرات روزہ رکھنا شروع کر دیتے تو ان کے کیلئے حکم نازل ہوا کہ اپنے نبی سے روزہ

رکھنے میں آگے نہ ہو۔ (تفسیر کنزالایمان)

دوسری آیت میں حضور کا اجلال واکرام وادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ندا یعنی آواز دینے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں اور جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ ادب وتعظیم وتوصیف و تکریم والقاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو بھی عرض کرنا ہے۔ کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

مفسرین نے اس دوسری آیت پاک کا شان نزول یوں بیان کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس ہنستے کم تھے اور بولنے میں آواز اونچی تھی لہٰذا بات کرنے میں آواز بلند ہوجایا کرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ میں تو اہل نار سے ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے ان کا حال دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آکر حضرت سے اس بات کا ذکر کیا تو حضرت ثابت نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں اس بے ادبی سے جہنمی ہو گیا۔ حضرت سعد نے یہ حال خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ اہل جنت سے ہیں کیونکہ وہ اس معاملے میں مجبور ہیں۔ (تفسیر کنزالایمان)

چنانچہ بعض صحابہ خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے بعد بہت محتاط ہو گئے اور جو بھی حضور کی خدمت اقدس میں عرض کرنا ہوتا نہایت پست آواز میں عرض کرتے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا (اقبال)

قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ دو پہر کے وقت حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے جب آپ آرام فرما رہے تھے اور انہوں نے اونچی اونچی آوازیں دینا شروع کر دیں۔ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف تو لے آئے، مگر تعلیم امت کے لئے یہ احکام بھی نازل ہو گئے کہ جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارنا شروع کر دیتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ از خود اپنے حجرے مبارک سے باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ تاہم اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک مرتبہ ابوسفیان اپنی ایک عہد شکنی کے سلسلے میں حضور ﷺ کی خدمت میں معذرت کرنے اور دوبارہ عہد کرنے کے سلسلے میں آیا مدینہ پاک پہنچ کر سب سے پہلے وہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت اُم حبیبہ کے گھر آئے جب وہ بیٹی کے گھر میں بستر پر بیٹھنے لگے تو ان کی بیٹی نے فوراً بستر کو اکٹھا کر لیا ابوسفیان سخت حیران ہوا کہ یہ کیا حرکت ہے کیا میں اس بستر پر بیٹھنے کے قابل نہیں؟ اُم المومنین نے فرمایا ہاں تم مشرک و نجس ہو اور بستر اللہ کے پاک نبی کا ہے اور میں یہ بے ادبی برداشت نہیں کر سکتی کہ اللہ کے پاک نبی کے بستر پر تیرے جیسا ناپاک آدمی بیٹھے۔ (الرحیق المختوم)۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کی مجلس میں اس طرح ادب واحترام سے بیٹھتے تھے کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ کوئی جاندار چیزیں ہیں یا لکڑی پتھر اور پرندے آ کر ان کے سروں پر بیٹھ جاتے تھے۔

شیخ محقق علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو سالہا سال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اکتساب فیض کرتے رہے نہ صرف حضور اکرم ﷺ کے ادب واحترام بلکہ سرزمین شہر مدینہ، مسجد نبوی حاضری دربار مصطفےٰ ﷺ کے احترام وادب کے بارے میں اپنی کتاب ''تاریخ مدینہ'' میں بے حد تشریح و تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں منجملہ آداب میں سے یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے منار اور قبے نظر آنے لگیں تو اجلال اور تعظیم سے جو خاصہ باطن ہے اپنی سواری سے اتر جائیں اور اگر تجھ

سے ہوتو مسجد شریف تک پاپیادہ چل

ازخدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم مانداز فضل رب

(تاریخ مدینہ)

حضرت امام مالک جب مدینہ پاک کی گلیوں میں چلتے تو دیواروں کے ساتھ ساتھ ہوکر چلتے کہ کہیں جائے قدم رسول ﷺ پر میرا قدم نہ آجائے۔
امام قاضی عیاض ؒ فرماتے ہیں جان لو! بے شک نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اور آپ کی تعظیم وتوقیر آپ کی وفات کے بعد بھی اُسی طرح ضروری ولازم ہے جس طرح آپ کی ظاہری حیات میں ضروری ولازم تھی اس کا اظہار خصوصاً آپ کے ذکر مبارک اور آپ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ کی سنت اور آپ کے نام مبارک اور آپ کی سیرت طیبہ کے سننے کے وقت ہونا چاہیے۔
آخر میں پھر ارشاد ربانی۔
''اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولا''۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب دے کوئی

☆ ☆ ☆

فضیلت ذوالقعد

تاریخ:16-12-2005

جن بارہ مہینوں پر اسلامی عبادات و نظام کو مرتب کیا گیا ہے اُن میں گیارھواں مہینہ ذوالقعدہ شریف ہے۔ قعدہ کے معنی بیٹھنا اور ذوالقعدہ کا معنی بیٹھنے والا۔ حرمت والے (یعنی احترام والے) چار مہینوں میں ایک مہینہ یہ بھی ہے اسلام سے پہلے بھی مشرکین عرب کا یہ طریقہ تھا کہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں یہ لوگ جنگ و جدول اور لڑائی جھگڑے سے باز آجاتے تھے اور اسلام میں بھی ان مہینوں کو عزت و حرمت والا قرار دیا گیا ہے۔ مقصد یہ کہ ماہ ذوالقعدہ جھگڑے اور ممنوعہ باتوں سے ہٹ کر بیٹھ جانے کا مہینہ ہے۔

جس طرح ہر اسلامی مہینہ کسی نہ کسی اسلامی عبادت یا کسی خاص واقعہ کا حامل ہے اسی طرح ماہ ذوالقعدہ ہے۔ چنانچہ کتب حدیث اور معتبر کتب و رسائل سے اس ماہ مبارک سے متعلق بھی متعدد تاریخی اور مذہبی یادگار واقعات و مسائل کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً جس دن حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما والسلام نے بیت اللہ شریف کی بنیاد رکھی تھی وہ ماہ ذوالقعدہ کی پانچ تاریخ تھی۔ اور اس ماہ مبارک کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کیلئے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ اسی مبارک مہینے کی 17 سترہ تاریخ کو جبرائیل امین علیہ السلام امام الانبیاء علیہ السلام پر پہلی وحی لے کر حاضر ہوئے تھے اسی ماہ مبارک کی چودہ تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تھا۔ یہ معلومات صرف معلومات ہی نہیں بلکہ سبق آموز معلومات ہیں۔ تاریخ اور قانون ساز صلح حدیبیہ کا عظیم ترین واقعہ بھی اسی ماہ ذوالقعدہ سن چھ ہجری تاریخ اور قانون کا حصہ بنا۔ جب سید عالم علیہ السلام نے

حضرت عثمان غنیؓ کو سفیر صلح بنا کر قریش مکہ کے پاس بھیجا اور جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا گیا ہے تو حضور علیہ السلام نے تمام صحابہ کرام سے بیعت لی کہ اگر اس صورت میں جنگ ہو تو کوئی جاں نثار پیچھے نہ رہے صحابہ کرام بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور بار بار جاں نثاری کے لئے بیعت کی۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھامے ہوئے تھے ار حضرت معقل بن یسارؓ نے درخت کی اُن ٹہنیوں کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکی ہوئی تھیں پکڑ کر ایک طرف ہٹا دیا تھا۔ یہ تھی بیعت رضوان۔

یعنی رضائے الٰہی کی بیعت۔ یہ منظر قدرت کاملہ کے سامنے تھا۔ تو فرمایا۔

''بے شک اللہ مومنین سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے''۔ (قرآن حکیم)

ایسے میں جب حضرت عثمانؓ بیعت کے لئے نہ آئے کیونکہ آپ تو یہاں تھے ہی نہیں بلکہ مکہ معظمہ میں تھے اور انہیں کیلئے بیعت ہو رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ مبارک نکالا اور فرمایا یہ عثمان غنیؓ کا ہاتھ ہے اور دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

''بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں اللہ ہی کا ہاتھ ان کے ہاتھوں میں ہے''۔ (قرآن کریم)

گویا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ یہاں حضرت عثمان غنیؓ کو مزید یہ شرف ملا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمان غنیؓ کا ہاتھ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ ارشاد فرمایا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل وعلیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حضرت عثمان غنیؓ کی کتنی عزت اور وقار ہے نیز اللہ کی رضا کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کی اسلام کی بے مثال مالی و جانی خدمات تھیں۔ ان شاء اللہ العزیز دوسری بار اس

عنوان پر قدرِ تفصیلی بات ہو گی۔

حضرات یہی وہ ماہ مبارک ہے جس میں اسلام کی بڑھتی ہوئی شوکت کو دشمنان اسلام برداشت نہ کر سکے اور حیلوں بہانوں سے حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے خلاف شورش کھڑی کر دی۔ جو چالیس روز 18 ذوالحجہ تک جاری رہی اور ان بلوائیوں کے ہاتھوں آپ جام شہادت نوش فرما گئے۔

مگر قربان جائیں نائب رسولؐ کے صبر و تحمل کے کہ جان دے دی مگر قرب محبوب مدینۃ الرسول کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور نہ ہی اپنی جان بچانے کی خاطر مدینہ طیبہ میں کسی قسم کا جنگ و جدل ہونے دیا۔

اسی ماہ ذوالقعدہ کی پہلی تاریخ کو اسلامی فقہ کے معروف امام حضرت امام محمد رحمۃ اللہ کا وصال ہوا اور حضرت حسین بن منصور حلاج کا وصال 24 ذوالقعدہ 286 ہجری کو ہوا اور حضرت اورنگزیب عالمگیر کا وصال 28 ذوالقعدہ 118 ہجری کو ہوا اور صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت کا وصال 2 ذوالقعدہ 1367 ہجری کو ہوا اور استاذ الاساتذہ علامہ عطا محمد بندیالوی کا وصال 4 ذوالقعدہ 1419 ہجری کو ہوا رحمۃ اللہ علیہم۔ اللہ ہر مسلمان کی عاقبت کرے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اس ماہ کی راتوں میں دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین مرتبہ قل شریف پڑھے گا تو اسے ہر رات میں ایک شہید اور ایک حج کا ثواب ملے گا اسی طرح اس ماہ مبارک میں روزے رکھنا بھی بے شمار ثواب و اجر کا ذریعہ ہے۔

حضرت جامع القرآن عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تاریخ:23-12-2005

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بے حد پروقار اور مقبول تھے آج کے جمعہ مبارک میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنے سے پہلے اُس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا بات سمجھنے کیلئے بے حد مفید ہوگا۔ جن کی روایت سے عظمت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واضح ہوتی ہے۔ وہ صحابی ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری۔ آپ بہت ہی نامور صحابی ہیں۔ یمن کے قبیلہ اشعر سے آپ کا تعلق ہے۔ اس لئے اشعری کہلاتے ہیں، آپ نے مکہ مکرمہ میں ہی اسلام قبول کیا۔ آپ پہلے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے، پھر حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زبید اور عدن کے ساحل یمن کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور خلافت میں ان کو کوفہ و بصرہ کا گورنر بنایا۔ آپ سے تین سو ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ صحابہ اور تابعین کی بہت بڑی جماعت آپ کے شاگردوں کی فہرست میں شامل ہے۔ بخاری شریف میں آپ کی روایتوں کی تعداد چون ہے۔ علامہ قسطلانی کا بیان ہے کہ بخاری شریف میں ستاون احادیث آپ سے مروی ہیں۔

اکمال فی اسماء الرجال میں لکھا ہے کہ 52 ہجری میں آپ کا وصال مکہ معظمہ میں ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ وہ صحابی ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "بئر اریس" یہ ایک کنواں مسجد قبا شریف کے شمال میں ایک باغ میں تھا آپ اس کنوئیں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کی پنڈلی مبارک سے کپڑا اہٹا ہوا تھا کہ ایسے میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی

اللہ تعالیٰ عنہما آئے تو حضور اسی حالت پر رہے لیکن جب حضرت عثمان غنیؓ آئے تو آپ نے اپنی پنڈلی مبارک کو ڈھانپ لیا۔ یہ واقعہ شیخ محقق علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی تصنیف ''تاریخ مدینہ'' میں بڑی وضاحت سے تحریر فرمایا ہے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما اپنی تصنیف بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ گھر میں استراحت فرما تھے اور آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں اس حال میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضر ہوکر اجازت طلب کی تو آپ نے اسی حال میں اجازت دے دی پھر حضرت عثمان غنیؓ آئے اور اجازت چاہی تو حضور اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپ کر اٹھ کر بیٹھ گئے، پھر آپ کو اندر آنے کی اجازت دی، اس مجلس کے برخاست ہونے کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ شیخین آئے تو آپ اپنی حالت پر ہی رہے اور حضرت عثمان غنیؓ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑا درست فرمالیا۔ کیا وجہ ہے، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ پوری انسانی تاریخ میں از آدم علیہ السلام تا ایں دم حضرت عثمان غنیؓ کے سوا کوئی آدمی معلوم نہیں جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ اسی بناء پر آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ بیہقی میں حدیث ہے جس کے راوی عبداللہ بن ابان الجعفی فرماتے ہیں مجھ سے میرے ماموں حسین الجعفی نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اس وقت سے قیامت تک حضرت عثمان کے بغیر کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں جمع نہیں ہوئیں اسی لئے انہیں

ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان کہتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرت علیؓ سے حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہی جوان ہے جو عالم بالا میں ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا جب میری اہلیہ محترمہ بنت رسول کا انتقال ہو گیا تو میں اس صدمے سے بے حد رویا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ کیوں روتے ہو؟ عرض کیا اس لئے کہ میرا آپ سے دامادی کا رشتہ ختم ہو گیا۔ فرمایا یہ جبرائیل امین ہیں، یہ بہ حکم الٰہی کہتے ہیں کہ میں رقیہ کی بہن اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ سے کر دوں۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، قدرت میں میری جان ہے اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوتیں اور وہ رحلت فرماتی جاتیں تو میں ایک کے بعد دوسری کو آپ کے نکاح میں دیتا جاتا، یہاں تک کہ سو میں سے کوئی باقی نہ رہتی۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ ہم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے ایک مکان میں بیٹھے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص اپنے کفو (جوڑ) کے ساتھ کھڑا ہو جائے تو خود حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان غنیؓ کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا تم دنیا اور آخرت میں میرے

دوست ہو اور حضرت طلحہؓ کی روایت میں ہے کہ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت عثمان غنیؓ ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اتنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے نہیں دیکھا کہ آپ کے بغل مبارک ظاہر ہو جائیں۔ مگر عثمان بن عفان کے لئے جب دعا فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ اول شب سے طلوع فجر تک ہاتھ اٹھا کر حضرت عثمان غنیؓ کے لئے دعا کرتے رہے، عرض کرتے تھے۔ اے پروردگار میں عثمان غنیؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔

پورے عرب میں حضرت عثمان غنیؓ جیسا کامیاب تاجر اور صاحب ثروت کوئی نہ تھا۔ حضور ﷺ کے زمانے میں ہی مسجد نبوی شریف کی توسیع آپ نے ہی کرائی ایک مرتبہ پوری مسجد کی چونے گچ سے مرمت وتزین کرائی، حضور ﷺ سے دو دفعہ جنت کی بشارت حاصل کی ایک دفعہ بئر رومہ کو 35 ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا اور ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ ممبر پر کھڑے ہو کر ایک لشکر کے لئے چندے کی اپیل فرما رہے تھے حضرت عثمان غنی تین مرتبہ اٹھے اور 3 سو اونٹ لدے لدائے خدمت میں پیش کئے اور ایک ہزار دینار جن کو حضور ممبر مبارک سے اترتے ہوئے اپنے دامن میں اچھال رہے تھے اور آپ کو جنت کی بشارت ارشاد فرمائی۔ ایک دفعہ حضور ﷺ آنے والے ایک فتنے کا ذکر فرما رہے تھے کہ اس دوران ایک شخص سر پر کپڑا اوڑھے ہوئے آئے آپ نے فرمایا یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا راوی کہتے ہیں میں نے اٹھ کر دیکھا تو وہ عثمان غنیؓ تھے۔ یہ مقام فضل وکمال اسی کو ملتا ہے جس کے دل میں حضور کی سچی محبت وفرمانبرداری ہو۔ آپ فرمایا کرتے تھے مجھے تین بڑی پسند ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، ننگے کو کپڑا پہنانا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ اللہ تعالیٰ موجودہ دور کے مخیر ومتمول حضرات کو سیرتِ عثمانی کا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین

اذان کی ابتداء اور اس کا طریقہ

تاریخ: 30-12-2005

نمازیں فرض ہونے سے پہلے صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ کی ہدایات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتے تھے۔ اور نمازوں کے فرض ہونے کے بعد مشرکین مکہ مکرمہ کی شرارتوں سے بچنے کیلئے سر عام نمازیں ادا کرنے کی بجائے دار ارقم میں پوشیدہ طور پر مسلمان حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نمازیں ادا کرتے رہے، یہاں تک کہ ہجرت کا زمانہ آ گیا۔ حضور اکرم ﷺ ہجرت فرما کر جب مدینہ پاک سے چند میل باہر قبا شریف میں پہنچے تو مسجد قبا شریف کی بنیاد رکھی اور حضرات صحابہ کرام کی جو مختصر جماعت تھی حضور کے ساتھ نمازیں ادا کرتی رہی، نہ تو یہاں بہت بڑی آبادی تھی اور نہ دور تک نماز کی اطلاع پہنچانے کی ضرورت پڑتی تھی۔ پھر جیسے ہی مدینہ پاک میں حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے تو نمازی بھی زیادہ ہو گئے اور شہر کے گلی کوچوں اور بازاروں تک نماز کی اطلاع کی بھی ضرورت پڑی۔ چنانچہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ کیا طریقہ ہو جس سے نمازوں کے وقت نمازی مسجد میں جمع ہو جائیں؟ کیونکہ اب مسجد نبوی تعمیر ہو چکی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کو مشورے کی ضرورت نہ تھی، آپ کا فرمان ہی اللہ کا فرمان ہوتا ہے۔ دراصل حکمت یہ تھی کہ اہل اسلام کو مزید اسلامی تعلیمات سے آگاہ کر دیا جائے۔

پہلی رائے: لوگوں کی اطلاع کیلئے آگ روشن کر دی جائے۔ اس میں مجوسی یعنی آتش پرستوں کی مشابہت تھی۔

دوسری رائے: ناقوس بجایا جائے۔ آپ نے فرمایا اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے۔

تیسری رائے: بوق بجایا جائے۔ آپ نے فرمایا یہ یہودیوں کی مشابہت ہوگی۔
آپ نے مذکورہ تینوں صورتوں کو غیر مسلموں سے مشابہت ہونے کی وجہ سے مسترد فرما دیا۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کیا طلاع دینے کا طریقہ ممتاز اور منفرد ہونا چاہیے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کیا کہ ایک آدمی کی ذمہ داری ہو کہ وہ ہر نماز کے وقت اطلاع کر دیا کرے۔ چنانچہ آپ کے حکم سے حضرت بلال یہ کہتے الصلوٰۃ جامعۃ۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اذان کے الفاظ کا خواب عرض کیا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا یہ خواب سچا ہے اور آج یہی وہ اذان مروج ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ یہ حضرت بلال کو بتا دو تا کہ وہ اذان دیا کریں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند اور نرم و شیریں آواز والے ہیں۔
یہاں دو باتوں کا خاص طور سے پتہ چلا کہ مؤذن صحیح خوان اور خوش آواز ہونا چاہیے اور دوسری یہ کہ ایک مسلمان کو کسی بھی معاملے میں غیر مسلمانوں کی نقل یا مشابہت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

اذان

ہر نماز کا وقت آنے پر نماز کیلئے ایک خاص اعلان کیا جاتا ہے، تا کہ نمازی آ جائیں اور نماز پڑھیں اسے اذان کہا جاتا ہے۔

اذان کے الفاظ یہ ہیں اللہ اکبر چار دفعہ، اشھد ان الٰہ الا للہ دو مرتبہ۔ اشھد ان محمد ا رسول اللہ دو مرتبہ، حی علی الصلوٰۃ دو مرتبہ، حی علی الفلاح دو مرتبہ اللہ اکبر دو مرتبہ اور لا الٰہ الا اللہ ایک مرتبہ۔ اور صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد یہ کلمات بھی کہتے جاتے ہیں۔ الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ۔

اذان کہنے والا باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے مسجد سے باہر بلند جگہ پر کھڑے ہو کر

کانوں کے سوراخوں میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر اذان کے کلمات بلند آواز سے ٹھہر ٹھہر کر کہے۔تا کہ دوسروں کو خوب سنائی دے اور حی علی الصلوٰۃ داہنی طرف منہ کر کے اور حی علی الفلاح بائیں طرف منہ کر کے کہے۔اذان کہنے والے کو مؤذن کہا جاتا ہے۔ جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور سارے کام یہاں تک کہ قرآن پاک کی تلاوت بھی بند کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے۔ جو شخص اذان کے وقت باتوں میں لگا رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔مؤذن جو کلمہ کہے اُس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔اور حی علی الصلوٰہ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہے۔جب موذن اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور بہتر ہے کہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگا لے اور کہے قرۃ عینی بك یا رسول اللہ ۔یعنی یارسول اللہ ﷺ میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ سے ہے اور اللھم متعنی بالسمع و البصر ۔یعنی الٰہی مجھے سننے اور دیکھنے سے فائدہ پہنچا۔

اور الصلوٰۃ خیر من النوم سن کر کہے۔صدقت وبررت و بالحق نطقت ۔یعنی تو نے سچ کہا اچھا کیا اور حق بولا۔

اذان کے ختم ہونے پر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامہ و الصلوٰۃ القائمۃ ات سیدنا محمد الوسیلۃ و الفضیلۃ و الدرجۃ الرفیعۃ و ابعثہ مقاما محمود ن الذی و عدتہ ، وارزقنا شفاعۃ ، یوم القیمۃ انك لا تخلف المیعاد بر حمتك یا ارحم الرحمین۔

ترجمہ ’’یعنی اے اللہ اس دعائے مکمل اور برپا ہونے والی نماز کے مالک تو ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور انہیں مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اور ہمیں روز قیامت ان کی شفاعت نصیب کر بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

چھٹا سالانہ مقابلہ حسن اذان

تاریخ: 02-01-2006

نئے سال کی آمد تمام انسانوں کو مبارک ہو خصوصاً کرسچین کمیونٹی کو۔ اگر چہ اسلامی سن کا آغاز نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ پاک میں ہجرت سے ہوتا ہے تاہم مسٹر کرسچین کی طرح مسلمانوں کیلئے بھی قابل احترام ہے کیونکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ، اس کے آخری نبی ﷺ اور آخری کتاب قرآن کریم نے جملہ انبیاء کرام، آسمانی کتابوں کو ماننے اوران کے ادب واحترام کا حکم دیا ہے۔ بلکہ جتنا شاندار ذکر قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کیا ہے شاید ہی تورات و انجیل میں ہوا۔

مدینہ پاک پہنچ کر حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ یہودِ مدینہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یاد میں چاند کی 10 کو روزہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں زیادہ حق ہے کہ ان کی یاد میں روزہ رکھیں چنانچہ آپ نے 10 کا روزہ رکھا۔ اسی طرح یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اور یاد ہے بعض دوست سن عیسوی کو یہ کہہ کر کہ یہ انگریزی سن ہے نظر انداز ہی نہیں بلکہ نفرت کرتے ہیں۔ جو ایک عجیب بات ہے۔ تاہم مسلمانوں سن ہجری کی تاریخ یاد بھی رکھنی چاہیے اور لکھنی بھی چاہیے۔

اسی طرح یوم ولادت عیسیٰ علیہ السلام بھی سب کے لئے قابل احترام و متبرک دن ہے۔ قرآن کریم نے تو یوم میلاد مسیح علیہ السلام پر اسلام بھیجا ہے۔ البتہ اس دن اظہار خوشی کیلئے جو طریقہ غلط ہے اسے غلط ہی کہا جائے گا اور جو صحیح ہے وہ قابل تعریف ہے۔ دارالقرآن کینیڈا کی طرف سے 2005ء کے اختتام اور سال نو 2006ء کے آغاز کی مناسبت سے حضور برکت کے لئے اور نئے سال میں دنیا میں امن و سلامتی

اور خیر و عافیت کی دعا کے لئے مورخہ 31 دسمبر 2005ء کو دعائے آیت کریمہ اور طلباء کو چھٹا سالانہ مقابلہ حسن اذان و حسن قرأت اور بارہ سال سے کم بچیوں کے مقابلہ حسن تلاوت اور نعت کی شاندار تقریب منعقد کی گئی۔ طلباء میں محمد سموئیال اول، شاہق اور محمد زین دوم اور عاصم سومرو سوم آئے۔ بچیوں میں اثنا اول، اُسریٰ دوم اور یُسریٰ سوم آئیں۔ جناب احمد اقبال کی طرف سے صدر محفل میاں سجاد اور حاجی مقبول احمد، عبدالعلیم سومرو، حاجی رفاقت، شیخ محمد عیسیٰ، سید امین شاہ، قاری محمد مبشر رسول صاحب نے دینی کتب، فریم اور قرآن کریم کی کیسٹوں پر مشتمل انعامات تقسیم کئے، لنگر میں حصہ ڈالنے والے حضرات حاجی رفاقت خورشید قاری محمد بشر رسول، اپیل ٹرانسپورٹ، سید امین شاہ، بہن ناز علی اور شاہد سلیمان صاحبان کیلئے دعا کی گئی۔

آخر میں پانچ سال کے بچے محمد سموئیال نے اپنی خوبصورت آواز میں حضور کی خدمت میں سلام پیش کر کے محفل پر وجد طاری کر دیا۔ سامعین نے نقدی کی صورت میں اس بچے کو انعام دیا۔ شدید برف باری کے باوجود سامعین مسی ساگا، کیمرج، سکاربرو، بریمپٹن، ٹورانٹو، مارکھم سے جوق در جوق شامل ہوئے۔ جلسہ آنے والے سال کی مبارک اور نیک دعاؤں، خصوصاً عالم اسلام کے اتحاد اور دنیا میں امن و سلامتی کے لئے دعا پر ختم ہوا۔

قربانی کے مسائل اور احترام رسالت مآب ﷺ

تاریخ: 08-01-2006

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے مسئلہ پوچھا کہ کن کن جانوروں کی قربانی درست نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ ہم میں کھڑے تھے اور فرمایا کہ چار قسم کے جانور ہیں جن کی قربانی جائز نہیں۔

1۔ ایک وہ جس کی آنکھ پھوٹی ہو۔

2۔ دوسرا وہ جو سخت بیمار ہو۔

3۔ تیسرا وہ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔

4۔ چوتھا وہ جو نہایت دبلا ہو۔

اور ان کو حضور اکرم ﷺ نے اپنی مبارک انگلیوں پر گن کر فرمایا تھا۔ کہاں حضور اکرم ﷺ کی مقدس مبارک انگلیاں کہ ''اٹھیں تو چاند دو ٹکرے ہو جائے اور کبھی اشارہ کر دیں تو ڈوبا ہوا سورج واپس عصر کے وقت پر آجائے اور کبھی حضور اکرم ﷺ کے پیارے اور پیاسے جانثاروں کیلئے ان کی انگلیوں سے میٹھے پانی کے چشمے جاری ہو جائیں''۔ علی ہذا القیاس حضور علیہ السلام کی انگلیاں مجسم معجزہ اور کہاں مجھ نا چیز کی انگلیاں؟ میں یہ بے ادبی کیسے مول لے سکتا ہوں کہ سرکار کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں پر قیاس کر لوں۔ چہ جائے کہ ایک امتی حضور اکرم ﷺ کو اپنے اوپر قیاس کر لے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ساری زندگی مسجد نبوی شریف میں درس حدیث دیا۔ ''موطاء امام مالک'' آپکی مشہور اور مستند حدیث شریف کی تصنیف ہے آپ مسجد نبوی ﷺ میں درس حدیث دے رہے تھے کہ سامعین نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر زردی چھا رہی ہے مگر درس حدیث جاری ہے اور پورے احترام سے حضور ﷺ کی

احادیث بیان فرما رہے ہیں ذرا برابر ہلے جلے نہیں اور مسند پرتس سے مس نہیں ہوئے۔ بیان حدیث سے فارغ ہوئے تو سامعین نے پوچھا حضور آپ کو کوئی تکلیف ہے تو آپ نے اپنی قمیض اتار دی جس میں سے بچھو نکلا جو سولہ مرتبہ آپ کو ڈنگ مار چکا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ تکلیف اس لئے برداشت کی کہ کہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرتے ہوئے بے ادبی کا ارتکاب نہ کر بیٹھوں اللہ اللہ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحیح طریقے پر احترام رسول کی توفیق عطا کرے۔

بات قربانی کے متعلق ہو رہی ہے۔ قربانی ایک مالی عبادت ہے۔ جو خاص جانور کو خاص دنوں میں اللہ کے لئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا ہوتا ہے اسی کو قربانی کہا جاتا ہے۔ اور ہر مرد اور عورت پر واجب ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو۔

ہر سال قربانی کرنا واجب ہے۔ مسئلہ مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامان تجارت روپوں یا نوٹوں کا ملک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔ زکوٰۃ میں نصاب پر پورا سال گزرنے کی شرط ہے مگر قربانی اگر رات کو مالک نصاب ہوا ہے تو صبح عید کے دن قربانی دینا واجب ہے۔ اور اگر ایک شخص دوسرے کی طرف سے مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی صحابی یا شہید یا اپنے والدین بزرگوں اور مشائخ کی طرف سے قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان کیلئے الگ جانور خرید لے۔ قربانی کا جانور گائے، بھینس، اونٹ اور بکرا وغیرہ خوب صحت منداور بے عیب ہونا ضروری ہے ورنہ قربانی ادا نہ ہوگی۔

اندھا، لنگڑا، کانا، بے حد دبلا تہائی سے زیادہ کان، دم سینگ یا تھن اگر کٹا ہوا ہے یا پیدائشی جانور میں یہ عیوب ہیں یا انتہائی لاغر و بیمار ہے تو ان سب کی قربانی ادا نہیں ہوگی۔

قربانی کا طریقہ

جانور کو بائیں جانب پہلو پر لٹا کر انی وجهت پوری آیت اور ان صلانی پوری آیت پڑھ کر قربانی کے جانور کے پہلو پر اپنا دایاں پاؤں رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیں ذبح کے بعد پھر یہ دعا کریں۔

''یا اللہ میری طرف سے یا جس کی طرف سے قربانی کی ہے اس کا نام لے کر کہے کہ یہ قربانی قبول فرما جس طرح تو نے اپنے حبیب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول کی ہے''۔

مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیں۔ایک غریب اور مستحق لوگوں میں۔ دوسرا حصہ احباب اور تیسرا حصہ خود اپنے لئے رکھ لیں۔ پورا گوشت غربا و مستحقین کو بھی دے سکتے ہیں جیسے دینی مدارس کے مسافر اور غریب طلباء۔ پوری قربانی احباب کو بھی دے سکتے ہیں اور پورا گوشت خود بھی رکھ سکتے ہیں۔

موجودہ دور میں زمینی اور آسمانی آفات میں گھرے ہوئے نادار اور پریشان حال لوگ اس وقت زیادہ مستحق ہیں۔ دارالقرآن کے شعبہ ''حسن عمل'' نے عید الفطر کی طرح عید الاضحیٰ پر انتظام کیا ہے کہ قربانی کا گوشت اور قربانی کی کھال سے حاصل کی گئی رقم سے کشمیر اور پاکستان کے زلزلہ زدگان کی خدمت کی جائے۔ لہٰذا جو حضرات اس عظیم خدمت میں شامل ہونا چاہیں وہ درج ذیل ٹیلیفون پر دارالقرآن کے شعبہ ''حسن عمل'' سے رابطہ فرمائیں۔

(فون نمبر 905-785-7054)

دارالقرآن کینیڈا کے حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تاریخ:13-01-2006

شوق شہادت اوراس کی تیاری تو حضرت امیرالمؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے دن سے اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا تھا۔جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ میں زلزلہ آ گیا۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو اپنے قدم مبارک سے ٹھوکر ماری اور فرمایا حرا ٹھہر جا کہ تیرے اوپر اس وقت ایک نبی،ایک صدیق اور ایک شہید ہے۔چنانچہ اس وقت نبی سے مراد خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے اور شہید سے مراد آپ تھے۔ شہادت کا یہ مژدۂ جانفزا اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو انہیں کتنی مسرت ہوئی ہوگی کہ آپ نے مجھے شہادت کی خوشخبری سنائی ہے اور ارشاد خداوندی ہے کہ

قرآن ترجمہ ''جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا گیا ہو اسکو مردنہ کہو وہ زندہ ہے البتہ ان کی زندگی کا تمہیں شعور نہیں''۔

بس اس دن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تکمیل ارشاد کی انتظار میں زندگی کا ایک ایک لمحہ گزار رہے تھے اور فنا فی الرسول کے اس مقام پر تھے کہ زمانہ عام ہو یا آپ کی خلافت کا معمولات زندگی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں گزارتے۔وضو فرمایا جارہا ہے اور ہنس پڑے عرض کیا حضور اس کی کیا وجہ۔فرمایا میں نے ایک دفعہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو میں تبسم کناں دیکھا تھا،مسجد نبوی شریف کے دروازے پر بیٹھ کر بکری کا گوشت تناول فرمایا اٹھے اور نماز میں شامل ہو گئے۔پوچھنے پر فرمایا میں

نے حضور اکرم ﷺ کو اسی طرح دیکھا تھا۔ ادھر حضور امام الانبیاء ﷺ کی آپ پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اتنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے نہیں دیکھا کہ آپ کی بغل مبارک ظاہر ہو جائیں مگر عثمان بن عفان کیلئے جب دعا فرماتے تھے۔ ساتھ ہی ایک دوسری روایت میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ اول شب سے طلوع فجر تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا فرما رہے تھے کہ پروردگار میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں آپ بھی راضی ہو جائیں۔

آپ کا دور خلافت اور شوکت اسلام پورے عروج پر ہے۔ دشمنان اسلام کو یہ بات کب بھا سکتی تھی گہری سازش سے ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ باغیوں نے مدینۃ الرسول کو گھیرا۔ آپ سے عرض کیا گیا مکہ تشریف لے جائیں شام میں آ جائیں یا یہیں محافظ فوج کا انتظام کر دیتے ہیں فرمایا اس جان کو بچانے کی خاطر اپنے آقا علیہ السلام کے مدینہ پاک کو چھوڑ دوں اور فوجیں منگوا کر اپنے آقا اور شہریوں کو پریشانیوں میں ڈال دوں میرے اشارۂ ابرو پر پورے اسلام کی فوجیں آ سکتی ہیں مگر نہ مدینہ پاک کو چھوڑ سکتا ہوں نہ مسلمانوں میں خونریزی پسند کرتا ہوں جان جاتی ہے تو جائے اور حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت پر پورا پورا یقین و ایمان تھا اور اسی وقت کا انتظار تھا۔ لہٰذا تیاری شروع کر دی۔ روزہ رکھا آپ نے اسی موقع کیلئے ایک پاجامہ تیار رکھا تھا کہ ایسے حالات میں کہیں ستر نہ کھل جائے وہ زیب تن کیا اور پھر قرآن پاک کی تلاوت جو آپ کا معمول بھی تھا شروع کر دی اور باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ 18 ذی الحجہ بروز جمعہ سنہ 35 ہجری کو صبر و استقامت کا یہ پہاڑ اور اسلام کا سورج غروب ہو گیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا میں مولانا قاری غلام رسول صاحب کا

خطبہ جمعہ

قرآن کریم اللہ کی وہ آخری اور مکمل کتاب ہے کہ جس نے گمراہ انسانوں کو سیدھا راستہ دکھایا اور منکرین خدا اور رسول اسی قرآن ہی کی بدولت دنیا کے عظیم ترین رہنما بن گئے۔ آج بھی جبکہ انسانیت پر گمراہی اور لادینیت چھائی جارہی ہے۔ ضرورت ہے کہ قرآن پاک کو زیادہ سے زیادہ پڑھا پڑھایا جائے اور اس کو سمجھا جائے تاکہ انسان اپنی زندگی کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک اسلامی زندگی بنا سکے۔

اصولی طور پر ایک قرآن کا طالب علم تعلیمات قرآن کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

(1) تلاوت قرآن پاک (2) تفہیم قرآن پاک (3) اور تعلیمات کے احکام ونواہی عمل۔

اب یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب قرآن کریم کی ہم تلاوت ہی نہیں کریں گے تو قرآن کے الفاظ و آیات کو سمجھیں گے کیسے۔ اور جب قرآن کریم کے معانی و مطالب سمجھیں گے نہیں تو قرآن کریم کے احکام ونواہی پر عمل کیسے ممکن ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے ہمارے لئے ضروری ہے کہ تلاوت کلام کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ جس طرح قرآن کا پڑھنا اور اس کو سمجھنا اور اس کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے بالکل اسی طرح قرآن کریم کو صحیح تجوید سے پڑھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ بلکہ قرآن پاک کو صحیح سمجھنا اس کے صحیح پڑھنے پر موقوف ہے۔ مثلاً قل ھو اللہ احد۔ قل دو نقطے والے قاف کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں (کہو) اور اگر اس قل کو کل چھوٹے کاف کے ساتھ پڑھیں جیسے کہ تقریباً ہر آدمی کل ہی پڑھتا ہے کیونکہ قل کے قاف اور کل کے کاف میں فرق تجوید ہی سے پتہ چل سکتا ہے لہٰذا کل پڑھنے سے

معنی ہوگا (کھاؤ) اوراس قسم کی سنگین غلطیاں ہم اکثر نہیں بلکہ کرتے ہی ہیں۔ دعاؤں میں، نمازوں میں، وظائف میں اثر نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تو ہے۔

قرآن کریم کے الفاظ کی صحیح ادائیگی اوراس کو سمجھ کر عملی جامہ پہنانا اس سے عظمت قرآن کا پتہ چلتا ہے۔

سورۃ احزاب میں ہے کہ

قرآنی ترجمہ''ہم نے امانت (یعنی قرآن، محبت الٰہی، عشق رسول) کو آسمانوں پر، زمینوں پر اور پہاڑوں پر پیش کیا، مگر انہوں نے قرآن کریم کو نہ اٹھا سکنے کی وجہ سے انکار کیا اوراس سے خوفزدہ ہوئے۔ پس انسان (امام الانبیاء) اور آپ کے طفیل آپ کے غلاموں نے بغیر کسی خوف وخشیت قبول کرلیا''۔

یہاں ظلوما جھولا کا یہی مفہوم مفسرین نے بیان کیا کہ قالو بلیٰ کہنے کے بعد ہزاروں امتحان، آزمائش اور طرح طرح کے مصائب کو کفار کی طرف سے آئے تھے کی کوئی پرواہ نہ کی یعنی وہ امانت قرآن، مجموعہ اوامر ونواہی اور مالک ومولیٰ کی حقیقی رضا جوئی کے لئے ہر قسم کی قربانی کیلئے میدان میں اتر آئے۔

قرآن ترجمہ''اگر ہم قرآن کو پہاڑوں پر نازل فرماتے تو تو دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے''۔

سوال ہوا کہ قرآن پھر کہاں نازل ہوا جواب آیا نزل علی محمد

کون لایا؟ جواب آیا نزل به الروح الامین

کب آیا؟ جواب آیا شهر رمضان الذی انزل فیه القران

کس وقت آیا؟ جواب آیا انا انزلنا ہ فی الیلۃ القدر

کیوں آیا؟ جواب آیا ھدی للناس

دارالقرآن کینیڈا نے فی الحال پہلی قسم کی ذمہ داری کہ قرآن کو پڑھانا ہے بفضلہ تعالیٰ دارالقرآن نے قائم ہوتے ہی قرآن پڑھانا شروع کیا اور انتہائی قلیل مدت میں سال ختم ہونے سے پہلے ہی 12 بچوں کو مکمل ناظرہ قرآن پڑھا دیا ان کو 20 مارچ کو اسناد دی جائیں گی۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی چند ایمان افروز جھلکیاں

تاریخ: 23-01-2006

لندن (برطانیہ) میں ادارہ صورت القرآن کے زیر اہتمام اجلاس میں مولانا قاری غلام رسول کا خطاب امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت کی چند سبق آموز اور ایمان افروز جھلکیاں)

جنگ قادسیہ مسلمانوں اور ایرانی مجوسیوں (آتش پرستوں) کے درمیان ایک تاریخ ساز معرکہ تھا۔ اس سے چند ماہ پہلے ایک محاذ پر جو عراق میں فرات کے کنارے تھا مسلمان مجاہدین کا بہت زیادہ فوجی نقصان ہوا۔ جس پر امیر المومنین کو بہت دکھ ہوا۔ چنانچہ آپ نے عرب کے شعلہ نوا خطیب، اہل ثروت، اسلام کے جانباز اور دانشور حضرات کو مدینہ پاک میں مشاورت کے لئے دعوت دی۔ مسلمان بہ خوشی حاضر ہوئے آپ ان تمام حضرات کو ساتھ لے کر محاذ جنگ پر نکلنے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ اکابر صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ تخت خلافت کو چھوڑ آپ کا تشریف لے جانا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت سعد ابن ابی وقاص کو جو ایک عظیم المرتبت صحابی رسول ہونے کے ساتھ ساتھ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نمایاں اسلامی خدمات سرانجام دے چکے تھے کو سپہ سالار اعظم بنا کر 20 بیس ہزار فوج دی اور ایران روانہ فرما دیا۔ یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا اور نرالا تھا کیونکہ اس لشکر میں 70 بدری، تین

سو بیعت رضوان کے فدایان اسلام، تین سو وہ نفوس قدسیہ جو فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور اکابر صحابہ کرام کے نوجوان صاحبزادے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم شامل تھے۔ قادسیہ کے ہولناک معرکے کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایرانی مجوسیوں کی فوج ایک سمندر تھا جس میں گھوڑے، اونٹ اور قطار اندر قطار ہاتھی بھی تھے اور مسلمان صرف بیس ہزار اور انکی تلواروں پر نیاموں کی بجائے چیتھڑے لپیٹے ہوئے تھے۔

حضرت امیر المؤمنین کا حکم تھا کہ پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے چنانچہ انہیں مؤثر انداز میں اسلام کی دعوت دی گئی مگر ان لوگوں پر مادی قوت کا خمار تھا وہ کب ماننے والے تھے۔

امیر المؤمنین اس محاذ کی صورتحال معلوم کرنے کیلئے بے حد بے تاب رہتے تھے اور اس خیال سے کہ کوئی قاصد آتا ہی ہو گا مدینہ منورہ سے باہر تشریف لا کر قاصد کا راستہ دیکھتے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص نے اس عظیم الشان فتح کی خبر دے کر قاصد کو مدینہ پاک روانہ کیا قاصد مدینہ پاک کے شہر سے باہر ہی تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ قاصد آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ آپ نے اس سے محاذ قادسیہ کے حالات پوچھنے شروع کر دئے قاصد حضرت امیر المؤمنین کو فتح و کامرانی کے حالات سواری ہی پر بتاتا جا رہا تھا اور امیر المومنین سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتے جا رہے تھے شہر مدینہ میں داخل ہونے پر لوگوں کی حیرانگی کی حد نہ تھی کہ امیر المومنین ایک قاصد کی سواری کے ساتھ ساتھ دوڑتے جا رہے ہیں اسی عالم تحیر اور عوام کے جمع ہو جانے پر قاصد کو پتہ چلا کہ یہی امیر المومنین ہیں خوف و رعب سے پانی پانی ہو گیا، شرمسار تھا اور

معذرت چاہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں تم اپنی ذمہ داری پر تھے اور میرے کندھوں پر پوری امت کی اور دین اسلام کی ذمہ داری ہے جس کی فکر میں، میں اپنا فرض نبھا رہا تھا۔ پھر آپ نے مدینہ پاک کے لوگوں کے سامنے حضرت سعد ابن ابی وقاص کا فتح کی خوشخبری کا خط پڑھ کر سنایا ایک جشن کا سماں تھا۔ اتنی بڑی فتح حاصل ہونے پر آپ میں کوئی غرور اور تکبر پیدا نہیں ہوا۔

آپ نے عوام سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا۔

مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں۔ میں خود بندہ ناچیز، خدا کا بندہ ہوں البتہ خلافت کا بارگراں میرے اوپر ڈالا گیا ہے۔ اگر میں اس طرح تمہاری خدمت کرسکتا کہ تم شکم سیر ہو کر گھروں میں سوؤ تو میرے لئے عین سعادت ہوتی۔ اگر میں خواہش کروں کہ تم میرے دروازے پر حاضری دیا کرو تو یہ میری بدبختی ہے۔ اس وقت مجھے خوشی کم میسر ہوگی اور غم زیادہ۔

☆ ☆ ☆

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

تاریخ: 27-01-2006

حضرت عمر فاروقؓ کے قبول اسلام خصوصاً آپ کے دور خلافت میں جو 13 ہجری تا 24 ہجری پر محیط ہے اسلام کو جو عروج حاصل ہوا اور گمراہ انسانیت کو ہدایت کا راستہ ملا۔ نیز اسلامی مملکت کی حدود کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا کہ احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ یہ فیض تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں تھی اور آپ کے حسن عمل اور خلوص کا نتیجہ تھا اور اسلام کے نظام عدل کی برکت تھی۔

اسلام کی حق آواز جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں بلند کی تھی اُس روز سے کھلے عام مکہ شریف کے گلی کوچوں میں ہر ایک تک پہنچنا شروع ہو گئی جس روز سعید میں حضرت عمر فاروقؓ نے اسلام قبول کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

ایک روز حضرت عمر فاروقؓ اپنے گھر سے تلوار حمائل کیے ہوئے نکلے۔

راستے میں قبیلہ بنو زہرہ کا ایک شخص ملا پوچھا اے عمر کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ایسا کرنے پر بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے تم کیسے بچ سکو گے؟ عمر فاروقؓ نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ تم بھی اپنے دین کو چھوڑ چکے ہو۔ بنی زہرہ کے اس شخص نے کہا کہ میں تم کو اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات بتلاتا ہوں۔ کہ تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ عمر پہلے سے زیادہ غضب ناک ہو کر سیدھے بہن کے گھر پہنچے

اور مار پیٹ شروع کر دی دونوں کو زخمی کر دیا، مگر جب دیکھا کہ وہ تو اسلام کی حقانیت پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ تو ٹھنڈے ہو گئے اور وہ کتاب مانگی جو وہ پڑھ رہے تھے بہن نے کہا تم نجس ہو پہلے غسل کرو یا وضو پھر اس پاک کلام کو ہاتھ لگاؤ۔ ایک طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کی دعا اور دوسری طرف بہن اور بہنوئی کا اسلام پر مضبوط عقیدہ، عمر کے قلب و ذہن کو متاثر کئیے جا رہا تھا کہ سورۃ طٰہٰ کی اس آیت پر نظر پڑی۔

ترجمہ ''بے شک میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں اور کوئی دوسرا میرے سوا معبود نہیں۔ اس لئے تم میری ہی عبادت کرو اور میری ہی یاد میں نماز پڑھو''۔

پھر تو آپ کا جسم پانی پانی ہونے لگا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کی خواہش کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کوہِ صفا کے ایک مکان میں تشریف فرما تھے۔ بہن، بہنوئی جناب عمر کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت امیر حمزہؓ، حضرت طلحہؓ اور دوسرے صحابہ کرام موجود تھے حضرت حمزہؓ نے فرمایا اگر تو عمر اچھے ارادے سے آئے ہیں تو ٹھیک ورنہ آج بچ کر نہیں جا سکتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کو اندر آنے دو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور عمر کے دامن، تلوار اور ایک روایت میں ہے کہ گریبان سے پکڑا اور کھینچا اور فرمایا، اے عمر کیا یہ فساد تم اُس وقت تک برپا کرتے رہو گے جب تم پر بھی وہ خواری اور ذلت اللہ کی طرف سے مسلط نہ ہو جائے، جیسے ولید ابن مغیرہ کیلئے ہوئی۔ حدیث پاک کے اس حصے کو حضرت حفیظ جالندھری پاکستانی ترانے کے مصنف نے یوں بیاں کیا ہے۔

کہا حیدر کا دامن کھینچ کر کیوں اے عمر کیا ہے
چلا تھا آج کس نیت سے کس نیت سے آیا ہے

عمر کے جسم پر اک کپکپی سی ہو گی طاری
وہیں سر جھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو
یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مرحبا گونجی
فضا میں نعرہ اللہ اکبر کی صدا گونجی

حضرت عمر فاروقؓ کا اپنا بیان ہے کہ اس وقت موجود تمام حضرات نے مجھے مبارک دی اور اس زور سے بلند آواز سے نعرۂ تکبیر و رسالت بلند کیا کہ حرم شریف اور مکہ مکرمہ کے تمام گلی کوچوں میں اس کی آواز سنی گئی۔

فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے اپنے ماموں ابوجہل کے پاس آیا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کہ ماموں میں مسلمان ہو گیا ہوں، اس نے کہا اچھا نہیں کیا اور دروازہ بند کر لیا۔ اسی طرح میں قریش مکہ کے سرداروں کے گھر گھر جا کر کہہ رہا تھا، مگر سب دروازے بند کر لیتے۔ مجھ سے آنکھ بھی نہ ملاتے، میں نے کہا کہ غریبوں اور کمزوروں کے اوپر تمہارا بڑا زور چلتا ہے مگر ساتھ آنکھ ملانے کی جرأت نہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ اسی طرح ایک ایک کے دروازے پر جا کر اپنا اسلام لانا ظاہر کرو گے تو کتنوں کو بتلا سکو گے۔ وہ دیکھو چند آدمی اس پتھر پر بیٹھے ہیں ان میں ایک ایسا شخص ہے جس کو بتلا دو تو وہ ایک دن میں پورے مکہ شریف میں آپ کے اسلام قبول کرنے کی دھائی مچا دے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرض کرنے پر نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کو دو قطاروں میں لے کر حرم کعبہ کی طرف نکلے ایک قطار میں حضرت عمر فاروق تھے اور دوسری میں حضرت امیر حمزہ اور وہاں نماز ادا کی اس منظر کو دیکھ کر مشرکین کے حوصلے پست ہو گئے اور کہنے لگے اب مسلمان ہمارے مدمقابل آ گئے ہیں۔

دارالقرآن کینیڈا اور ادارہ صوت القرآن برطانیہ کے بانی مولانا قاری غلام رسول صاحب کی برطانیہ کے قرآنی دورے سے واپسی

تاریخ: 28-01-2006

دارالقرآن کینیڈا کے مولانا قاری غلام رسول صاحب ادارہ صوت القرآن برطانیہ کی دعوت پر دو ویک کیلئے لندن برطانیہ پہنچے۔ آپ نے یہ دو ویک انتہائی مصروف گزارے سب سے پہلے آپ والتھم سٹو مفتی اقتدار احمد نعیمی مفسر قرآن کی تعزیت کے لئے گئے۔ جمعہ آپ نے جامع مسجد نگینہ اولڈہم مانچسٹر میں پڑھایا۔ اور مولانا قاری خادم حسین چشتی سیکرٹری جنرل ادارہ صوت القرآن برطانیہ اور قاری بشیر احمد صاحب نے آپ کے اعزاز میں ڈنر دیا جس میں جناب حافظ منظور احمد بھٹی صدر ادارہ صوت القرآن لندن سے علامہ قاری طالب حسین مدنی، علامہ منظور احمد رضوی نے سلولندن سے خصوصی شرکت کی۔ آپ نے سینئر نائب صدر کرامت حسین خورشیدی کی تیمارداری کی، ادارہ صوت القرآن کے مقامی شاخ کے صدر مولانا قاری محمد امین چشتی نے جامع مسجد ساؤتھ ہال میں ایک عظیم الشان تقریب تعلیمات قرآن کا اہتمام کیا جس میں مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خصوصی خطاب ہوا آپ نے برطانیہ اور یورپ کے مسلمانوں اور دوسری کمیونٹیوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ جنھوں نے پاکستان اور زلزلہ زدگان کی بھرپور مدد کی۔ اس تقریب میں علامہ عبدالحق ہاشمی، علامہ یعقوب چشتی، قاری محمد امین چشتی خطیب برطانیہ، مولانا قاری خادم حسین

چشتی نے شرکت کی اور سفیر قرآن مولانا قاری غلام رسول صاحب کے کینیڈا میں دارالقرآن کینیڈا کے قائم کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کیا اور آپ کی قرآنی خدمات کو سراہا جو پوری دنیا پر جاری ہیں۔

ادارہ صوت القرآن کے بانی صدر سید قمر علی شاہ صاحب نے قاری صاحب کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ جس میں حضرت قاری صاحب کے معروف شاگرد قاری ظہور احمد سیفی، مولانا قاری طالب حسین مدنی اور علامہ منظور احمد بھٹی نے شرکت کی۔ جنہوں نے حضرت مولانا قاری غلام رسول نے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس قرآنی دورے کا اہتمام کیا۔ 26-01-2006 کو آپ کینیڈا واپس آ گئے۔

جمعہ دارالقرآن میں پڑھائیں گے۔

اور مورخہ 28 جنوری کو دارالقرآن میں ماہانہ دعائے آیت کریمہ ایک بجے سے چار بجے ہوگی۔ شرکت کی عام دعوت ہے۔

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا

دورِ خلافت اور غلبہ اسلام

تاریخ:03-02-2006

آپ کے دور حکومت میں ظالموں پر سخت گیری اور مظلوموں کی دادرسی، رعایا سے حسن سلوک و رواداری، عدل و انصاف اور حسن انتظام نہ صرف مسلمانوں کے دلوں پر راج کر رہا تھا بلکہ غیر مسلم اقوام اپنے بادشاہوں کے ظلم و ستم اور ناانصافیوں سے تنگ آ کر حضرت عمر فاروقؓ کے نظام عادلانہ کے گرویدہ ہو کر تمنا کرتے تھے کہ آپ کے کارندے مفتوحہ علاقوں میں ہی رہیں اور اپنا نظام اسلامی قائم فرمائیں۔ دنیا کے کفر و شرک اور ظالمانہ بادشاہی نظام پر ضرب کاری لگاتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کی افواج ایران کے پایہ تخت مدائن، جلولا، حلوان، جزیرہ، تکریت، خوزستان، نہاوند، عراق، عجم، اصفہان، ہمدان، رے، آذربائیجان، آرمینیہ، فارش، کرمان، سیستان، مکران، خراسان اور پھر شام واردن و حمص پر پرچم اسلام لہراتی ہوئیں اور دنیا کو غلامی اور ناانصافی کی زنجیروں سے نجات دلاتی ہوئیں تاریخ کے بہت بڑے معرکہ حق و باطل جنگ یرموک میں دشمن کو زیروزبر کرتی ہوئیں آگے نکل گئیں۔ اس جنگ میں دشمن کی ایک لاکھ ستر ہزار افواج کا ایک سمندر تھا، جس میں تین ہزار افواج نے اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈال رکھی تھیں کہ کسی صورت میں پیچھے نہیں ہٹنا۔ افواج اسلام تقریباً چالیس ہزار مجاہدین پر مشتمل تھیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف سے اس جنگ کی فتح کی خبر سن کر حضرت امیر المؤمنین سجدے میں گر گئے۔ یرموک کی فتح کے بعد رومیوں کی طاقت پرزے پرزے ہوگئی۔

ایک دن ہرقل نے چند معززین اور صاحب الرائے لوگوں کو اپنے دربار میں بلایا اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان تم سے تعداد میں کم، سروسامان سے کم، پھر تم ان کے مقابلے میں کیوں کامیاب نہیں؟ سب نے شرم سے سر جھکا لئے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق ہم سے اچھے ہیں وہ رات کو اپنے اللہ کی عبادت کرتے ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتے اور آپس میں برابری سے رہتے ہیں۔ جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہر وقت نشے میں مخمور رہتے ہیں۔ بدکاریاں کرتے ہیں۔ کمزوروں پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں، وعدہ خلافیاں کرتے ہیں۔ جبکہ وہ سادہ زندگی گزارتے ہیں لہٰذا ان کے ہر کام میں خلوص ہوتا ہے اور کامیابی یقینی ہوتی ہے اور ہم اجرت پر کام کرتے ہیں جو ناکامی کا سبب بنتی ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ عیسائی مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور اس شرط پر صلح اور بیت المقدس کی چابی پیش کرنے پر آمادہ ہو گئے کہ امیر المومنین خود تشریف لا کر معاہدہ طے کریں۔ آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت علی کو مدینہ پاک میں اپنا نائب بنا کر خود بیت المقدس تشریف لے آئے شہر سے باہر ہی جابر کے مقام پر پڑاؤ فرمایا وہیں بیت المقدس (قبلہ اول) کے عیسائی آ گئے۔ جو معاہدہ خلیفہ اسلام نے لکھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا طرز عمل دوسرے مذاہب اور ان کی عبادت گاہوں کے ساتھ کیسا تھا، جس کا مختصر سا خلاصہ یہ ہے۔

(یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمر نے ایلیا (بیت المقدس) کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان مال، گرجا صلیب، تندرست بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے۔ کہ نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائے گی اور نہ ڈھائے جائیں گے۔ نہ ان کو نہ ان کے احاطہ کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ مذہب کے معاملہ میں کسی پر جبر کیا جائے گا وغیرہ) عیسائیوں نے بہ خوشی اس پر دستخط کئے اور مزید صحابہ کرام کے دستخط ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین بیت المقدس میں داخل ہونے کیلئے روانہ

ہوئے۔ ابوعبیدہ اور دیگر افسران نے شہر سے باہر آپ کا استقبال کیا۔

فاتح بیت المقدس کا لباس اتنا معمولی اور فرسودہ تھا کہ مسلمانوں کو شرم آتی تھی کہ عیسائی امیر المومنین کو اس لباس میں دیکھ کر کیا سوچیں گے اس لئے انہوں نے ترکی گھوڑا اور قیمتی لباس پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے جو ہمیں عزت دی ہے وہ اسلام اور بانی اسلام کے نام سے ان کی غلامی سے دی ہے وہی ہمیں بس ہے۔

حضرت علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

آپ کچھ دن بیت المقدس میں رہے ایک دن آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان کہنے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا میں نے عہد کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کیلئے اذان نہ کہوں گا۔ لیکن آج آپ کی خواہش پوری کروں گا۔ حضرت بلالؓ جب اذان دے رہے تھے تو ان کی نظروں میں عہد نبوی ﷺ کا مکے اور مدینے کا سماں پھر گیا۔ سب کی آنکھیں بے اختیار اشکبار ہوگئیں۔ حضرت معاذ بن جبل روتے روتے بیتاب ہو گئے۔ امیر المومنین کی ہچکی بندھ گئی۔ بیت المقدس کے درو دیوار جیسے امام انبیاء کے انتظار میں ہوں کہ ابھی آپ تشریف لائیں گے اور ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبران خدا کی امامت میں۔ اس اذان کے بعد نماز ادا کریں گے اور پھر حضور اکرم ﷺ معراج پر تشریف لے جائیں گے ایک عجیب کیف و مستی کا ماحول بن گیا۔

شعر ہے

وہ مسلمان کہاں اگلے زمانے والے

گردن قیصرو کسریٰ کی جھکانے والے

بھوکے رہتے تھے خود اوروں کو کھلا دیتے تھے

کتنے صابر تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے والے

کاش کہ آج بھی مسلمانوں کو ایسے جرنیل، ایسے سپاہی، اور ایسے حکمران مل جائیں تو وہی دور عزت وعظمت اور امن وسلامتی آ سکتا ہے۔

عظمت ماہ محرم الحرام اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

تاریخ:12-02-2006

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اسی مہینے سے اسلامی سن تبدیل ہوتا ہے۔ آج سے چند روز پہلے جب ذوالحجہ شریف جو اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے ختم ہوا تو اسلامی سن 1427ھ ماہ محرم سے شروع ہو گیا اس سال محرم کی دسویں تاریخ جمعرات 9 فروری کو ہوئی۔ اس ماہ مبارک کی دسویں تاریخ کو کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر بھوکے پیاسے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہتر جانثاروں کیساتھ اسلام کی خاطر، قرآن کی خاطر، دین مصطفوی کی عزت کی خاطر، اور کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کی خاطر جام شہادت نوش کیا اور دنیا کو بتلا دیا کہ حق کی خاطر۔

تختہ دار پہ آئے تو اُسے چوم لیا
ایسے جی دار بھی تاریخ نے کم دیکھے ہیں
ہم تک اسلام جو پہنچا تو صرف ان کی طفیل
یہ غلامان خدا نور رسالت کے امین

ایک تختہ دار کو چوم لیتے ہیں اور ایک میدان کربلا میں 18 سالہ نوجوانوں کے ساتھ ساتھ شیر خوار بچوں کی قربانیاں بھی اللہ کی راہ میں پیش کر دیتے ہیں اور ایک آج کے ہم کلمہ گو ہیں کہ اپنے اسلامی سن اور مہینوں کے نام تک سے واقف نہیں۔ تو جو کچھ باقی گیارہ مہینوں کی طرح اس ماہ محرم میں اسلامی تاریخ کے باب رقم ہیں ان سے کیونکر آشنائی ہو سکتی ہے۔

چنانچہ ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور آپ کی امت بنی اسرائیل کو نجات بخشی اور فرعون اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس رحمت خداوندی پر شکرانے کے طور پر عاشورہ یعنی دسویں محرم کو روزہ رکھا اور اسی دسویں محرم کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی خودی پہاڑ پر لگی تو حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے باہر آئے اور شکر خداوندی کے لئے روزہ رکھا اور سب ساتھیوں کو بھی روزہ کا حکم دیا۔

چنانچہ حضور سرکار دو عالم ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو ترغیب فرمائی۔ بلکہ حضور اکرم ﷺ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ آئندہ سال زندگی نے وفا کی تو میں نوویں اور دسویں دونوں دنوں کے روزے رکھوں گا۔

اسی روز اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور قوم یونس علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ اسی تاریخ کو حضرت ابراہیم حضرت آدم وحوا علیہم السلام پیدا ہوئے اسی دسویں محرم کو حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت رفع ہوئی اور اسی روز حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالے گئے۔ اسی روز حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی 40 برس کے بعد ملاقات ہوئی۔

اسی دسویں محرم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت ادریس اور عیسیٰ علیہم السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی روز دسویں محرم کو امام عالی مقام حضرت امام حسین مع اپنے شیر خوار بچوں، جوانوں اور بوڑھوں جن کی کل تعداد 72 بہتر تھی۔ چار ہزار مسلح فوج کے مقابلے میں کلمہ حق کی صدا بلند کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرتے اور دنیا کو حق پر ڈٹے رہنے کا عمل درس دے گئے کہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین\
دیں است حسین دیں پناہ است حسین\
سردار نہ داد دست درد ست یزید\
حقا کہ بنائے لاالہ است حسین

قرارداد

آج مورخہ 12 فروری 2006ء دارالقرآن اور 10 فروری کو کینیڈا کے جمعہ اور جلسے شہادت امام حسینؓ میں درج ذیل قرارداد پاس کی گئی۔

مسلمان تمام انبیاء کرام اور ہر مذہب کے بانی و سربراہ کا احترام کرتے اور سب کو یہی پیغام دیتے ہیں۔ کیونکہ اسلام اپنے نام سے ہی ظاہر کر رہا ہے کہ یہ امن اور سلامتی کا دین ہے اور مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسروں کو سلامتی ملے اور کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

گذشتہ دنوں ''ڈنمارک، ناروے، فرانس اور جرمنی وغیرہ کے اخبارات میں اسلام کے بانی حضرت محمد ﷺ کے توہین آمیز خاکے چھاپے گئے ہیں جس پر پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے چنانچہ ساری دنیا میں اس غیر انسانی واقع پر ہر مذہب کا آدمی سراپا احتجاج ہے جن حالات میں یہ جسارت کی گئی لگتا ہے یہ کوئی سوچی سمجھی ناروا قسم کی بھونڈی حرکت ہے۔ لہٰذا آج کا یہ جلسہ اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ متعلقہ اخبارات کو ایک سال کے لئے بند کرادے اور ان کی جگہ دوسرے نام سے اخبار نہیں نکلنی چاہیے۔

نیز آئندہ کے لئے اقوام متحدہ ایسا ضابطہ قانون بنائے کہ کسی مذہب یا اس کے سربراہ کے متعلق کسی قسم کا توہین آمیز مواد نہ چھاپا جائے جس سے دل آزاری ہو اور ایسا کرنے والے کے خلاف عبرت ناک سزا رکھی جائے۔

☆ ☆ ☆

تمام شرکاء جلسہ دارالقرآن

آج کے جلسہ میں کیمرج سے خالق داد خاں، محمد مزمل، سرے گاہ سے اکمل صاحب، اوکویل سے سہیل صاحب، سی ساگا سے معراج دین صاحب، سکاربرو سے علی، اینو بیکوک سے شیخ عیسیٰ عبدالحق، عبدالرحمٰن، مس تہانا محمد شعیب، حافظ نورالٰہی کے اہل خانہ اور ٹورانٹو سے فاخر صاحب، بریمپٹن سے سید خالد حسین شاہ اور حاجی مقبول احمد، بریمپٹن سے حیدر سلطان، محمد حسن، سی ساگا سے رب نواز کے علاوہ کثیر تعداد میں حاضرین و حضرات نے شرکت کی آج کے لنگر چشتی میں خالق داد خاں حیدر حسین اور اکمل صاحب نے حصہ لیا۔ شمس صاحب اور ان کے بچوں نے شرکت کی اور نعت خوانی میں حصہ لیا۔ اس تمام پروگرام کو قاری محمد مبشر صاحب، محمد مزمل اور محمد شاہد رسول صاحب نے ہینڈل کیا۔ آخر میں سلام اور عالم اسلام کے لئے دعا حضرت مولانا قاری غلام رسول نے کی۔

قرارداد

آج مورخہ 12 فروری 2006ء دارالقرآن اور 10 فروری کو کینیڈا کے جمعہ اور جلسہ شہادت امام حسینؓ میں درج ذیل قرار پاس کی گئی۔

مسلمان تمام انبیاء کرام اور ہر مذہب کے بانی و سربراہ کا احترام کرتے اور سب کو یہی پیغام دیتے ہیں۔ کیونکہ اسلام اپنے نام سے ہی ظاہر کر رہا ہے کہ یہ امن اور سلامتی کا دین ہے اور مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسروں کو سلامتی ملے اور کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

گذشتہ دنوں ''ڈنمارک، ناروے، فرانس اور جرمنی وغیرہ کے اخبارات میں اسلام کے بانی حضرت محمد ﷺ کے توہین آمیز خاکے چھاپے گئے ہیں جس پر پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے چنانچہ ساری دنیا میں اس غیر انسانی واقع پر ہر مذہب کا آدمی سراپا احتجاج ہے جن حالات میں یہ جسارت کی گئی لگتا ہے یہ کوئی سوچی سمجھی ناروا قسمکی بھونڈی حرکت ہے۔ لہٰذا آج کا یہ جلسہ اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ متعلقہ اخبارات کو ایک سال کیلئے بند کرا دے اور ان کی جگہ دوسرے نام سے اخبار نہیں نکلنی چاہیے۔

نیز آئندہ کے لئے اقوام متحدہ ایسا ضابطہ قانون بنائے کہ کسی مذہب یا اس کے سربراہ کے متعلق کسی قسم کا توہین آمیز مواد نہ چھاپا جائے جس سے دل آزاری ہو اور ایسا کرنے والے کے خلاف عبرت ناک سزا رکھی جائے۔

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا میں حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطاب

تاریخ:17-02-2006

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

حضور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے اخبارات سے دنیا میں پیدا ہونے والے حالات کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے مولانا قاری غلام رسول صاحب نے قرآن پاک کی متعدد آیات کی تلاوت کی جن میں بتلایا گیا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑانے اور اُن سے ٹھٹھا کرنے اور گستاخی کرنے والی قوموں کو دنیا میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ذلیل وخوار کر دیا گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی شان میں بے ادبی اور نافرمانی کرنے والوں کو قبر وحشر اور قیامت میں پکڑے گی مگر اپنے معزز اور مؤقر رسولوں کی ان میں گستاخی اور بے ادبی وہ ایک لمحہ برداشت نہیں کرتا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بے ادب اور آپ کی نافرمان قوم کو بندر بنا دیا۔ سورۃ بقرہ آیت 65۔ حضرت لوط علیہ السلام سے گستاخانہ رویہ اختیار کرنے والوں کو تہس نہس کرنے کیلئے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں فرشتے بھیجے ان ناہنجار اور اغلام بازوں کو پتہ چلا تو دوڑے آئے اور لوط علیہ السلام سے گستاخانہ بحث کرتے اور کہتے یہ لڑکے ہمارے سپرد کرو۔ پس ان فرشتوں نے عرض کی اے لوط علیہ السلام آپ فکر نہ کریں آج رات پچھلے پہر آپ اپنے ماننے والوں کو یہاں سے ہجرت کروا دیں اور

آپ ان کے بعد نکلیں۔ چنانچہ دن نکلا تو ایسی ہولناک آواز نے ان کو آلیا کہ جس کے ساتھ ہی ان پر پتھروں کی بارش شروع ہوگئی اور جبرائیل امین نے یہ خطہ زمین اٹھا کر آسمان تک بلند کیا اور الٹا کر کے نیچے پھینک دیا اور ان کا دنیا سے نام ونشان ختم ہو گیا۔ سورۃ الحجر آیت 72 ,74,73، اسی سورۃ الحجر میں قوم ثمود کی بستی تھی جو مدینہ پاک اور شام کے راستے میں واقع ہے ان کے لئے حضرت صالح علیہ السلام ہدایت کا پیغام لے کر آئے مگر انہوں نے الٹا انکی گستاخی کی غیرت الٰہی جوش میں آئی صبح تڑکے جب خوش وخرم اپنے بستروں سے اٹھ رہے تھے تو ایسا چنگاڑ آئی کہ سب کو عذاب الٰہی سے فنا کر گئی سورۃ ھجر آیت 80۔ حضرت لوط علیہ السلام کے شہر کے قریب ہی ایک دوسری بستی الایکۃ اس کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کا پیغام لائے مگر انہوں نے بھی پیغمبر خدا سے گستاخیاں کیں اور عذاب میں مبتلا ہو کر برباد ہو گئے سورۃ الحجر آیت 79۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن پاک میں اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں ایسے گستاخوں کا جگہ جگہ ذکر ہے اور ان کا انجام بد بھی۔ حضور نبی آخر الزماں ﷺ طائف میں تشریف لے گئے کہ انہیں پیغام ہدایت دیا جائے مگر انہوں نے آپ کو خاکم بدہن دیوانہ اور جادو کا اثر کہہ کر آپ کے ساتھ نہ صرف ٹھٹھا کیا بلکہ لڑکوں کو پیچھے لگا دیا جو آپ کو پتھر مارتے مارتے شہر سے باہر لے آئے انبیاء سابقین کے حالات کے مطابق آج بھی غیرت الٰہی جوش میں آئی اور جبرائیل امین کو فرمایا کہ جاؤ میرے نبی آخرالزماں سے پوچھا کہ آپ کی مرضی ہو تو آپ سے بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں کا خطہ اٹھا کر زمین پر الٹا پھینک دیا جائے تا کہ تیرے بے ادب ہمیشہ کیلئے غرق ہو کر رہ جائیں (یہ پیغمبر اسلام کی اپنی ایک الگ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مرضی کو اہمیت عطا فرما رہا ہے کیونکہ آپ کو رحمۃ العالمین کا تاج پہنا کے بھیجا ہے۔

مرحوم حفیظ جالندھری کا اقتباس شاہ نام اسلام ہے۔

حضور نے جبرائیل امین سے فرمایا،

رسول اللہ سن کر مسکرائے اور فرمایا۔ کہ میں اس دہر میں قہر وغضب بن کر نہیں آیا

الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

''اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرمادے کیونکہ یہ ابھی حقیقت کو جان نہیں سکے''

یہ بستی تو حضور اکرم ﷺ کی رحمت سے بچ گئی ورنہ محبوب کی بے ادبی پر غیرت الٰہی جوش میں آہی گئی تھی۔ آج ایک گستاخ کی وجہ سے جو پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے ہیں یہ ایک فطری عمل ہے اور سنت الہیہ ہے کہ پوری کائنات کے ہر مسلمان کی غیرت اسلامی جوش میں آ گئی ہے اور مسلمانوں نے ایک دفعہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابھی اسلام باقی ہے۔

انڈونیشیا والوں نے کہا کہ ہمارا ملک بہت بڑا ہے ہم کثیر تعداد میں یہاں ہیں مگر ہمارا فخر ہمارے نبی ﷺ کی محبت سے ہے۔ پاک و ہند والوں نے کہا کہ ہم عجمی سہی مگر ہماری عزت ہماری آبرو دنیا و آخرت میں نبی آخر الزماں کے نام سے ہے۔ افریقہ، امریکہ اور یورپ میں بسنے والے مسلمانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ ہماری زندگی کا فرض اولین ہے۔ ٹورانٹو میں گستاخی رسول کرنے والے اخبارات کے خلاف نکلنے والے پرامن جلوس میں ہر مکتب فکر اور ہر مذہب کے ماننے والوں نے شرکت کر کے دنیا کی بڑی طاقتوں کو بتلا دیا ہے کہ یہ بدخاھوں کی لگائی آگ اسی وقت ٹھنڈی ہو سکتی ہے جب اس گستاخانہ سلسلے کے مرکزی کردار کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

(نوٹ) اسی صفحہ پر آگے چل کر وہ قرارداد ہے جو دارالقرآن کے جمعہ 10 فروری اور دارالقرآن میں جلسہ شہادت امام حسین 12 فروری کو کسی بھی سرکاری یا عوامی ردعمل سے پہلے پاس کی گئی۔

قرآن کریم سے ہر قسم کی رہنمائی اور ہدایت ملتی ہے

تاریخ: 24-02-2006

ہر مسلمان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی، گستاخی اور ہنسی مذاق کرنے والے کے خلاف قلبی، لسانی، قلمی اور جسمانی ہر طرح احتجاج کرنیکا پورا پورا حق پہنچتا ہے اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ دنیا میں فتنہ پرداز لوگوں کو ان کی غلط روش اور فتنہ وفساد پھیلانے سے روکنے والے مخلص ہوتے ہیں وہ اس طریقہ کار پر بالکل یقین نہیں رکھتے کہ ملکی یا غیر ملکی املاک کو نقصان پہنچایا جائے یا توڑ پھوڑ کی جائے۔ ایسے عنصر پر ذمہ دار حضرات کی کڑی نظر ہونی چاہیے۔ وہ سُنامی کا زلزلہ ہو، یا امریکہ میں سمندری طوفان، وہ پاکستان اور آزاد کشمیر کا قیامت خیز زلزلہ ہو یا سامرہ میں امام حسین حسن عسکریؓ کے روضہ پاک پر بمباری یا پھر پاکستان سے منسوب مسلم خاتون کی عریاں تصویر کا اخبارات میں چھپنا۔

اس میں آسمانی آفتیں بھی ہوسکتی ہیں اور کچھ شر انگیز اور فتنہ پرداز انسانیت دشمن لوگ جن کا کام ہی بدامنی پھیلانا ہوتا ہے ان کی طرف سے بھی دنیا میں لڑائی اور جنگ وجدل، دنگے فساد پھیلائے جاتے ہیں۔ بہر حال ان حالات کے موقعہ پر اللہ کی کتاب قرآن پاک انسانوں کی ہر طرح ہدایت ورہنمائی فرماتی ہے۔ ڈنمارک کے ایک آدمی نے مسلمانوں کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب کر کے ساری دنیا میں ایک آگ بھڑکا دی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تخریبی کارروائی سے نہ صرف مسلمان بلکہ ہر مذہب کے انسان کو قلبی دکھ ہوا اور دنیا بے چین ہو کر سراپا احتجاج بن گئی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو سامنے رکھ کر پوری دنیا کے انسانوں کو پیغام دیا۔

قرآنی ترجمہ ''اور جب کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کو کچھ نہیں سمجھتے سوائے اس کے کہ آپ کو ٹھٹھا اور مذاق ہی کرتے ہیں''۔ (سورۃ انبیاء آیت 36)

ابو جہل کا یہ معمول تھا کہ جب بھی آپ کو دیکھتا ہنستا اور کہتا کہ دیکھو یہ نبی ہیں؟ یہ تو بنی عبد مناف کے نبی ہیں۔ اس طرح حضور کو رنجیدہ خاطر کرتے۔ پھر ایک جگہ قرآن کریم میں ذکر آیا۔

قرآنی ترجمہ ''اور بے شک آپ سے اگلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا تو ٹھٹھا کرنے والوں کا ٹھٹھا ہی انہی کو لے بیٹھا''۔ آیت 41 سورۃ انبیاء۔

کہ یہ لوگ اپنی اس بد اعمالی اور اللہ کے رسولوں سے ٹھٹھا مذاق کرنے کے بدلے عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ سے اس طرح کے توہین آمیز مذاق کرنے والوں کا بھی یہی حال ہو گا۔

حج کے موقعہ پر کفار قریش نے بارہ آدمیوں کو تیار کر رکھا تھا جو مکہ شریف کے اردگرد جس راستے سے بھی لوگ آتے وہاں وہاں بیٹھ جاتے اور آنے جانے والوں کو حضور ﷺ کے خلاف بھڑکاتے اور متنفر کرتے۔ علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ ان بارہ لوگوں نے ایکا یک بات طے کر رکھی تھی کہ میں آنے والوں کو کہوں گا کہ محمد ﷺ کو نہ ملنا وہ تو جادوگر ہے ایک کہتا کہ وہ معاذ اللہ کذاب ہیں، کوئی کہتا وہ مجنوں ہیں، کوئی کہتا وہ کاہن ہیں، کوئی کہتا وہ تو بس شاعر ہیں یہ کچھ سن کر جب یہ لوگ خانہ کعبہ کے دروازہ پر آتے تو وہاں پروگرام کے مطابق ولید بن مغیرہ بیٹھا ہوتا جب یہ نو وارد نبی ﷺ کا حال سنتے اور کہتے کہ مکہ مکرمہ میں آتے ہوئے ہم نے تو ان کی بابت یہ سنا ہے۔ ولید بن مغیرہ بزرگوں کی طرح مکاری کے ساتھ۔ سر ہلا دیتا اور کہتا ہاں تم نے ٹھیک سنا ہے۔

اسی طرح تفسیر خازن نے کچھ اور وضاحت کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام الانبیاء علیہ السلام کو کتنا ستایا گیا اور مذاق کیا جاتا۔ کفار قریش کے پانچ سردار عاص بن وائل ہمی اسود بن مطلب، اسود بن عبد لغیوث، حارث بن قیس اور ان سب کا سرغنہ ولید بن

مغیرہ مخزومی۔ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ سے بہت تمسخر کرتے اور ستاتے۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ حرم شریف میں تشریف فرما تھے یہ پانچوں آئے اور طعن و تمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے اسی حال میں جبرائیل امین آئے اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کف پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبدلغیوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ میں ان کی شرارتوں کو ختم کروں گا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ ذلت کی موت مر گئے۔ ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دکان کے پاس سے گزرا کہ تیز کا ایک چھلکا سا اس کی پنڈلی میں لگ گیا غرور کی وجہ سے اس نے اپنا سر نیچے کر کے پنڈلی کو دیکھ کر یہ تیر کا ٹکڑا نکالنا گوارا نہ کیا۔ اسی زخم نے اس کی جان لے لی۔ عاص ابن وائل کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا جو اسے نظر نہ آیا اور اندر ہی اندر زخم بن کر اس کی موت کا سبب بنا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار سے ٹکریں لگاتا تھا اور اسی طرح ختم ہو گیا۔ اور یہ کہتا مرا کہ مجھے محمد ﷺ نے قتل کیا۔ اور اسود بن عبدلغیوث کو استسقاء کی بیماری ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ لو لگ گئی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور گھر سے نکال دیا اور یہی کہتا ہوا مر گیا کہ مجھے محمد ﷺ نے قتل کیا معاذ اللہ اور حارث بن قیس جس کے سر کی طرف جبرائیل امین نے اشارہ کیا تھا اس کے ناک سے پیپ اور خون جاری ہو گیا اور ختم ہو گیا۔ یہ واقعہ درج ذیل آیات کا شان نزول ہے جب کہ ان نافرمان لوگوں کی طرف سے حضور کو زیادہ ہی طعن و تشنیع کی جاتی تھی۔ ارشاد ربانی ہے۔

”بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم آپ کیلئے کافی ہیں“۔

سورۃ حجر آیت 95

ایسے گستاخوں کا قلعہ قمع کیا اور اپنے محبوب کو تسلی دی اور فرمایا۔

''اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ دل تنگ ہوتے ہیں۔ پس آپ اپنے رب کی تسبیح و تہلیل کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں میں ہوں۔ اور آخر دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو''۔

آیت نمبر 99,98,97 سورۃ ھجر۔

اسلامی تعلیمات کا یہ پہلو کہ شر پسندوں، حاسدوں، اور ٹھٹھا کرنے والے انبیاء کے گستاخوں سے درگزر کیا جائے خود اپنے کیئے میں ختم ہو جائیں گے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

''اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں اپنے غلاموں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو''۔

سورۃ ھجر 18

سبحان اللہ۔ آگے فرمایا۔

''اے محبوب آپ کے رب کی قسم ہم ضرور ان سب گستاخوں سے پوچھیں گے''۔

سورۃ ھجر 92

اللہ تعالیٰ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

دارالقرآن

☆ ☆ ☆

''فتنہ''قتل سے بھی زیادہ سخت اور خطرناک ہے

تاریخ:28-02-2006

کتنی بھی آزاد فیشن، آزادی پرست اور ایڈوانس کیوں نہ ہو مگر ایک پاکستانی اور پھر مسلمان نوجوان لڑکی اپنی آزادی کا اسطرح مظاہرہ نہیں کرسکتی جس طرح کہ اخبار پاکستان کے صفحہ اول پر یہ کہہ کر''کہ ٹورانٹو کی اخبار سن نے ایک پاکستانی مسلمان لڑکی کی تصویر چھاپ دی ہے''ایک نوجوان لڑکی کو اُسکی نیم عریاں تصویر اخبار میں چھاپ کر منظر عام پر لایا گیا ہے۔

گذارش ہے کہ اول تو یہ تصویر نیم عریاں نہیں بلکہ مکمل عریاں ہے جس کا ذکر آگے چل کر آجائے گا۔

دوسرے یہ کہ یہ اندازہ اگر غلط نہ ہو تو ایک دو فیصد بھی پاکستانی حضرات اخبار سن دیکھتے یا پڑھتے ہوں گے۔اس صورت میں کسی کو پتہ بھی نہ ہوگا کہ یہ تصویر چھپی ہے یا نہیں۔

تیسرے یہ کہ اس بات پر یقین کیونکر کیا جائے کہ یہ تصویر پاکستانی لڑکی کی ہے؟ اس پر مزید یہ کہ وہ ہے بھی مسلمان؟ لہٰذا بہتر یہ ہوگا کہ اس تصویر کو مسئلہ نہ بنایا جائے ایسی تصاویر تو اب روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔

ویسے سن اخبار نے تو اس تصویر کے مخصوص حصوں پر کاغذ چسکا کر اس کو نیم عریاں بنادیا ہے لیکن اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ سن میں چھپنے سے تو چند لوگوں نے دیکھا ہوگا اور اب جب ایک اردو اور ساتھ ساتھ پاکستانی اور وہ بھی ایک مقبول اور پسندیدہ اخبار میں چھپ جانے کے بعد تو 75 فیصد پاکستانی حضرات نے پڑھا اور دیکھا ہوگا اور سب کے سر شرم سے جھک گئے ہوں گے کہ یہ طریقہ، معاشرہ، اور کلچر تو صرف اور صرف مغربی ہے۔جہاں معاشرہ تو معاشرہ مذہب بھی اس انداز کو معیوب

نہیں سمجھا جاتا۔ اسی ضمن میں یاد آ گیا کہ ایک دفعہ راقم نیویارک جا رہا تھا بفلو کے بس اسٹینڈ سے دوسری بس کے انتظار میں تھے کہ ایک صاحب اٹھے اور بس میں چلے گئے اور میں اس کرسی پر آ گیا۔ بیٹھنے لگا تو اس کرسی پر ایک رسالہ پڑا تھا میں نے اٹھا لیا اور کچھ وقفے کے بعد اس کو غور سے دیکھا تو وہ ایک نمبر تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پاک کا کیونکہ یہ کرسمس کے دن تھے اتنی زوردار تو اپنی انگلش نہیں مگر سرخیوں اور تصویروں سے اندازہ لگا کہ پڑھا آسان تھا۔ پہلے صفحے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑی تصویر اور اندر حالات اور مضامین کے مطابق تصویریں تھیں حیرانگی پھر ہوئی کہ پہلے تو وہ صاحب اس کو پڑھ رہے تھے۔ اس کو نیچے لے کر اوپر خود بیٹھ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویروں کے علاوہ جا بجا تورات و انجیل کے حوالے سے عبارتیں تھیں، اس شخص نے یہ رسالہ زمین پر اس لئے نہ پھینکا ہوگا کہ یہاں صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے زمین پر اس رسالے کو پھینکنے سے زمین پر کوڑا کرکٹ جمع ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نبی اور آسمان کتاب کی بے ادبی توہین بے شک ہوتی رہے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ادھر مسلمان کتنا ہی گنہگار ہو، بے سلیقہ ہو جاہل و اجڈ کیوں نہ ہو وہ کسی بھی آسمانی کتاب اور کسی بھی نبی کسی ولی اور نیک شخص کی بے ادبی گوارہ نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ کاغذ پر لکھے ہوئے قرآنی حروف کی طرف پیٹھ نہیں کرتا۔ اپنے سے نیچے قرآن نہیں رکھے گا قرآن پاک کو کرسی پر نہیں رکھے گا یہاں تک کہ جس لکڑی یا رحیل پر قرآن پاک رکھ کر پڑھا جاتا ہے اس کا بھی اتنا ہی ادب کیا جاتا ہے جتنا قرآن کا۔

بہر حال یہاں کوئی کسی پر طعن و تشنیع نہیں، اپنا اپنا کلچر اور طریقہ زندگی ہے۔ لیکن ہم اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کرتے کہ آخر مغرب میں جو دین ہے وہ بھی تو ایک پیغمبر خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لایا ہوا ہے۔ یہاں بھی کبھی با پردہ لباس تھے عریانی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا کیونکہ اللہ کے نبی نے آخر پاکیزہ تعلیمات ہی دینی ہوتی ہیں ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ کل تک برقعہ تھا آج دوپٹہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ کل تک

خواتین کا گھر سے نکلنا معیوب تھا آج پاکستان سے کھیلوں کے لئے ٹیمیں صرف مردوں کی نہیں بلکہ عورتوں یعنی نوجوان لڑکیوں کی بن بن کر نکل رہی ہیں انہیں دنوں ایک اخبار میں پاکستانی کھیلوں کے بورڈ کے چیئر مین صاحب لڑکیوں کی کرکٹ دیکھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ انشاء اللہ العزیز آئندہ ہماری لڑکیاں بہت اچھی کھلاڑی ثابت ہوں گی۔ پھر مغرب میں پردے کا دور کئی صدیوں پہلے ختم ہو گیا ہے اور آج یہاں نیم عریاں یا عریاں کوئی تصور باقی نہیں رہ گیا۔

پیچوں، اشتہاروں، جنسی رسالوں اور روزمرہ کی زندگی میں برہنہ پن اتنا ہو گیا ہے کہ الاماں باقی کسر ٹی وی اور انٹرنیٹ نے نکال دی ہے۔ ان کے قدم بہ قدم چلنے پر فخر محسوس کرنے والے اسلامی ملکوں میں ایسی ہزاروں تصاویر چھپتی اور بنتی ہیں۔

اگر چہ اسلامی معاشرہ ایسی تصاویر بنوانا، چھپوانا اور کسی بھی قسم کی عریانی ہو یا نیم عریانی اجازت نہیں دیتا، جس کو ہر شخص مسلم ہو یا غیر مسلم خود اچھی طرح سمجھتا ہے اسلام میں تو مرد کے لئے اس کے گھٹنوں کے ناف تک پردہ کرنا فرض ہے چہ جائے کہ عورت۔ عورت کیلئے تو صرف ہاتھ اور بہ وقت ضرورت شرعی منہ سے حجاب اٹھانا جائز ہے۔ اور امن بھی اسی میں ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔

اب چند گرہ کپڑا لے کر کہنا کہ یہ نیم عریانی ہے۔ یہ نیم عریانی کیسے ہوئی اتنا تو خالق کائنات نے ہر قسم کے پرندے اور جانور کو اپنی قدرت کاملہ سے کسی کو پر اور کسی کو دم دے رکھی ہے کہ اس سے اپنی شرم گاہوں کو ڈھانپے رکھو۔ رہا انسان یہ تو اللہ کی اشرف المخلوقات کہلاتی ہے یعنی ساری مخلوقات سے بہتر سلیقہ ور، اخلاق حسنہ کی مالک ہے۔ یہ اگر جسم کا تھوڑا سا حصہ ڈھک کر باہر نکل آئے اور کہیں کہ یہ نیم عریانی ہے نہیں نہیں یہ تو مکمل عریانی ہے پوری پوری برہنگی ہے۔ کیونکہ اتنا سا پردہ تو حیوانوں اور پرندوں، درندوں میں بھی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہو گا ایک اعلیٰ مخلوق اپنے آپ کو ادنیٰ مخلوق حیوانوں، جانوروں اور درندوں میں ملا رہی ہے۔ رہا یہ کہ تصویر پاکستانی

مسلمان لڑکی کی ہے؟ جو کہ مبہم ہے نہ تو اس کے ماتھے پر لکھا ہے کہ کون ہے اور نہ ہی کپڑوں پر جو تن بدن پر کہیں بھی نہیں۔ اور ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ نبی رحمت کی امت ہوتے ہوئے کوئی بہن کوئی بچی کوئی ماں اس برہنگی کا مظاہرہ نہیں کرسکتی۔

اخبار سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ تھی عریاں ہی ہم نے پردہ دے کر نیم عریاں کردیا اور اس نیت سے کہ اگر خوانخواستہ واقعی یہاں کے معاشرے کے دیکھا دیکھی ایسا غلط قدم اٹھ گیا ہے تو سمجھ جائیں یا پھر روزمرہ زندگی کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اپنے بچوں پر ہر وقت نگاہ رکھیں۔

یا پھر یہ بھی مسلمانوں میں مذہبی غیرت پیدا کرنے کیلئے ڈنمارک کے فتنے کی طرح ایک فتنہ ہے۔ جس نے ساری دنیا میں آگ بھڑکا دی ہے۔

قرآن وسنت سے یہی ہدایت ملتی ہے کہ ایسے فتنوں کے موقعہ پر اولاً صبر و استقامت اور ادائیگی نماز اور ذکر خداوندی۔ دوسرے ان کی روک تھام کے لئے سوچ سمجھ کر قدم اٹھایا جائے۔

یوم آزادی پاکستان 14 اگست 2006ء

دارالقرآن کینیڈا میں 59 ویں یوم آزادی پاکستان کی تقریب سعید پوری شان و شوکت اور جوش و جذبے سے منائی گئی۔ نماز ظہر کے بعد ہی سے بذریعہ گیسٹ درس قرآن جاری رہا اور پھر 4:30 بجے قرآن خوانی شروع ہوگئی۔ پروگرام کی نگرانی دارالقرآن کینیڈا اور کینیڈا میں عالمی میلاد النبی ﷺ اور عرس غوث اعظم کے بانی زینت القراء مولانا قاری غلام رسول صاحب کر رہے تھے۔ جبکہ آج کے جلسے کی صدارت جناب عزت مآب چوہدری دل محمد صاحب کر رہے تھے۔ جملہ حاضرین میں تحائف تقسیم کرنے کے انتظامات جناب سید ذکاء الدین صاحب کے ہاتھ میں تھے اور باربی کیو کی تیاری میں قاری محمد مبشر صدر دارالقرآن کینیڈا کی ٹیم محمد شاہد رسول، محمد انیس، محمد عارف اور دوسرے ساتھی پوری توجہ سے مصروف کار تھے۔

ٹھیک سوا چھ بجے اذان عصر محمد زین نے دی اور فرضوں کی جماعت جناب قاری غلام رسول صاحب نے کرائی۔ دارالقرآن کے اوپر کے دونوں حصے حضرات اور خواتین کا کمرہ خواتین سے بھرپور تھے۔ جلسے کا آغاز قاری محمد مبشر صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ ایک بچے نے نہایت خوبصورت آواز میں نعت رسول مقبول پڑھی۔ مولانا قاری غلام رسول صاحب نے تقاریر کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے حرف آغاز کے طور پر فرمایا کہ دارالقرآن کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ ٹورانٹو میں اس ایک مسجد میں آزادی پاکستان کی یاد دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ آج ہم ان شہدائے پاکستان، غازیان پاکستان ان لٹے پٹے قافلوں کو جو اپنی عربوں کھربوں کی جائیداد، باغ و بہار، کھیتوں میں چلتے ہوئے ہل، اپنے کارکانے، فیکٹریاں چھوڑ کر اپنے گھروں کو جلتا دیکھ کر، مسلمان خواتین کی عصمت دری کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اور پھر اپنے پیاروں کی لاشوں کے اوپر سے گذر

کر پاکستان میں قدم رکھتے ہی سجدہ شکر ادا کرنے کو سلام کرتے ہیں۔ قاری صاحب نے کہا کہ آج ہر پاکستانی جو دنیا میں جہاں بھی ہے اُن لوگوں کا قیامت تک شکریہ ادا کرتا رہے اور شہدائے پاکستان کے لئے قرآن پڑھ پڑھ کر ان کی روحوں کو بھیجتا رہے پھر بھی ہم ان کی قربانیوں کا حق ادا نہیں کر سکتے جو انہوں نے آزادی پاکستان کے لئے دیں۔ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ تو اپنے گھروں کو جلتا چھوڑ کر اور اپنے عزیزوں کی لاشوں کو تڑپتا چھوڑ کر آئے اور ہم اُن کی یاد آج ناچ اور گانے سے منائیں۔ ہم نے اپنی اولادوں کو ناچے اور ہیجڑے نہیں بنانا۔ بہادر بنانا ہے، دنیا کے جدید علوم وفنون کا ماہر بنانا ہے، ماہر تاجر بنانا ہے، بنجر زمین جو پاکستان میں پڑی ہیں ان کو آباد کرنے کیلئے تجربہ کار زمیندار بنانا ہے۔ صنعت کار بنانا ہے وغیرہ۔

اس کے بعد محمد حسن رسول نے پاکستان کے دریاؤں کی معلومات پر بہترین تقریر کی اور کہا کہ اگر ہم ان دریاؤں کے پانیوں سے صحیح طریقے پر فائدہ اٹھائیں تو پاکستان دنیا کا امیر ترین زرعی ملک بن سکتا ہے۔

پھر ایک بچی فائزہ نے پاکستان کی سیر پر خوبصورت تقریر کی جس کو حاضرین نے بے حد پسند کیا۔ پھر پاکستان صدر بار لاہور چھاؤنی سے تشریف لائے ہوئے جناب ایم اے شیدا صاحب نے جو تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے ایک پڑھے لکھے اور محرک کارکن تھے پاکستان کے اچھے ماہر وکیل ہیں نے تقریر کی انہوں نے تاریخ کی روشنی میں پاکستان کیوں بنانے کی ضرورت ہوئی اور پھر کیوں ٹوٹا اور اب اس کی حفاظت وترقی کیونکر ہوسکتی ہے وضاحت کی۔ ان کے بعد نوید دو سال اور مہین تین سال نے مل کر پاکستان ریڈیو پر پڑھا جانے والا درود شریف پڑھ کر پاکستان کی یاد تازہ کر دی اور ان کے بعد راجہ اشرف صاحب نے خوب نعت پڑھی ان کے بعد جناب سید ذکاء الدین صاحب نے تمام حاضرین کو اچھے اچھے پہناوے دیئے۔ اس کے ساتھ ہی صدر گرامی جناب چوہدری دل محمد صاحب نے اپنی تقریر میں دار القرآن

سے تعاون کی اپیل کی اور مسلمانون میں اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔ اب یہ سماں دیکھنے والا تھا جب آپ نے نعروں ...... رسالت اللہ اکبر اور پاکستان زندہ باد کے ساتھ پرچم کشائی کی اور یہ تقریب درود وسلام پر اختتام پذیر ہوئی۔ قاری غلام رسول صاحب نے جامع دعا کی۔

ریڈیو صدا بہار کے راجہ اشرف صاحب ریڈیو سن شائن کے متانت صاحب اور اخبار پاکستان کے بدر منیر چوہدری، سنڈے ٹائم کے عدنان ہاشمی صاحب خبر نامہ کے جناب رانا سہیل نے بطور خاص شرکت کی۔ دولت خان صاحب معہ فیملی، عارف صاحب معہ فیملی، ندیم صاحب معہ فیملی، مختار خان صاحب، احسن صاحب، طاہر صاحب، اشفاق صاحب، محمد مبشر صاحب اور سلیم شیخ صاحب اور متعدد فیملیز نے شرکت کی اور جناب اقبال الٰہی صاحب نے کئی کئی سیڈیز جو قرآن پاک کی تلاوت پر مشتمل تھیں تمام حاضرین و حاضرات کو بطور گفٹ تقسیم کیں اور دارالقرآن کینیڈا کے ساتھ مستقل اپنا تعاون جاری رکھنے کا اعادہ کیا۔ نماز مغرب کے بعد دوبارہ باربی کیو میں حضرات نے شرکت کی۔

دار القرآن کینیڈا دین اسلام کا پیغام ہر انسان تک پہنچانے کیلئے شب و روز سرگرم عمل ہے

آپ کے تعاون کی مزید ضرورت ہے

(1) خواتین و حضرات کے پنجگانہ نماز اور نماز جمعہ کے الگ الگ صاف ستھرے ہال کمرے (2) وضو کا انتظام (3) ہر کمرے میں وقت دیکھنے کیلئے گھڑیاں (4) میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے کولر کا انتظام (5) نئے قالین (6) لاؤڈ سپیکر (7) تعلیم قرآن کے لئے کلاسوں کا اجراء (8) نعت خوانی (9) تجوید کے ساتھ قرآن خوانی (10) ملکی اور قومی پروگراموں کے موقعوں پر بچوں کے لئے کھیلوں، تحریری اور تقریری انعامی مقابلے (11) اولیائے کرام کی تعلیمات کے فروغ کیلئے روحانی اجتماعات اور تربیت مراقبہ پر مشتمل ہیں۔ جبکہ مرحومین کے ایصال ثواب کیلئے ختم قل شریف، ختم چہلم شریف، برسی، عرس مبارک، نماز عیدین کے اجتماعات کا اہتمام، رمضان المبارک کی جملہ تقریبات، اجتماعی افطاری، درس قرآن و حدیث، یوم پاکستان، ایام خلفاء راشدین، میلاد پاک، گیارھویں شریف، ورد آیت کریمہ، محرم شریف حتیٰ کہ تمام دینی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

حضرات ہم دار القرآن کینیڈا کے پس منظر میں دیکھیں تو 1988ء تک یہاں نہ کوئی فن تجوید و قرأت سے آشنا تھا، نہ میلاد پاک مصطفیٰ کی برکات سے، نہ عرسہائے بزرگان دین کی اشاعت دین کے سلسلے میں اہمیت سے واقف، آج ہم شکر گزار ہیں

اس مردِ مجاہد حق گو حق آگاہ سفیرِ قرآن زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول کے کہ جنہوں نے 1988ء میں پہلے شکاگو (امریکہ) میں ویڈیو میں مکمل قرآن ریکارڈ کرایا اور پھر کینیڈا میں قدم رکھتے ہی اپنے ساتھی بیٹے قاری محمد مبشر کی معاونت اور مسلمانوں کی خواہش پر ریڈیو اور ٹی وی پر صبح قرآن خوانی، میلاد پاک اور عرس ہائے بزرگان دین سے اہلِ ٹورانٹو کو خصوصاً اور اہلیان کینیڈا کو عموماً متعارف کرایا اور دین کی سیدھی سمت دکھائی۔ چنانچہ آج صبح قرآن خوانی، نعت خوانی اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دورہ ہے۔ الحمد للہ۔ ہم تمام دوستوں اور ساتھیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ دار القرآن کینیڈا کی قرآنی اور فروغِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کاوشوں میں شریک عمل ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔ آپ کی توجہ کے شکر گزار۔ غلام عباس علی ورک، محمد عطا اللہ، حاجی رفاقت حسین خورشید، میاں محمد مزمل رسول، محمد شاہد۔

☆ ☆ ☆

"دعا"

دعا ہی عبادت ہے۔ بلکہ عبادت کا مغز ہے (حدیث)

پروردگار عالم نے اس کائنات ہست و بود کے بڑھنے، پھلنے، پھولنے اور اسے جاری وساری رہنے کیلئے انسانوں کو اس مقصد کے لئے اسباب و ذرائع بھی عطائے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے اس دنیا کا دارالاسباب کہا جاتا ہے۔ یا پھر ضرورت پڑھنے پر انسان کو اللہ کی طرف سے دی گئی عقل و شعور کے ذریعے انسان آئے دن مفید و مضر حیرت انگیز قسم کے اسباب و ذرائع ایجاد کرتا رہتا ہے۔

ان دنیاوی اسباب وذرائع کی مدد سے آج انسان زندگی کی سہولیات اور خوشحالی کے لئے اس قدر ترقی اور عروج کی طرف گامزن ہے کہ کہیں خدائی کا دعویٰ ہی نہ کر بیٹھے۔

اس کے باوجود کہ انسان کو کتنے اختیارات ہیں تاہم دینی اور دنیاوی امور میں کامیابی وکامرانی کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کبر و غرور میں بے مہار نہیں چھوڑا اور فرمایا ترجمہ قرآن! اور اسے ہی کیلئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ سورۃ المائدہ آیت 17۔ اور فرمایا ترجمہ قرآن! وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہی ہے بخشنے والا اپنے نیک بندوں پر پیارا، عزت والے عرش کا مالک۔ ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا ہے۔ سورۃ بروج آیت 16,15,14,13 معلوم ہوا کہ پھر تو اس کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی پہلی آسمانی کتابوں اور قرآن کریم میں اپنی بارگاہ عالیہ سے مانگنے اور دعا کرنے کے طریقے، اوقات اور الفاظ تک کی بار بار ہدایت کی ہے اور تمام انبیاء کرام بہ وقت ضرورت اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے اور پھر امام

الانبیاء نبی ءِ آخر الزماں حضور سرور کائنات جو وجہ کائنات ہیں، جن کے اشارۂ ابرو پر کائنات مامور ہے نے تعلیم امت کے لئے خود بھی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں اور انسانوں کو ہر ممکنہ امور میں اللہ رب العزت سے دعا کرنے کی تعلیمات سے نوازا۔

"دعا"

ہر مسلمان جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے کوئی عام مسجد ہو، گھر ہو، بیت المقدس میں ہو، حرمین الشریفین میں ہو، صحابی ہو، یا غوث، قطب اور ولی اللہ شروع میں ہی اللہ جل جلالہ سے دعا کرتا ہے۔ ترجمہ قرآن ! ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بھٹکے ہوؤں کا۔ سورۂ فاتحہ آیت 5 تا آخر۔ تو جب نماز میں اللہ بندوں سے دعا منگوا رہا ہے تو پھر نماز کے باہر جہاں چاہیں جتنی چاہیں دعائیں مانگ سکتے ہیں۔

آدم علیہ السلام کی دعا:۔

تفسیر خازن کے حوالے سے آدم علیہ السلام نے زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا۔ طبرانی، حاکم، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکر توبہ میں حیران تھے اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقت پیدائش میں نے سر اٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سمجھا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا ہے لہٰذا آپ نے اپنی دعا ترجمہ قرآن ! دونوں میں عرض کی۔ اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔ سورۂ اعراف آیت 23 کے ساتھ یہ عرض کیا اسئلك بحق محمد ان تغفرلی کہ میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے اور ابن منذر کی روایت میں یہ کلمے ہیں (اللھم

ان اسئلك بجاه محمد عبدك و كرامة عليك ان تغفرلي خطيئته) یعنی یا رب میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔ یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ مقبولان بارگاہ کے وسیلے سے دعا بحق فلاں اور بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ فتلقی آدم الی آخرہ، قرآن سورۂ بقرہ آیت 37 ترجمہ پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ یعنی وہ کلمات جو اوپر مذکور ہوئے جن میں حضور خاتم الانبیاء کا وسیلہ دیا گیا ہے تفسیر کنز الایمان تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی اور تفسیر ضیاء القرآن میں علامہ پیر کرم شاہ الازہری نے بھی یہی لکھا ہے کہ جو کلمات اس کی طرف سے آدم علیہ السلام نے سیکھے اور ان کے ساتھ دعا قبول ہوئی وہ یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے الفاظ تھے بلکہ صاحب تفسیر ضیاء القرآن نے اس سلسلے میں میں یوں لکھا ہے کہ سالہا سال اسی طرح بیت گئے مگر آدم علیہ السلام کو مغفرت کی خوشخبری نہ ملی۔ آخر ایک روز ایسے کلمات زبان سے نکلے کہ رحمت خداوندی کو ترس آگیا اور چشم کرم مائل بہ کرم ہوگئی۔ تو وہ کون سے کلمات تھے۔ اس کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی تفسیر فتح العزیز کی عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ ہر خوش نصیب کی طمانیت قلب کا باعث ہو۔ چنانچہ تفسیر کنز الایمان کے حوالے اور تفسیر روح البیان کے حوالے سے جو بیان ہوا، بالکل اسی طرح من وعن تفسیر فتح العزیز کی عبارت نقل کردی گئی ہے۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے عرض کیا مولا! میں تجھ سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے جانا تو نے۔ انہوں نے تمام ماجرا عرض کیا حکم ہوا کہ اے آدم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے پچھلے پیغمبر ہیں تیری اولاد میں سے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تجھ کو نہ پیدا کرتا۔ صفحہ 116 جلد 1 تفسیر عزیزی ترجمہ اردو مطبوعہ علمی پریس دہلی 1932ء۔

یہ مضمون انشاءاللہ سلسلہ وار جاری رہے گا۔

اس ملک میں مسلمانوں کے اپنے سلاٹر ہاؤس ہونے مسلمانوں کی ضرورت بھی ہے اور مسلمان کمیونٹی کا ایک امتیاز بھی

یہ بات مولانا قاری غلام رسول صاحب نے مشرف صاحب کے نئے سلاٹر ہاؤس کے عید کے روز افتتاح کے موقعہ پر کہی اور اس کی کامیابی کیلئے دعا بھی کی۔ ٹورانٹو کے نارتھ می بیری کے قریب ایلٹیا میں حلال میٹ کے لئے اور خاص طور پر مسلمانوں کیلئے قربانی کے موقع پر پسند کے جانور خرید کر اپنے ہاتھ سے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے انتظامات کرنا جہاں ایک کاروبار ہے وہاں مسلمان کمیونٹی کی بہت بڑی خدمت بھی ہے۔ آج یہاں لوگوں کی سہولت کیلئے نماز عید کے ادا کرنے کا بھی انتظام تھا۔ جو ایک ٹینٹ میں ادا کی گئی حافظ محمود وقار صاحب نے نماز پڑھائی یہاں ایک عجیب سماں تھا ہر طرف مسلمان جانور خریدنے والے، بیچنے والے، ذبح کرنے والے، گوشت بنانے والے، مسلمان ہی مسلمان تھے۔ لگتا ہی نہیں تھا کہ ہم کسی غیر مسلم ملک میں ہیں۔

نیز آج طے شدہ پروگرام کے مطابق دارالقرآن کینیڈا کے زیر اہتمام مسلمانوں کی سہولت کے پیش نظر دو جگہوں پر نماز عید الاضحیٰ ادا کی گئی۔ دارالقرآن کینیڈا نائنتھ لائن 6150 پر پہلی جماعت 9 بجے ہوئی جس کی امامت مولانا محمد اقبال قادری صاحب نے کی اور دوسری جماعت 10 بجے تھی جس کی امامت مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے کی ان دونوں جماعتوں میں علاقے کے کثیر تعداد میں نمازیوں نے شرکت کی۔

دوسری نماز عید جو دارالقرآن کینیڈا کے زیر اہتمام عظیم الشان اجتماع تھا وہ ریڈ

روز کنونشن سنٹر 1233 ڈیری روڈ پر تھا جس کی امامت اور خطاب سفیر قرآن حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے کیا۔ یہاں چوہدری دل محمد صاحب چیئرمین ایکٹو کیئر فاؤنڈیشن، بشیر احمد خاں صاحب ویژن ٹی وی پاکستان، سید ذکاء الدین صاحب، حاجی مقبول احمد صاحب اور کثیر تعداد میں کمیونٹی کی شخصیات اور دور ونزدیک سے ہزاروں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ قاری صاحب نے اپنے بیان میں کہا کہ اصلاح معاشرہ کے لئے اور دین حقہ کی کامیابی کیلئے ہر قسم کی آزمائش کا مقابلہ دلجمعی اور ثابت قدمی سے کرنے کیلئے اسوۂ خلیل سے پوری پوری رہنمائی ملتی ہے۔

آپ نے کہا سیرت خلیل علیہ السلام سے پتہ چلتا ہے کہ حق بات ماں باپ، اپنے گھر میں، معاشرے میں کہنے سے جھجک محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایسے حالات میں مبعوث کیا کہ......

جہاں اس جرم میں جاں چھین لی جاتی تھی انساں کی
کہ وہ پوجا نہیں کرتا بتوں کی اور شیطاں کی
اندھیرا ہی اندھیرا کفر نے ہر سمت پھیلایا
تو ابراہیم کو اللہ نے مبعوث فرمایا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار ومشرکین سے ہر طرح کا مقابلہ کرنے کیلئے آپ کو آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب کا مشاہدہ کروایا اور ان کی معلومات کروادی دیکھیں پارہ نمبر 7 سورۂ انعام آیت 76۔

ایک زبردست امتحان شیر خوار بچے اور بیوی کو بے آب وگیاہ جنگل جہاں آج بیت اللہ شریف ہے چھوڑا۔

جہاں پتھر ہی پتھر تھے چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جناب ہاجرہ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں
یہیں ننھے سے اسماعیل کو لا کر بسانا تھا
یہیں اپنی جبینوں سے خدا کا گھر بسانا تھا

دیکھو اس مقام پر دعا برائے مکہ جبکہ ابھی نہ مکہ تھا نہ کوئی آبادی تھی، نہ اولاد اسماعیل اور نہ کوئی شہر مگر جو کچھ آج ہے سب کے لئے دعا کی دیکھو قرآن سورۂ ابراہیم آیت 35 تا 41۔ اسماعیل علیہ السلام آپ کی دعا سے پیدا ہوئے جبکہ عمر 90 سال کی تھی۔ پھر اسی اکلوتے بیٹے کی قربانی دیکھو سورۂ الصفت آیت 99 تا 111۔

پہاڑی پر سے دی آواز اسماعیل ادھر آؤ
یہاں آ کر خدائے پاک کا پیغام سن جاؤ
یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

باپ ذبح کرنے کو تیار، بیٹا ذبح ہونے کو تیار۔ آج کی اولاد ماں باپ کو بھائی کو بزرگوں کو کہہ دیتی ہے ''ویٹ''۔

آج کے اجتماع سے چوہدری دل محمد صاحب نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج چاروں طرف سے مسلمانوں کو مخالفین نے گھیر رکھا ہے اور مسلمانوں کو مسلمانوں سے لڑایا جا رہا ہے اور مسلمانوں میں گروپ بندی فرقہ واریت پیدا کر کے ایک مسلمان کو مسلمان کا دشمن بنایا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی جتنی آج ضرورت ہے کبھی نہ تھی خدا کرے دنیائے اسلام میں اتحاد پیدا ہو۔ آپ نے دارالقرآن کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور اپیل کی کہ ہم تمام مسلمانوں کو دارالقرآ نکے دست تعاون بڑھانا چاہیے۔ مولانا طارق محمود غوری صاحب نے سلام پڑھایا اور دعا کی۔

بہ سلسلہ دعاء

اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں پر خوش ہوتا ہے جو اُس سے بہت دعا کرتے اور خوب مانگتے ہیں۔ جیسے کہ قرآن پاک میں کثیر تعداد میں دعاؤں کے سلسلے میں آیا ہے۔ جن کا ذکر دعا کے ضمن میں انشاء اللہ العزیز آگے چل کر کیا جائے گا اور اللہ ان اپنے بندوں سے تو اور بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اس کے صلحا اور رسولان کرام علیہم السلام خصوصاً نبی الانبیاء نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اس کے حضور دعائیں کرتے اور دنیا و آخرت کی نعمتیں مانگتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جل و علیٰ خود اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ دیکھو گناہوں سے معافی ہو جانا اس سے بڑی چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔ تمہیں دین چاہیے، دنیا چاہیے، گناہوں سے بخشش چاہیے تو آؤ میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو جاؤ اور اپنے خالی دامن بھر بھر لے جاؤ۔

اسی سلسلے میں اُس ایک غریب پریشان حال اعرابی کی بات ہو رہی تھی جس کو امام یوسف بن اسماعیل سہانی نے اپنی کتاب شواہد الحق میں امام بیہقی کی دلائل النبوت سے نقل کیا ہے کہ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ اُس اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا استغاثہ یعنی اپنی مصروفیات پوری ایک نظم کی شکل میں پیش کیں۔ جس کا ایک شعر یہ تھا جو بڑا ہی ایمان افروز ہے جسے دوبارہ نقل کیا جا رہا ہے۔

فلیس لنا الا الیک فرارنا
واین فرار الناس الا الی الرسل

ترجمہ: ''ہمارے لئے سوائے جناب والا کے کوئی جائے پناہ نہیں ہے جس کی طرف بھاگ کر جائیں اور لوگوں کیلئے رُسل کرام کے دامن ہائے رحمت ورافت کے علاوہ اور کہیں جائے پناہ ہو ہی کیونکر سکتی ہے۔''

رسول پاک ﷺ نے جب اعرابی کی درد بھری آرزوؤں، تمناؤں، حاجتوں، مرادوں اور مشکلات کو ایک نظم کی صورت میں سنا اور جس قدر وہ اعرابی مصیبت زدہ پریشان حال تھا بعید نہیں کہ وہ اپنے اشعار کو رو رو کر عربی لب ولہجہ اور ترنم سے حضور کی خدمت میں پیش کر رہا ہو کیونکہ بہ مقابلہ نثر اشعار میں مقصدیت میں زیادہ اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ قحط سالی جو اُن کے علاقے کو اور انسانی زندگی کی ویرانی میں تبدیل کر چکی تھی کہ شکایت کر رہا تھا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ ہمارے لئے دعا کر دیں کہ وہ وحدہ لاشریک اپنے فضل ورحمت سے ہم پر باران رحمت فرما دے۔ نبی رحمت ﷺ نے اس کی بدحالی سن کر گہرا اثر لیا۔ پھر وہ جس کی شان یہ ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول رحمت ﷺ ان کی فریاد رسی فرماتے ہوئے بڑی سرعت کے ساتھ اوپر کی چادر مبارک بدن اقدس پر اوڑھنے سے پہلے ہی بلکہ چادر مبارک کو گھسیٹتے ہوئے ممبر شریف پر جلوہ فرما ہوئے۔ ہاتھ مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائے اور بارگاہ جل وعلیٰ میں عرض کیا۔

دعا! اے اللہ ہمیں سیراب کر دینیوالی باران رحمت سے سرشار فرما جو سبزہ اور پودوں کو اُگانے والی ہو۔ موسلا دھار اور بڑے قطرات والی ہو، پورے علاقے پر پھیلنے والی ہو۔ نفع مند ہو نقصان دینے والی نہ ہو، فوراً اترنیوالی ہو، اور دیر کرنیوالی نہ

ہو۔ جس سے شیر دار (دودھ دینے والے) جانوروں کے پستان دودھ سے بھر جائیں۔ کھیتیاں لہلہانے لگیں۔ اور مردہ زمین کو تازہ زندگی نصیب ہو جائے۔

محبوب کریم علیہ السلام کے دست دعا ابھی سینے تک لوٹ کر نہیں آئے تھے کہ آسمان پر بجلیاں کوندنے لگیں (اور اس زور کا مینہ برسا) کہ نشیبی علاقوں کے لوگ چیختے چلاتے اور فریاد زاری کرتے ہوئے بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں دوڑ کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم غرق ہوئے جاتے ہیں ہمیں غرض ہونے سے بچایئے۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر دعا فرمائی کہ (الٰہی) ہمارے اردگرد بارش ہوتی رہے مگر ہم پر نہ ہو۔

فاضل محقق علامہ محمد اشرف سیالوی جنہوں نے امام علاقہ یوسف بن اسماعیل بنہاتی قدس سرہٗ کی تصنیف شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الخلق کا عربی سے اردو میں ترجمہ کر کے امت مسلمہ پر احسان کیا یہاں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد کراتے ہیں۔

شعر ا جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے۔ صدقہ اُن ہاتھون کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے چنانچہ حضور ﷺ کی دوبارہ دعا جو بارش محدود کروانے کے سلسلے میں تھی سے مدینہ طیبہ سے فوراً بادل چھٹ گئے اور ارگرد اس طرح چھائے ہوئے تھے جیسے تاج کے گردا گرد جواہرات سے مزین پٹی اور سرور عالم ﷺ اس شان اعجازی کے ظہور پر فرط مسرت سے ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک نمایاں طور پر نظر آنے لگیں۔ پھر فرمایا (حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے) ابو طالب آج اگر زندہ ہوتے اور یہ منظر دیکھتے تو لازماً ان کی آنکھیں فرحت وسرور سے ٹھنڈی ہوتیں۔ کوئی شخص ہے جو ہمیں اُن کے اشعار سنائے چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ اٹھیا ورعرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گویا آپ کا مقصد یہ اشعار ہیں اور پھر آپ نے وہ اشعار جو ایمان کو تازگی اور محبت رسول ﷺ میں زیادتی کا باعث ہیں پڑھے۔ انشاء اللہ العزیز آنے والی قسط میں وہ اشعار پیش کئے جائیں گے۔

دارالقرآن کینیڈا میں خطاب جمعۃ المبارک

بھوکے ننگے اور اجڑے پجڑے لوگ قافلہ در قافلہ مدینہ پاک میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ایک طرف تو دولت ایمان سے جھولیاں بھرتے تو دوسری طرف اپنے حصول مقاصد کے لئے حضور مالک کونین و مجیب الدعوات سے دعائیں کرواتے اور دعاؤں کی قبولیت کے بعود اپنی مرادیں بر آنے پر راضی خوشی اپنے گھروں کو لوٹتے اور دوسرے راہ خدا سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو بھی اسی در کا پتہ دیتے۔

بہ خدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

دارالقرآن کینڈا اور کینیڈا میں عالمی میلاد النبی ﷺ اور عرس غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی کے بانی مولانا قاری غلام رسول صاحب نے دارالقرآن کینیڈا میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے اپنی کتاب شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید الحق میں درج ذیل حدیث بیان کی ہے۔ جسے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں یزید بن عبید سلمٰی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل فرمایا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ پاک میں تشریف لائے تو آپ کی بارگاہ میں بنی فزارہ کے تیرہ چودہ آدمیوں کا ایک وفد (اس وقت یہ سب مشرک تھے) حاضر ہوا جس میں خارجہ بن حصن بھی تھے اور حر بن قیس بھی جو کہ سب سے کم عمر تھا رملہ بنت حرث کے مکان پر فروکش ہوئے۔ جن اونٹوں پر سوار ہو کر

آئے تھے انتہائی لاغر اور ضعیف ونزار تھے اور وہ قحط سالی سے پریشان حال تھے پہلے اسلام اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوئے۔ ازاں بعد حضور ﷺ نے ان کے علاقہ کی حالت دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے شہر اور آبادیوں قحط سالی کی لپیٹ میں ہیں پورے علاقہ پر خشکی اور ویرانی چھائی ہوئی ہے۔ اہل وعیال فقر وفاقہ سے دوچار ہین۔ مویشی ہلاک ہو چکے ہیں لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہمیں باران رحمت سے سرشار فرمائے۔

یہ حدیث پاک پورا ایک واقعہ ہے جو ایک وفد کے ساتھ حضور ﷺ کے مذاکرات کی صورت اختیار کرتا چلا گیا۔ آخر حضور ﷺ ممبر شریف پر تشریف لے گئے اور بارش کے لئے ہاتھ مبارک بلند فرمائے اور اتنے اونچے ہاتھ ہو گئے کہ جناب کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ حضور والہ! کی دعاء استسقاء کے جو کلمات محفوظ ہو سکے وہ یہ ہیں

اے اللہ اپنے بلاد اور چارپایوں کو سیراب فرما، اپنی رحمت کو پھیلا، اور مردہ شہروں میں حیات نو پیدا فرما، اے اللہ ہمیں سیراب کرنے والی باران رحمت عطا فرما، جو خوشگوار ہو اور سبزوں کو اگانے والی تمام علاقوں پر محیط ہو، فوری نازل ہونے والی ہو اور دیر سے برسنے والی نہ ہو۔ نفع رساں ہو اور نقصان دے نہ ہو۔ اے اللہ رحمت کی بارش ہو عذاب کی بارش نہ ہو نہ مکانوں کو گرانے والی نہ جانوروں کو غرق کرنے والی ہو اور نہ ہی فصلوں وغیرہ کو بے نام ونشاں کرنے والی۔ اے اللہ ہمیں باران رحمت عطا فرما اور دشمنوں پر غلبہ نصیب فرما۔

صحابہ کرام کو تو معلوم تھا کہ حضور کے ہاتھ اللہ کے دربار میں اٹھے ہوئے کبھی خالی نہیں لوٹتے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

چنانچہ حضرت ابولبابہ بن منذر اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھلیانوں میں پڑی ہیں اور بارش سے ضائع ہو جائیں گی۔ آپ نے فرمایا اے اللہ بارش نازل فرما۔ حضرت ابولبابہ نے تین مرتبہ یہی عرض کیا مگر حضور نے فرمایا اے اللہ ہمیں بارش عطا فرما۔ ابھی بارش نہیں ہوئی مگر حضور سرور کائنات کی دعا پر صحابہ کرام کا پختہ یقین تھا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

حضرت ابولبابہ اٹھے اور بدن سے چادر اتار کر اپنے کھلیان کے اندر سے پانی نکالنے والے سوراخ کو بند کر دیا۔

حضرت یزید بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بخدا آسمان پر نہ کوئی بادل تھا نہ اس کا ٹکڑا اور نہ ہی مسجد نبوی اور کوہ سلع کے دامن تک کوئی عمارت اور مکان تھا (کہ جس کی وجہ سے بادل نظر نہ آ رہے ہوں) چنانچہ کوہ سلع کے پیچھے سے ڈھال کی مانند چھوٹی سی بدلی اٹھی اور آسمان کے درمیان میں پہنچی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے آسمان پر پھیل گئی اور بارش برسانے لگے۔ بخدا پورا ہفتہ لوگوں کو سورج نظر نہ آیا۔ چنانچہ اسی آدمی نے آپ سے دوبارہ عرض کیا۔ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (بارش کی وجہ سے) مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں اور راستے منقطع ہو رہے ہیں۔ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء رونق افروز ہوئے اور دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دربار خداوندی میں عرض کیا اے اللہ یہ بارش ہمارے اردگرد برستی رہے ہم پر نہ برسے۔ پہاڑوں، ٹیلوں، وادیوں اور جنگلات پر بارش برستی رہے۔ دعاء کے یہ کلمات طیبات زبان اقدس سے نکلے ہی تھے کہ مدینہ منورہ پر سے بادل اس طرح چھٹ گیا گویا اس کو کپڑوں کی طرح لپیٹ دیا گیا ہے۔

بالکل اسی طرح کسی اور موقعہ پر ایک اور وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔
حضرت امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) بارگاہ رسالت پناہ میں عرض گذار ہوا۔
جو شعروں میں تھی۔ کہ ہم اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں جناب والا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارا نہ کوئی خراٹے مارنے والا بچہ (یعنی آرام کی نیند سونے والا) اور نہ بارکش اونٹ جس کا پالان بوجھ کی وجہ سے کڑ کڑائے (یعنی طاقتور اونٹ جس پر خوب وزن رکھا جائے کہ اس کا پالان کڑ کڑ کرے) یعنی ہم قحط سالی کی وجہ سے بدحالی میں مبتلا ہیں آخر شعر یہ تھا۔

فليس لنا الا اليك فرارنا
واين فر والناس الا الى الرسل

ترجمہ: ''ہمارے لئے سوائے جناب والا کے کوئی جائے پناہ نہیں ہے جس کی طرف بھاگ کر جائیں۔ اور لوگوں کیلئے رسولان کرام کے دامن ہائے رحمت وراحت کے علاوہ اور کہیں جائے پناہ ہو ہی کیونکر سکتی ہے۔
پتہ چلتا ہے کہ غلام رسول نثر اور نظم دونوں طرح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے مسائل اور حاجتیں پیش کیا کرتے تھے اور دامن مراد بھر بھر کر جاتے تھے اس وفد کے عرض کرنے پر بھی حضور نے دعا کی اور اس طرح کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فریاد رسی فرماتے ہوئے بڑی سرعت کیساتھ اوپر کی چادر مبارک بدن پر اوڑھنے سے پہلے ہی بلکہ اُسے گھسیٹتے ہوئے ممبر شریف پر جلوہ فرما ہوئے اور ہاتھ بلند فرما کر بارش کی دعا کی راوی فرماتے ہیں کہ ابھی دست دعا سینے تک لوٹ کر نہیں آئے تھے کہ آسمان پر بجلیاں کوندنے لگیں بارش ہونے لگی کہ نشیبی علاقوں کے لوگ بھاگتے چیختے چلاتے

آئے اوراپنی تکلیف عرض کی پھر حضور نے دعا فرمائی۔

دو عالم خدا کی رضا چاہتے ہیں
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

کے مطابق مدینہ پر بارش رک گئی اور باہر ہوتی رہی۔آج ہم بھی آسمان زمینی اور آپ کی بلاؤں اور مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں لہٰذا۔

دونوں عالم میں تجھے مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے

وہ شعراء کرام خوش نصیب ہیں جو شعروں میں حضور ﷺ کی نعتیں بھی لکھتے ہیں اور پھر حضور کے دربار میں استغاثے بھی لکھتے ہیں عین سنت صحابہ کرام اور سنت سیدا لانبیاء ہے۔جیسے مولانا حالی نے کہا۔

اے خاصہء خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
خود اپنے وطن میں وہ غریب الغرباء ہے

اور مولانا جامی نے عرض کیا۔

زرحمت کن نظر برحال زارم یا رسول اللہ
غریبم بے نوایم خاکسارم یا رسول اللہ

امام شاہ احمد رضا لکھتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

اور پھر ایک اور جگہ لکھتے ہیں

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کیسے شان کریموں کے در کی ہے

غالباً میلاد اکبر کا یہ شعر ہے

آپ کے در کی فقیری دو جہاں کی ہے امیری
آ گیا ہے وقت پیری اللہ کیجو دستگیری
یا نبی السلام علیک یا رسول اللہ علیک
یا حبیب اللہ سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

محمد اعظم چشتی نے بالکل حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے والے اس سائل کی طرح جس نے شعروں میں حضور کے دربار میں اپنا استغاثہ پیش کیا تھا اپنی ایک نعت میں لکھا ہے شعر پنجابی۔

ہوئی خشک وساں امیداں دی کھیتی
وسا ابر رحمت وسا کملی والے
اساں پر گناہاں نوں وی بخشوا لیں
تیری مندا اے خدا کملی والے

حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کی خدمت میں عرض کرنے کی سنت صحابہ کو یوں زندہ کیا۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ

اور مولانا حسرت موہانی نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس طرح عرض کیا۔

تجلی طور پر جس نور کی دیکھی تھی موسیٰ نے
ہمیں بھی اک جھلک اس کی دکھاؤ یا رسول اللہ

حضرت علامہ اقبال مولانا حالی کے یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

دعا ہے کہ پروردگار ہمیں اپنے محبوب کریم کے توسط و وسیلے سے اپنی بارگاہ احدیت میں اپنی دعاؤں اور حاجتوں کو پیش کرنے کا سلیقہ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

رمضان المبارک کے علاوہ نفلی روزے

سوموار اور جمعرات کا روزہ:۔

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو شنبہ یعنی سوموار اور جمعرات کو اعمال (دربار خداوندی) میں پیش کئے جاتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں اور فرمایا کہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے مگر ایسے دو آدمیوں کی جنھوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لی ہو۔ ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہیں ابھی چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف اور مشکوٰۃ شریف۔

(ایام بیض کے روزے یعنی ہر چاند کی 13-14 اور پندرہویں تاریخ کے روزے)

نسائی شریف اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے رکھتے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے کے تین روزے یعنی چاند کی 13-14 اور 15 تاریخ کے روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ اس حدیث پاک کو بخاری شریف اور ترمذی شریف میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز نبی مکرم ﷺ نے آسان مثالیں بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ جس سے ہو سکے ہر مہینے میں تین روزے رکھے ہر روزہ دس دن کے گناہ مٹاتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو صاف کر دیتا ہے۔ طبرانی شریف

شعبان کا روزہ:۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرویں رات ہو (شب برأت) تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفلی نمازیں پڑھو اور دن میں روزہ رکھو۔ ابن ماجہ شریف اور مشکوٰۃ شریف۔

فرض روزہ ہو یا نفلی یاد رہے کہ اس سے روزہ دار میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور تقویٰ یا تو روزے سے پیدا ہوتا ہے جس کو قرآن کریم نے صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ پارہ نمبر 2 رکوع سات اور یا پھر نبی الانبیاء امام الانبیاء وحضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی عزت و اکرام اور ادب واحترام بجالانے سے تقویٰ کی دولت نصیب ہوتی ہے دیکھئے سارا قرآن جا بجا اس کی گواہی دے رہا ہے۔ خاص طور پر سورۂ الحجرات کے پہلے رکوع کو پڑھیں اور غور کریں بالخصوص اس سورۂ الحجرات کی تیسری آیت تو بہت ہی قابل توجہ ہے۔

عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ:۔

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی نے عاشورہ کے روزے کی فضیلت پر پورا ایک باب اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں باندھا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ تمام سابقہ اقوام میں اس دن یعنی دسویں محرم کا روزہ معروف تھا۔ حتیٰ کہ منقول ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں سے پہلے یہ روزہ فرض تھا مگر رمضان المبارک شریف کے بعد اس روزہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور اب یہ نفلی روزہ ہے اور ایسا نفلی روزہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف کے روزوں کے بعد افضل روزہ دسویں محرم کا روزہ ہے۔ اس حدیث پاک کو بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد اور مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے۔

حضور ﷺ نے ہجرت سے پہلے بھی یہ روزہ رکھا اور جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو اس کی تاکید فرمائی۔ بلکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دسویں محرم کا روزہ تو رکھنا ہی ہے تم نویں اور گیارویں تاریخ محرم کا روزہ بھی رکھو تاکہ یہودیوں کی مخالفت ہو کہ وہ صرف دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔

امام غزالی تحریر فرماتے ہیں کہ یوم عاشورہ کے فضائل میں بکثرت روایات آئی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اسی روز قبول ہوئی۔ اسی دن ان کی پیدائش ہوئی۔ اسی دن جنت میں داخل کیے گئے۔ اسی دن عرش و کرسی، آسمان و زمین، سورج، چاند، ستارے اور جنت پیدا کیے گئے۔ اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کو آگ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو نجات ملی اور فرعون اور اس کے ساتھی غرق ہوئے۔ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام (آسمان) پر اٹھایا گیا۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا ہوئی اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی، اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف دور ہوئی اور اسی دن زمین پر آسمان سے پہلی بارش ہوئی۔

اس دن کی بزرگی کے پیش نظر حضور سرکار دو عالم ﷺ آخر عمر شریف تک نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال اس ظاہری زندگی میں ہوا تو ضرور یہ روزہ رکھوں گا اور اپنے غلاموں کو اس کی تاکید کی۔

کوئی بعید نہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ 9 ویں اور دسویں محرم کو کربلا میں اپنے نانا جان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی اتباع مین روزے سے ہوں تا کہ کوئی بزرگی اور مرتبہ و ثواب ایسا نہ ہو کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دامن گوہر بار میں ڈال نہ دیا جائے۔ عاشورہ کا روزہ بھی، عاشورہ کا دن بھی اور شہادت بھی آپ کو عطا ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے تقویٰ و پرہیز گاری کی زندگی بسر کرنے کیلئے روزہ اور احترام و ادب رسول ﷺ کو اس عارفی زندگی کا حصہ بنالیں۔ آمین۔

دارالقرآن کینیڈا میں مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعہ

تعمیر مساجد کی ضرورت، اہمیت اور فضیلت

تاریخ:15-09-2006

آپ نے قرآن کریم کی سورۂ توبہ کی آیت نمبر 18 کو اپنی تقریر کا موضوع بنایا۔ آیت مبارکہ کا ترجمہ ہے۔(اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں) لفظ مساجد سے اشارہ ملتا ہے کہ مسلمانوں پر یہ بات لازم آتی ہے کہ جتنی ممکن ہوں مسجدیں زیادہ سے زیادہ بنانی چاہئیں۔ خصوصاً ان ممالک میں۔

تو جب مسجد میں مسلمان جاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو قرآن کریم سورۂ فاتحہ جو ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اس میں قیامت کا ذکر ہے کہ وہ اللہ قیامت یعنی روز جزا کا مالک ہے اور نماز ادا کرنے کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر ہے اگرچہ زکوٰۃ کی رقم مسجد کی تعمیر پر نہیں لگتی مقصد خرچ کرنا ہے کیونکہ مسجد میں تعمیر کرنے پر خرچ ہوتا ہے نیز جہاں بھی تقریباً اللہ نے نماز کا ذکر کیا ہے وہاں اپنے دیئے سے خرچ کرنے کا ساتھ ہی حکم دیا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 3 کو دیکھ لیں اور مثال کے طور پر سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر 31 کو دیکھ لیں۔ اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک مسجد بنائی اگرچہ چھوٹے سے گڑھے کے برابر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس

کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے اس پر علماء نے لکھا ہے کہ اگر جماعت کھڑے ہونے تک صرف سنتوں کا وقت ہو یا نماز کھڑی ہو تو پھر یہ دو رکعت نہ پڑھے۔ بہرحال اشارہ ہے کہ مسجد میں پہلے جائے۔ حضور نیف رمایا میری امت کے اعمال کی جزائیں پیش کی گئیں تو ان میں وہ تنکا بھی شامل جو کسی شخص نے صفائی کے طور پر مسجد سے نکالا۔ ''قذاۃ'' اس ذرے کو کہتے ہیں جو آنکھ میں پڑ جاتا ہے۔

صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی تفسیر کنز الایمان میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مساجد کے آباد کرنے کے مستحق مومنین ہیں۔ مسجدوں کے آباد کرنے میں یہ امور بھی داخل ہیں۔ مسجد میں جھاڑو دینا، صفائی کرنا، روشنی کرنا، ذکر و اذکار کرنا اور مسجدوں کو دنیا کی باتوں سے اور ایسی چیزوں سے محفوظ رکھنا جن کے لئے وہ نہیں بنائی گئیں مسجد میں عبادت کرنے اور ذکر الٰہی اور ذکر رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، اولیاء کرام کیلئے بنائی گئی ہیں اور علم کا درس بھی ذکر میں شامل ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد میں ہی ہو سکتی ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی اپنی تصنیف مکاشفۃ القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی جب تک اپنی جائے نماز میں بیٹھتا ہے۔ تو اس کیلئے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ اے اللہ! اس پر خصوصی رحمت فرما۔ اس پر رحم فرما۔ اس کو رحمت سے بخش دے۔ یہاں تک کہ وہ وضو توڑے یا مسجد سے باہر چلا جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جس نے مسجد میں چراغ جلایا فرشتے اور حاملین عرش اس کیلئے دعا کرتے رہیں گے۔ جب تک اس کی روشنی مسجد میں رہے گی۔

☆ ☆ ☆

نمازعیدالاضحیٰ پڑھنے کا طریقہ

اسلام میں دوعیدین ہیں۔ایک عیدالفطر جوماہ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو پڑھی جاتی ہے۔دوسری نمازعیدالاضحیٰ۔جوماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو پڑھی جاتی ہے۔یہ بھی عیدالفطر کی طرح واجب ہےاوردورکعتیں ہیں۔نہ ان کے پہلے کوئی سنت نفل نہ بعد میں اوریہ نمازشہر میں ہوتی ہے نہ کہ دیہات میں بلاوجہ نمازعید کو چھوڑنا گمراہی اور بدعت ہے۔دونوں عیدوں میں خطبہ سنت ہےاور جمعہ میں شرط ہے جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھاجاتا ہےاورعیدین کے خطبے نمازعیدین کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔عید کی نماز کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت۔نمازعیدالاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے۔اگرچہ قربانی نہ بھی دینی ہو۔اگرقربانی دینی ہےتو مستحب ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھائے۔

عید کی نماز پڑھنے کو جائیں تو ایک راستہ سے جائیں اور دوسرے راستے سے واپس آئیں اورراستے میں بلندآواز میں تکبیر کہتا ہواجانا چاہیے۔

نمازعیدادا کرنے کا طریقہ

دورکعت نماز واجب عیدالاضحیٰ مع چھ تکبیر پیچھے اس امام کے منہ طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لےاورثنا یعنی سبحانك اللھم پڑھے۔اب امام صاحب تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ لے جا کر واپس چھوڑ دے، پھر تکبیر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ لے جا کر چھوڑ دے، پھر تکبیر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ لے جا کر واپس چھوڑے نا بلکہ باندھ لے۔اب امام صاحب قرأت کریں گے۔یعنی الحمد شریف اورسورۃ رکوع سجود یہ ایک رکعت پوری ہوگئی دوسری رکعت کے لئے امام صاحب کھڑے

ہوں گے اور قرأت کریں یعنی الحمد شریف اور سورۃ اس کے بعد تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ لے جائیں گے اور واپس چھوڑ دیں گے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ لے جائیں گے اور واپس چھوڑ دیں گے، پھر تکبیر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ لے جائیں گے اور واپس چھوڑ دیں گے اور ساتھ ہی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور سجود وغیرہ اور التحیات درود شریف اور دعا کے بعد سلام پھیر کر دو خطبے پڑھے جائیں گے۔ جس طرح یہ خطبے سنت مؤکدہ (یعنی واجب) ہیں اسی طرح خطبوں کا سننا بھی واجب ہے۔ ہر مقتدی امام کے ساتھ چھ تکبیریں اسی ترتیب سے کہے گا۔

تکبیرات تشریق:۔

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر نماز با جماعت فرض پنجگانہ کے بعد بلند آواز میں ایک مرتبہ تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ فرض با جماعت اور جمعہ کے بعد یہ تکبریں واجب ہیں اور کسی نماز کے بعد واجب نہیں۔ ہاں عید کی نماز یا اکیلا آدمی نماز پڑھ رہا ہے تو وہ کہہ لے مگر واجب نہیں، اسی طرح تکبیر تشریق شہری مقیم پر ہے۔ مسافر یا گاؤں والوں پر نہیں اگر مسافر یا دیہاتی نے شہری امام کے پیچھے فرض پڑھے تو ان پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے۔

نماز عید کا وقت:۔

نماز عید کا وقت ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک۔ عید الفطر کی نماز کسی شرعی عذر سے پہلے دن نہیں پڑھی گئی تو دوسرے دن پڑھ لی جائے اس کے بعد نہیں۔ مگر نماز عید الاضحیٰ عذر کی وجہ سے بلا کراہت بارھویں تاریخ ذی الحجہ تک پڑھی جاسکتی ہے۔ نماز عید کی جماعت نہ مل سکے تو اس کی قضاء نہیں بہتر ہے کہ یہ شخص چاشت کے چار رکعت نماز پڑھ لے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆ ☆ ☆

خطبہ جمعہ، روزہ، رمضان اور قرآن

تاریخ: 21-09-2006

دارالقرآن کینیڈا میں دارالقرآن کینیڈا، عید میلاد النبی ﷺ اور عرس غوث اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بانی زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے دوسرے پارے کے ساتویں رکوع کی تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم حضور سید عالم ﷺ کے ذریعے کائنات کو بتلایا کہ عبادت روزہ کیا ہے، رمضان المبارک کی کیا عظمت ہے اور قرآن کریم کی کیا شان و مرتبہ اور اللہ کی آخری کتاب ہوتے ہوئے انسانیت کیلئے کیا پیغام ہے۔ ارشاد ربی ہے (اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے اور جنہیں اس کی (روزہ رکھنے کی) طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا، پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کیلئے بہتر ہے (یعنی ایک مسکین سے زیادہ کو دے) اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔ سورۂ بقرہ آیت نمبر 184۔

تفسیر کنز الایمان میں صدر الافاضل سید حکیم نعیم الدین فرماتے ہیں اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے۔ شریعت میں روزہ نام ہے کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا عورت صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبات خورد و نوش اور حقوق زوجیت سے قطعی طور پر رکے رہنا۔ (عالمگیر وغیرہ) رمضان کے روزے 10 شوال 2ھ ہجری جو فرض کئے گئے۔ (بحوالہ تفسیر خازن و درمختار) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ روزے عبادت قدیمہ ہیں۔

زمانہ آدم علیہ السلام سے تمام شریعتوں میں فرض ہوتے چلے آئے اگرچہ ایام واحکام

مختلف تھے مگر اصلی روزے سب اُمتوں پر لازم رہے ہے۔ روزہ رکھنے سے انسان کے قلب وذہن میں اللہ تعالیٰ کی یادتازہ رہتی اورانسان میں تقویٰ وپرہیز گاری پیدا ہوتی ہے یہاں ایک نقطہ یادرہے کہ اگر روزہ سے تقویٰ و پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے تو اسی طرح سرورانبیاء علیہ السلام کے ادب واحترام کامل سے اللہ تعالیٰ اس شخص کے دل کو تقویٰ و پرہیز گاری کیلئے پرکھ لیتا ہےاور حضور ﷺ کا ادب واحترام بجالانے والوں کیلئے اللہ کی طرف سے بخشش اوراجر عظیم ہے۔ دیکھوسورۂ حجرات کی آیت نمبر 3۔

سفر سے مراد ہے جس کی مسافت تین دن سے کم نہ ہو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو رخصت دی کہ اگراس کو رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے مرض کی زیادتی یاہلاکت کا اندیشہ ہو یا سفر میں شدت تکلیف کا تو وہ مرض وسفر کے ایام میں افطار کرےاور بجائے اس کے ایام مہینہ کے سوااور دنوں میں اس کی قضا کرے۔ ایام مہینہ پانچ دن ہیں جن میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دنوں عیدیں اور ذوالحجہ کی گیارھویں بارھویں اور تیرھویں تاریخیں مریض کو محض وھم پر افطار کی اجازت نہیں جب تک دلیل یا حکیم وڈاکٹر مستند نہ کہے۔ جو شخص بظاہر بیمار نہیں مگر طبیب اگر کہے کہ یہ روزہ رکھنے سے بیمار ہوجائے گا تو وہ بھی بیمار کے حکم میں ہے۔ جس مسافر نے طلوع فجر سے پہلے سفر شروع کیا اس کیلئے افطار جائز ہےاور جس نے طلوع فجر کے بعد سفر شروع کیا اس کیلئے افطار یعنی قضا کرنا جائز نہیں۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کا خطرہ ہو یا اس کے بیمار ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اس کو بھی افطار جائز ہے۔ شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہےاور نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا تو اسے بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہےاوراس کو لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے۔ یا ہر روزہ کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیا کرے۔ جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہےان کو اعلانیہ کھانے پینے کی اجازت نہیں۔ سورۂ بقرہ کی 185 ویں آیت کے شروع میں فرمایا گیا ہے کہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیااور قرآن مقدس وہ اللہ کی آخری کتاب ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں ہیں۔

مخدومہ کائنات خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا

دارالقرآن کینیڈا میں یوم خاتون جنت رضی اللہ عنہا پر

مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطاب

تاریخ: 26-09-2006

فاطمہ! تو آبروئے ملت مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے

احادیث میں نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے پیاری بیٹی فاطمہ! کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تجھے جنت کی تمام عورتوں کی سردار بنا دیا ہے۔ حضرت علامہ اقبال کے سامنے جب خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی عظمت وشان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذیشان آیا تو پکار اٹھے۔

شور رشتہ آئین حق زنجیر پاست
پاس فرمان جناب مصطفیٰ است
ورنہ گرد تربتش گردید مے
سجدہ ہا بر خاک او پر شید مے

یعنی میرا تعلق سچے دین اور شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ

نہیں کرنا وگرنہ اگر مجھے خاتون جنتؓ کی تربت پاک کی خاک زیارت نصیب ہو جاتی تو میں اس خاک پر سجدے نچھاور کر دیتا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مخدومہء کائنات حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بیٹھنے اٹھنے، چلنے پھرنے، عادات و اطوار، حسن کردار اور گفتار میں سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھیں۔ ام المؤمنین مزید فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضور کے پاس تشریف لاتے تو آپ ان کیلئے کھڑے ہو جاتے اور انہیں بوسہ دیتے اور محبت سے انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب حضور آپ کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ احتراماً کھڑی ہو جاتیں اور آپ کے دستان مبارک کو چوم لیتیں اور اپنی جگہ پر تشریف رکھنے کو عرض کرتیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر تشریف لیجاتے تو سب سے آخر میں سیدۃ النساء سے مل کر روانہ ہوتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے خاتون جنت پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا ہی کے گھر تشریف لاتے اور انہیں شرف زیارت سے نوازتے۔ اعلان اے باری تعالیٰ میرے محبوب آپ فرما دیجئے کہ لوگو (میں جو تمہیں دین حق دے رہا ہوں اور سیدھا راستہ اسلام کا بتلا رہا ہوں) اس کے بدلے میں میں تم سے کوئی اُجرت طلب نہیں کرتا سوائے اپنے اقرباء سے محبت کے۔ پارہ 25 رکوع 4۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے اقرباء کون ہیں تو فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر

ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اُس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ
حُجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

بنی سلیم قبیلے کا ایک اعرابی دربار رسالت میں آیا اور آتے ہی گنواروں جیسی بے ادبانہ گفتگو شروع کر دی صحابہ کرام کو طیش آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو تلوار بے نیام کر لی مگر حضور نے نظر شفقت فرمائی اور معاف کر دیا۔ آقائے دو عالم کا یہ اخلاق حسنہ دیکھ کر اعرابی قدموں میں گر گیا اور کلمہ پڑھ کر حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا اور پھر اس نے اپنی غربت و افلاس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر حضرت سعد بن عبادہ نے اپنی اونٹنی اس کو دے دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار مبارک اس کو عطا فرما دی کتنا خوش قسمت تھا یہ سوالی۔ پھر حضور کے ارشاد پر اس کے بچوں کیلئے مدینہ پاک کے کچھ حضرات کے پاس حضرت سلمان رضی اللہ عنہ لے کر گئے مگر مایوسی ہوئی وہ خود سوچ کر سیدۂ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرہ کے در اقدس پر لے آئے اپنے گھر میں اس سائل کو دینے کیلئے غلہ اور کھانا تو نظر نہ پڑا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی چادر تطہیر اٹھائی اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دی کہ اس چادر تطہیر کو شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور سارا قصہ سنا کر کہنا یہ چادر تطہیر خاتون جنت رکھو اور جتنا مناسب سمجھو اس سائل کو غلہ دے دو۔ یہودی نے غلہ تو سائل کو دے دیا اور خود یہ سوچ کر کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اخلاق حسنہ ہے اور جس کی بیٹی کا یہ ایثار اور ہمدردی ہے وہ نبی سچا ہی نبی ہے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا

اور ہزار ادب واحترام سے چادر تطہیر سیدہ رضی اللہ عنہا کو واپس کردی۔ شاعر مشرق نے جب حضرت خاتون جنت کی سیرت پاک کا یہ واقعہ پڑھا تو کہتے ہیں۔

بہر محتاج دلش آں گو نہ سوخت
با یہودی چادر خود را فروخت

پھر علاقہ خاتون مسلم کو مخاطب کرتے ہیں۔

تبولے باش و پنہا شوا زیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اے مسلم خاتون! خاتون جنت بن جا اور اس دنیا سے پردہ میں آ کہ تیری گود میں بھی کوئی شبیر ہو۔

☆ ☆ ☆

دارالقرآن کینیڈا میں حج کانفرنس

تاریخ:03-012-2006

فریضہ حج ادا کرنے کیلئے گھر سے نکلنے سے واپس گھر آنے تک سارا وقت عبادت، نیکی اور تقویٰ سے تعبیر ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جس کے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفر حج پر نکلنے والے پر ضروری ہے کہ پورے سفر میں کثرت سے ذکر و استغفار کرے، نیک دعائیں کرے، گریہ وزاری کرے، قرآن کریم کی تلاوت کو جاری رکھے، نماز باجماعت کی پوری پابندی کرے، اور دنیاوی باتوں سے زبان کو بچائے اور حد سے زیادہ ٹھٹھا مذاق سے بچے، جھوٹ، غیبت اور بری باتوں میں پرہیز کرے، مسلمانون کی ہنسی مذاق نہ اڑائے، اپنے ساتھیوں اور دوسروں سے حسن سلوک رکھے، ان کی مصیبتیں دو کرے جتنا ممکن ہو ان کے امور میں ان کی مدد کرے۔

دارالقرآن کینیڈا میں منعقد ہونے والی حج کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے دارالقرآن کینیڈا کے بانی زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب حاضرین سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے مزید کہا! کہ حج بیت اللہ شریف دنیا کے تمام انسانی کسی بھی اجتماع سے عظیم اور اہم ترین اجتماع ہے۔

خلفاء راشدین رضوان اللہ اجمعین اسی موقعہ پر ملکی اور دینی امور پر اپنے اعمال، گورنروں اور عدالتوں کیساتھ مشاورتی اجلاس منعقد کرتے، رپورٹیں لیتے، نئی تعیناتی عمل میں لائی جاتیں خاص طور پر فریضہ حج کی ادائیگی کے سلسلہ میں حجاج کرام کی میزبانی کے ہر قسم کے انتظامات کو بہتر سے بہتر کرنے پر غور وخوض کیا جاتا۔ آج حج کے موقعہ پر جب کہ پوری کائنات سے عوام وخواص اور اسلامی مملکتوں سے حکمران طبقہ

بھی حاضر ہوتا ہے۔ عالم اسلام کے دینی اور دنیاوی مسائل پر غور وفکر کے لئے غیر معمولی اجلاس اور میٹنگیں ہونی لازمی ہو چکی ہیں۔

مولانا قاری غلام رسول صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں حج کی فرضیت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن پاک کی آیت پاک کا حوالہ دیا۔ ترجمہ: اور اللہ کی رضا کے لئے اُن لوگوں پر حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جو انکار کرے تو اللہ تعالیٰ سارے عالم سے بے نیاز ہے۔ سورہ آل عمران آیت 97۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث پاک ہے جس کے راوی امیر المؤمنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

1:۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

2:۔ نماز قائم کرنا۔

3:۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔

4:۔ اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

5:۔ اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

حضرت سعید نے اپنی سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ اپنی خلافت کے دوران آپ نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے اعمال کو شہروں میں بھیجوں تا کہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ جن لوگوں کو حج کرنے کی طاقت ہے وہ پھر بھی حج نہیں کرتے وہ ان پر جزیہ مقرر کر دیں۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں (دو مرتبہ یہ کلمات دہرائے) اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جو شخص حج پر قادر ہو پھر بھی چھوڑ دے تو اس کیلئے برابر ہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

کانفرنس کا آغاز حافظ نور الٰہی کی تلاوت سے ہوا۔ ایک بجے اور عدنان قریشی نے

نعت خوانی میں حصہ لیا۔ مولانا رانا محمد اقبال قادری نے جو اپنی جاب سے صرف دو گھنٹے کی رخصت لے کر آئے تھے انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز درود شریف کے فضائل سے کیا اور ایسے دینی اجتماعات کی اہمیت وضرورت پر زور دیا آپ نے کہا کہ آج ہم نماز، حج اور دینی محافل میں شرکت نہ کرنے پر اپنی عدم فرصتی کا جواز پیش کرتے ہیں حالانکہ ہمیں دنیا کی مصروفیات سے فرصت تو اسی وقت ملے گی جب ملک الموت ہمارے سرہانے آ کھڑا ہوگا۔ پیارے پیارے اسلامی بھائی بہنوں ہمیں سوچنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے۔ آخرت کی تیاری کیلئے، دنیاوی امور کے ساتھ دینی امور کے لئے ضرور فرصت نکالنی چاہیے خاص طور دار القرآن کینیڈا جو آئے دن اللہ، رسول اور اولیاء کرام کی یاد میں محفلیں جاری رکھے ہوئے ہے میں حاضر ہونا چاہیے اور دار القرآن کا احسان مند ہونا چاہیے۔

آخر میں ٹورانٹو میں فیضان مدینہ کے خطیب مولانا ڈاکٹر محمد ندیم قادری صاحب نے درود شریف کی برکات پر دلائل الخیرات کے حوالے سے خوبصورت بیان کیا کہ دلائل الخیرات کے مصنف علامہ محمد سلیمان کو وضو کرنے کی ضرورت تھی کنواں تھا مگر پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا قریب سے ایک بچی نے جب آپ کی بے بسی دیکھی تو کنویں میں اپنا لعاب ڈال دیا کہ پانی فوراً اوپر آ گیا آپ نے پانی لیا اور وضو کیا اور اس بچی سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر اپنا لعاب کنویں میں ڈال دیا تا کہ پانی اوپر آ جائے اور آپ وضو کر لیں۔ سبحان اللہ۔

آپ نے کہا کہ کینیڈا میں تجوید کے ساتھ صحیح قرآن خوانی، محبت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء امت کی تعلیمات کے فروغ کے لئے سب سے پہلے مرکزی ادارے دار القرآن کینیڈا کا قیام عمل میں آیا۔ جس کی شبانہ روز ان تھک کوششوں سے آج پورے کینیڈا میں صحیح قرآن خوانی، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل اور تعلیمات اولیاء کے فروغ کے لئے اعراس اولیاء کا احساس بیدار ہو گیا ہے۔ آپ نے کہا کہ زینت القراء حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب جیسی شخصیت کا پاکستان سے وقت نکال کر کینیڈا میں وقت دینا ان کی پرعزم ہمت اور کرامت سے کم نہیں۔

دارالقرآن کینیڈا میں حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب کا خطبہ جمعۃ المبارک

تاریخ: 12-01-2007

آپ نے سورۂ بقرہ کی آیت 152 تا 157 کی تلاوت اور ترجمہ کے بعد شہدا اسلام کی قرآن کی رو سے عظمت وشان بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کی خاطر اپنا مال وجان قربان کرنیوالوں کو فرمایا ہے کہ یہ لوگ زندہ ہیں انہیں اے لوگو مردہ نہ کہو۔ ہاں ہاں ان کو مردہ خیال بھی نہ کرو بلکہ یہ زندہ ہیں اور ان کی زندگی کا خود تمہیں شعور اور سمجھ نہیں۔

انسان اپنے مقصد اور منزل کو نہیں پا سکتا جب تک مالی، جانی، وقت اور اپنی متاع عزیز کو قربان نہ کرے اور خاص طور پر برحق کی بالا دستی کیلئے حق پرستوں کا روز اول سے یہی شیوہ اور دستور رہا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

شیطان رجیم کے ورغلانے اور روکنے کے باوجود حضرت اسماعیل اٹھتی جوانی بوڑھے والدین کی بڑھاپے کی اولاد ہیں اللہ کے حکم پر قربان ہونے کیلئے باپ کے سامنے گردن رکھ دیتے ہیں اور قربانی کی وہ مثال پیش کی جو رہتی دنیا تک قائم رہے گی اسی قربانی کو یاد اور جذبے کو قائم رکھنے کیلئے حکم ربانی پر مسلمان عرب، جانوروں کو اپنے

ہاتھ سے ذبح کر چکے اور کرتے رہیں گے۔ یہ ایثار و قربانی اسی ماہ ذی الحجہ کی 10 تاریک تھی اور اسی ماہ کی اٹھارہ تاریخ کو امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی ذوالنورین کو بلوائیں نے چالیس دن تک آپ پر دانا پانی بند رکھ کر بے دردی سے شہید کر دیا اور یہی ذی الحجہ کا مہینہ ہے کہ خلافت فاروق کے زمانے میں اسلامی کامیاب حکومت کو دشمنان اسلام برداشت نہ کر سکے اور نماز کی حالت میں آپ پر دشمن نے مہلک وار کیے کہ آپ جام شہادت نوش کر گئے اور یکم محرم کو آپ کی تدفین ہوئی اور پھر 10 محرم کو غریب الوطنی میں آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فرد نے حق کی خاطر مع ساتھیوں اور امام عالی مقام جام شہادت نوش کیا۔ ظالم تو اپنے زعم میں انہیں قتل کر گئے مگر اللہ کہتا ہے نہیں نہیں ان کو مردہ نہ کہو یہ تو زندہ ہیں تم اندھے ہو کہ ان کی زندگی کو دیکھ نہیں سکتے۔ شہید ہونے والے اپنے لہو اور اپنی قربانیوں سے اسلام کو ہمیشہ کیلئے زندہ و پائندہ کر گئے۔

26 ذی الحجہ سنہ 23 ہجری کو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا اسی لئے آج کے جمعہ میں آپ کی یاد میں آپ کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان حضرات کو دیکھ کر فرمایا یہ دونوں میرے چشمہ گوش ہیں۔ اس حدیث پاک کو امام احمد رضا خان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے گئے سلام میں اس طرح بیان کیا ہے۔

اصدق الصادقیں سید المتقیں
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

ترجمان نبی ہمزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا سنہری باب جس سے لاتعداد سیر اور تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور آپ کے فضائل و کمال کی بھی کوئی حد نہیں جن کے بیان کرنے اور تحریر کرنے کی یہاں گنجائش نہیں جمعہ کے لئے اتنا وقت بھی نہیں ہوتا۔ لہٰذا سعادت کے لئے چند ایک باتیں عرض خدمت ہیں۔ جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہر انسان خصوصاً سربراہان ممالک کیلئے راہنما اصول اور طریقے ہیں۔ مشہور محدث و مفسر قرآن علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تصنیف تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ ابن سعد نے احنف بن قیس کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہم لوگ حضرت عمر فاروقؓ کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک لونڈی گزری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المؤمنینؓ کی باندی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ امیر المؤمنین کی لونڈی نہیں ہے اور کیسی باندی یا کیسی کنیز۔ جبکہ امیر المؤمنین کیلئے بیت المال (اللہ کے مال سے) کنیز رکھنا حلال بھی نہیں ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ پھر اللہ کے مال سے آپ کیلئے کیا حلال ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے لئے تو بس دو جوڑے کپڑے، ایک جوڑا موسم سرما کے لئے اور یک جوڑا موسم گرما کے لئے، حج اور عمرہ کا خرچ، میری اور میرے گھر کے لوگوں کیلئے غذا جیسی کہ عام طور پر قریش استعمال کرتے ہیں کہ میں بھی ایک معمولی مسلمان جیسی حیثیت رکھتا ہوں۔ وہ قحط سالی جو مدینہ پاک اور گردونواح میں ایک سال تک جاری رہی۔ آپ نے پورا سال گھی اور گوشت تناول نہیں فرمایا کہ جب عوام کو یہ میسر نہیں تو پھر میں کیوں کھاؤں۔

سیرت کی کتابوں میں درج ذیل امور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہل فرمائی۔

☆ وہ پہلے شخص آپ ہی ہیں جن کو خطاب ''امیر المؤمنین'' سے پکارا گیا۔

☆ آپ نے ہی نے تاریخ اور سال ہجری کو جاری فرمایا۔

☆ آپ ہی نے بیت المال قائم فرمایا۔

☆ اور آپ ہی کی وہ شخصیت ہے جنہوں نے ماہ رمضان میں تراویح باجمات شروع فرمائی

☆ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کیلئے آپ ہی نے راتوں کو آبادی کا گشت کرنا جاری فرمایا۔

☆ دوسروں کی ہجو اور مندمت کرنے والون پر سب سے پہلے آپ ہی نے سزائیں جاری کیں۔

☆ آپ ہی کے دوخلافت میں شراب پینے والے پر 80 کوڑے لگائے گئے۔

☆ متعہ کی حرمت کو عام فرمایا۔

☆ جن لونڈیوں سے اولاد ہو جائے ان کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا۔

☆ نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھنے کا حکم جاری فرمایا۔ دفاتر اور وزارتیں قائم کیں۔

☆ مصر سے بحر ایلہ کے راستے میں مدینہ منورہ میں غلہ پہنچانے کا بندوبست کیا

☆ امام نووی نے اپنی تہذیب میں علاوہ ازیں بھی کئی ایسے امور گنوائے ہیں جنہیں رعایا اور مملکت کی سہولت اور بہتری کیلئے آج کے انسان اور حکومتوں کے لئے کامیابیوں کے راز ہیں۔

☆ ☆ ☆

دعا یہ توسل امام الانبیاء علیہ التحیۃ و الثنا اور ساعت العسرہ

حضور سرکار دو عالم ﷺ کے غزوہء تبوک کے سفر میں ایک واقعہ پیش آیا یہ واقعہ سخت پریشانی کا باعث بن گیا ہوا تھا یہ کہ سخت گرمی اور طویل ترین مسافت کی وجہ سے ہر ساتھی سے پانی کم سے کم ہوتا گیا یہاں تک کہ بالکل ختم ہو گیا اور حالات خطرناک صورت ختیار کر گئے۔ سفر تبوک کا یہ واقعہ بہت مشہور ہو گیا۔ مدینہ پاک اور گردو پیش کے لوگ اس واقعہ کو ایک دوسرے کو سنایا کرتے اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان و عظمت سے اپنے ایمان، عقیدت اور محبت رسول ﷺ میں اضافہ پا کر خوش ہوتے۔ اس واقعہ کو جب کچھ مدت گزر گئی تو عشاقان رسول میں اس واقعہ کی ایک ایک بات سننے اور یاد رکھنے کا شوق اور بڑھ گیا۔

مدینہ پاک کے مسلمانوں نے ایک دن سوچا کہ کسی ایسے عاشق رسول ﷺ سے یہ واقعہ ایک اجتماع کی شکل میں اکٹھے ہو کر سنیں تو ایمان تازہ ہوں گے۔ چنانچہ اس پر اتفاق ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس سفر میں لشکر اسلام میں شامل تھے ان سے سنتے ہیں۔ جو کچھ پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سنایا جس کے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں جس کو امام بیہقی نے دلائل النبوت میں نقل کیا اور پھر حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی نے اپنی کتاب شواہد الحق میں بیان کیا ہے۔ اصحاب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمیں آج ''ساعت العسرۃ'' کے متعلق تفصیلات سے آگاہ فرمائیں تو آپ نے (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔ ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف نکلے۔ دوران سفر ایک مقام پر اترے۔ شدت پیاس سے ہم نے یوں سمجھا کہ ہماری گردنیں کٹ جائیں گی۔ حتیٰ کہ جب کوئی شخص دوسرے

آدمی کو تلاش کرنے جاتا تو اس کو یہی گمان گزرتا کہ میرے واپس پہنچنے تک میرا کام تمام ہو جائے گا (سواریوں کی انتہائی قلت کے باوجود) بعض آدمی اپنے اونٹوں کو ذبح کر ڈالتے اور ان کا شکنبہ نچوڑ کر پی جاتے اور جو بچ جاتا اسے اپنے جگر پر رکھتے (تاکہ کچھ ٹھنڈک) پہنچے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کی اس پریشانی کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا کے معاملہ میں خیر و برکت کا عادی بنا رکھا ہے اور آپ کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرماویں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس امر کو پسند کرتے ہو۔ اور دل و جان سے اس کے آرزو مند ہو۔ انہوں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فوراً بارگاہ ذوالجلال میں دست دعا بلند کئے اور ابھی ان (ید الله فوق ایدیهم) کی صفت والے ہاتھوں کو واپس نہیں لوٹایا تھا کہ آسمان پر بادل امنڈ آئے اور اس نے پانی کے دہانے کھول دیئے۔ صحابہ کرام کے پاس جتنے برتن تھے انہوں نے سب کو بھر لیا اور جب ادھر ادھر نکل کر دیکھا کہ بارش کہاں تک برسی ہے تو معلوم ہوا کہ صرف لشکر کی قیام گاہ کے اوپر ہی برسی ہے اور اس کے آگے پیچھے نہیں ہوئی یہ تھا وہ واقعہ "ساعت العسرۃ" جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ پاک کے عشاقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا۔ سامعین تو پہلے ہی فدایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہ ایمان افروز واقعہ سن کر ان کے ایمان کندن بن گئے۔ پھر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنہگار امتی آج کیوں نہ اس آقائے دو جہاں کی خدمت میں عرض کریں۔

اے خاصہءِ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

دارالقرآن کینیڈا میں وزیر اعظم آزاد کشمیر

دارالقرآن کینیڈا اور قاری غلام رسول نہ صرف پاکستان بلکہ کینیڈا میں بھی اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ سردار عتیق احمد خان وزیر اعظم آزاد کشمیر۔

ہمیں دارالقرآن کینیڈا کی بھرپور مدد کی اپیل کرتا ہوں، یہی ادارے ہمارے تشخص کی بقا ہیں، مقبول احمد خان معروف ٹیکس کنسلٹنٹ۔

آزاد کشمیر کے وزیر اعظم جناب سردار عتیق احمد خان کے اعزاز میں دارالقرآن کینیڈا میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب کی صدارت معروف ٹیکس اینڈ اکاؤنٹنگ جناب مقبول احمد خان نے کی۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سردار عتیق احمد خان نے کہا کہ دارالقرآن کینیڈا اور قاری غلام رسول نہ صرف پاکستان بلکہ کینیڈا میں بھی اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمیں ایسے اداروں کو مضبوط بنانے کی

ارالقرآن کینیڈا میں آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار عتیق احمد خان کے تشریف لانے پر دارالقرآن کے بانی مولانا قاری غلام سول صاحب انہیں خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔

اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور کشمیری فطری طور پر پاکستان کے بے حد قریب ہیں۔ انہوں نے کینیڈا میں بسنے والی کشمیری کمیونٹی سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ یہاں بھی اپنی محنت سے یہاں کے سماج کا حصہ بنتے ہوئے کشمیر اور پاکستان کا نام روشن کریں۔ اس موقع پر قاری غلام رسول نے ادارے کے متعلق شرکا کو بریفنگ دی۔ اور بتایا کہ یہاں پر نماز، نماز جمعہ کے علاوہ قرآن پاک کی تجدید، بچوں کو قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس موقع پر انہوں نے ادارے کو درپیش چند مسائل کا ذکر بھی کیا۔ اپنے خطبہ صدارت میں معروف ٹیکس کنسلٹنٹ مقبول احمد خان نے وزیر اعظم آزاد کشمیر کو خوش آمدید کہا، اور کشمیر میں ان کی جدو جہد اور اصول موقف کو سراہا۔ انہوں نے اس موقع پر شرکاء سے اپیل کی کہ وہ دارالقرآن کینیڈا کی بھرپور مدد کریں۔ انہوں نے کہا کہ مالی وسائل کی کمی سے بے شمار مسائل ہیں۔ کمیونٹی آگے بڑھے اور ایسے اداروں کی سرپرستی کرے۔ اس موقع پر سنڈے ٹائمز کے سرپرست اعلیٰ نور محمد قریشی، ریڈیو گھر آنگن کی ثمینہ ریاض، ریڈیو پروگرام کے اشرف راجہ، بشیر خان، راشد خان نے بھی شرکت کی۔ مومن خان نے اپنی پرسوز آواز میں تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔

دارالقرآن کینیڈا میں آزاد کشمیر کے وزیر اعظم سردار عتیق احمد خان اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسٹیج پر ویژن آف پاکستان کے بشیر احمد خان صاحب، مولانا قاری غلام رسول اور مقبول احمد خان صاحب بیٹھے ہیں۔

سردار عتیق احمد خان کا دارالقرآن کینیڈا کا دورہ

دارالقرآن کینیڈا مسلمانون کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے، قاری غلام رسول کی خدمات کو سراہا گیا۔

آزاد جموں و کشمیر کے وزیر اعظم سردار عتیق احمد خان نے دارالقرآن کینیڈا کے بانی قاری غلام رسول کی دعوت پر دارالقرآن کینیڈا کا دورہ کیا۔ ان کی آمد پر قاری غلام رسول، قاری مبشر رسول نے استقبال کیا اور اپنے ادارے کے حوالے سے بریفنگ دی، اس موقع پر قاری غلام رسول نے کہا کہ دیار غیر میں مساجد بسانے کے لئے کمیونٹی نے ہمیشہ تعاون کیا ہے۔ ہم اللہ کے فضل و کرم اور لوگوں کے تعاون سے یہاں نماز، نماز جمعہ کے علاوہ بچوں اور بچیوں کو ناظرہ قرآن مجید تجوید پڑھا رہے ہیں۔ وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خان نے قاری غلام رسول کی خدمات کو اور کاوشوں کو سراہا اور

دارالقرآن کینیڈا میں آزاد کشمیر کے وزیر اعظم جناب سردار عتیق احمد خان کو مقبول احمد صاحب قاری غلام رسول صاحب کی آواز میں مکمل قرآن کریم کی سی ڈیز کا سیٹ پیش کر رہے ہیں۔

کہا کہ انہوں نے پاکستان اور اب کینیڈا میں اسلام کی ترویج کے لئے خود کو وقف کر دیا ہے ان کی اسلام کے لئے خدمات قابل ستائش ہیں۔ تقریب سے بشیر خان نے بھی خطاب کیا، تقریب میں خواجہ رفیق، بشیر احمد، اذرب خان، اعظم گوندل، راشد خان، ثمینہ احمد ریاض نے شرکت کی، اس موقع پر ایک طالب علم نے نعت رسول ﷺ بھی پیش کی، سردار عتیق احمد خان نے دارالقرآن کینیڈا کا دورہ کیا۔

دارالقرآن کینیڈا میں پاکستان کے کونسل جنرل اور جناب میں جاوید حکیم صاحب جنرل مینجر P.I.A کینیڈا نے دارالقرآن کینیڈا کی پہلی تقسیم اسناد قرآن کانفرنس میں کامیاب ہونے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے۔

دارالقرآن کینیڈا کا بیرونی منظر

کینیڈا کے شہر ٹورانٹو میں مسز ساگا کے علاقے میں رینا سینس کنونشن سنٹر ہال میں دارالقرآن لاہور پاکستان اور دارالقرآن کینیڈا کے بانی زینت القراء حضرت مولینا قاری غلام رسول صاحب عید کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کررہے ہیں اس اجتماع میں پاکستان کے علاوہ صومالیہ، گھیانا، شینا داد، جنوبی افریقہ، مریش، ترکی، عرب، انڈیا، امریکہ، کینیڈا اور بنگلہ دیش کے مسلمان شامل تھے۔

کینیڈا میں پہلی عالمی میلاد النبی ﷺ کانفرنس کے موقع پر زینت القراء قاری غلام رسول صاحب بحضور سرور کونین سلام پیش کر رہے ہیں۔
اسٹیج پر لبنان کے الشیخ یوسف بخور اور دار القرآن کینیڈا کے صدر صاحبزادہ قاری محمد مبشر رسول بیٹھے ہیں

دارالقرآن کینیڈا میں معراج شریف کی محفل

دارالقرآن کینیڈا میں معراج النبی ﷺ کی محفل میں دارالقرآن کے بانی سفیر قرآن مولانا قاری غلام رسول صاحب نے بیان کیا کہ حضور کے معراج پر غور کرنے سے چند ایک حقائق خاص طور پر سامنے آتے ہیں۔ جس پر ایمان رکھنا اور اپنی زندگی کا معمول بنانا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ ایک تو یہ کہ حضور ﷺ کو معراج عطا کیا جانا یہ اتنا عظیم معجزہ ہے جو صرف آپ کے سوا اولاد آدم میں سے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا کہ آپ نے بلا حجاب اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے شرف دیدار خداوندی حاصل کیا اور یہ آپ کا ذاتی فخر و بلندی درجات کا خاص منصب اعلیٰ ہے۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

دوسرے اس معراج مصطفےٰ کے واسطے سے مسلمانوں کو مقام و مرتبہ ''مسجد'' معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی شب یہ نہیں فرمایا کہ حضور کو فلاں شہر یا ملک سے فلاں شہر اور ملک تک سیر کرائی بلکہ فرمایا۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔ تو پتہ چلا کہ مسجد کا بنانا اور اس کو آباد کرنا نیکیوں میں ایک ممتاز نیکی ہے اور قرآن پاک میں بھی ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا۔ القرآن۔

تیسرے یہ کہ جو شخص مسجد یا کہیں بھی نماز پڑھتا ہے تو ایک طرف تو اس کیلئے معراج مصطفےٰ ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے کیونکہ یہ نماز معراج شریف کے مقدس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کی امت کو عبادت کا ایک تحفہ ملا۔ تو دوسری طرف حضور نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المؤمنین کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ گویا نمازی اپنے رب سے ملاقات کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نماز پڑھنے اور مسجدیں آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تفسیر کا جدید، سلیس، دلکش، دلآویز اردو ترجمہ

ادارہ ضیاء المصنفین

بھیرہ شریف کی زیر نگرانی

مرکزی دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے علماء کی ایک نئی کاوش

تفسیر در منثور 6 جلد

زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

دارالقرآن نیوگارڈن ٹاؤن لاہور کی پرشکوہ عمارت